اُصولِ نحو
ابتدائی
جس میں نحو میر کے طرز پر بالاختصار اہم قواعد نحو
کو جمع کرنے کی سعی کی گئی ہے
مرتب
ناظر حسین بن عثمان ہتھوڑوی
(استاذ: دار العلوم فلاح دارین، ترکیسر، سورت، گجرات)

"النَّحْوُ فِيْ الكَلَامِ كَالمِلْحِ فِيْ الطَّعَامِ."

عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ:"تَعَلَّمُوْا النَّحْوَ، كَمَا تَعَلَّمُوْنَ السُّنَنَ وَالفَرَائِضَ." (البيان والتبيان:۲ / ۱۷۱)

اُصولِ نحو (ابتدائی)

(جس میں نحو میر کے طرز پر بالاختصار اہم قواعد نحو کو جمع کرنے کی سعی کی گئی ہے)

مرتب

ناظر حسین بن عثمان ہتھوڑوی

(استاذ: دارالعلوم فلاحِ دارین، ترکیسر، سورت، گجرات)

تفصیلات

نام کتاب : اُصولِ نحو (ابتدائی)

مرتب : ناظر حسین بن عثمان ہتھوڑوی

(اُستاذ: دارالعلوم فلاحِ دارین ترکیسر، سورت، گجرات)

کمپیوٹر کتابت : رشید احمد آچھودی (09428689113)

طبع اوّل : ۱۴۴۳ھ مطابق: ۲۰۲۲ء

تعدادِ صفحات : ۱۲۰

(۱) ناظر حسین بن عثمان ہتھوڑوی 09879246385

(۲) مکتبہ سعیدیہ، ترکیسر، سورت، گجرات 09925681828

(۲) مکتبہ محمدیہ، مفتی سلیمان صاحب شاہوی 07069428409

(۳) قاری مفید الاسلام صاحب 09825364632

(۴) مکتبہ دار المعارف، الہ آباد 09450581807

دیوبند کے تمام کتب خانوں پر بھی دست یاب ہے۔

فہرس

عناوین　صفحہ

انتساب

احقر اپنی اِس حقیر کاوِش کو مادرِ علمی ”دارالعلوم فلاحِ دارین، ترکیسر، ضلع سورت، گجرات“ کے نام منسوب کرتے ہوئے فرحت ومسرّت اور تشکّر وامتنان کے بے پناہ جذبات اپنے دل میں موجزن پا رہا ہے؛ جس کی مردم ساز، عطر بیز اور روح پرور فضاؤں نے اِس قابل بنایا۔

فللّٰه الحَمدُ والمنةُ أولًا وآخرًا.

وجزیٰ اللهُ عني بانيها وناظميها وجميع أسَاتذتي الكرام خير الجزاء، آمين يا ربَّ العالمين.

احقر ناظر حسین بن عثمان ہتھوڑوی

۱۷/شعبان المعظم/ ۱۴۴۳ھ

مطابق: ۲۱/مارچ/ ۲۰۲۲ء

بروز پیر

دِل کی باتیں

الحمد لله رب العالمين، والعاقبة للمتقين، والصَّلوٰة والسلام علىٰ سيدنا وسيد الأنبياء والمرسلين، محمد بن عبد الله الأمين، وعلىٰ اٰله الطيبين وأصحابه الغرّ الميامين، ومن سَار نحوهم إلىٰ يوم الدين.

اللہ ربّ العزت کا بے انتہا شکر و احسان ہے کہ اس نے اس حقیر ہیچ مداں کو آج سے تقریباً نو سال پہلے محض اپنے فضل و کرم سے اس بات کی توفیق بخشی کہ وہ اپنے ہم مشرب صحرائے علم کے رہ نوردوں کی خدمت میں اپنی حقیر کاوِش بہ نام ''نحو میر اُردو'' پیش کرے (الحمدللہ اس کے چار ایڈیشن منظر عام پر آ چکے ہیں)۔

مذکورہ بالا کتاب ''نحو میر اُردو'' جابہ جا تعریفات، حواشی اور فوائد کے اضافہ کی وجہ سے نیز درمیان میں تسہیل النحو (مؤلّفہ حضرت مولانا عبداللہ صاحب گنگوہیؒ) سے مشقیہ سوالات کے اِضافہ کی وجہ سے توقع سے زیادہ طویل ہوگئی تھی، جس کی وجہ سے نحو کے مبتدی طلبہ کے لیے اس کو ضبط میں لانا دشوار نظر آیا، اس وجہ سے دل میں یہ بات آئی کہ نحو میر فارسی کے طرز پر اس کی جامعیت کو باقی رکھتے ہوئے بقدرِ ضرورت اختصار کو کام میں لاؤں، تاکہ نحو کے مبتدی طلبہ کے لیے اس کو یاد کرنا اور یاد رکھنا آسان ہو۔

چنانچہ احقر نے ''نحو میر اُردو'' کو اپنی ناقص صواب دید کے مطابق حتی الامکان زیادہ سے زیادہ مختصر کرنے کی کوشش کی اور اس کا نام **''اصولِ نحو (ابتدائی)''** تجویز کیا، حق تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے قبول فرمائیں اور طالبانِ علومِ نبوت کے لیے نافع بنائیں۔ آمین۔

نیز اساتذۂ کرام کی سہولت کے لیے کتاب میں مذکور قواعد کو نمبر وار اسباق میں

تقسیم کیا، تاکہ بوقت ضرورت مراجعت میں سہولت رہے اور ''نحو میر اُردو'' میں جس قدر فوائد اور زوائد تھے ان میں سے بیشتر کو حواشی میں ذکر کیا، تاکہ باذوق طلبہ کے شوق کی تسکین ہو سکے، اور کچھ اسباق کے بعد ایک مختصر مشق بھی بہ طورِ نمونہ ذکر کی ہے، تاکہ اس طرز پر اساتذۂ کرام اپنے طلبہ سے اسباق کی تیاری کرا سکیں اور پڑھے ہوئے اسباق میں مزید پختگی پیدا ہو سکے۔ الجهد منا، والإتمام من الله.

اخیر میں حق تعالیٰ کی بے نیاز بارگاہ میں دست بدعا ہوں کہ وہ اس حقیر کاوِش کو اپنے دربار میں شرفِ قبول بخشیں، نحو میر فارسی کی طرح مقبولیت سے نوازیں اور طلبۂ علومِ دینیہ کے لیے نافع بنائیں۔

ایں دعا از من، واز جملہ جہاں آمین باد

احقر ناظر حسین بن عثمان ہتھوڑوی
مدرّس دار العلوم فلاح دارین ترکیسر، سورت، گجرات
Mob : 9879246385

۱۷ / شعبان المعظم / ۱۴۴۳ھ

مطابق: ۲۱ / مارچ / ۲۰۲۲ء

بروز پیر

اس رِسالے کی اصل

''نحو میر اُردو'' اکابر اُمّت کی نظر میں

(۱)...... برکۃ العصر حضرت مولانا محمد قمر الزمان صاحب دامت برکاتہم العالیہ اپنے دعائیہ کلمات میں یوں رقمطراز ہیں:

''آج الحمدللہ بعد نمازِ جمعہ ''نحو میر اُردو'' لے کر بیٹھا تو پوری کتاب کی ورق گردانی کر ڈالی اور ہر صفحہ کو سرسری نگاہ سے دیکھا، ماشاء اللہ نحو میر تو پڑھی ہوئی ہے ہی، مضامین سمجھ میں آتے گئے...... آپ نے جو نحو میر کی تسہیل وتوضیح کی، وہ نہایت مبارک خدمت ہے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور مزید خدماتِ علمیہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔''

(۲)...... مفکر گجرات حضرت مولانا عبداللہ صاحب کاپودروی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تقریظ میں یوں رقمطراز ہیں:

''زیرِ نظر رِسالہ ''نحو میر اُردو'' اسی لیے ترتیب دیا گیا ہے کہ طلبہ کو نحو کے قواعد کے ساتھ مثالیں بتائی جائیں اور مشق بھی کرائی جائے، تاکہ قاعدہ ذہن میں راسخ ہو جائے اور عبارت خوانی یا گفتگو میں غلطی سے بچا جاسکے، اس رِسالہ کے مرتب...... سلّمہٗ کو اللہ تعالیٰ نے اس فن کا خاص ذوق عطا فرمایا ہے...... انہوں نے اپنے تعلیمی تجربہ کے پیشِ نظر یہ رسالہ مرتب فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ ان کی محنت کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور طلبۂ عزیز کو استفادہ کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین۔''

(۳) استاذِ محترم حضرت مولانا محمد یوسف صاحب ٹنکاروی (شیخ الحدیث دار العلوم فلاحِ دارین ترکیسر) دامت برکاتہم تحریر فرماتے ہیں:

''پیش نظر تالیف جدید ولطیف کے مؤلف...... زید مجدہٗ ہمارے مدرسہ فلاحِ

دارین ترکیسر کے ایک کہنہ مشق مدرّس ہیں...... ابتداءِ تدریس ہی سے صرف ونحو کی کتب آپ کے زیرِ درس رہیں، جن کو محنت سے پڑھاتے رہے اور اس دوران مطولات سے بھی استفادہ کرتے رہے......اسی مسلسل جدو جہد کے نتیجہ میں موصوف کو مشکل مسائل اور تراکیب کا آسان حل پیش کرنے کا ملکہ حاصل ہو گیا، جس کی وجہ سے طلبہ بہت مختصر وقت میں تراکیب آشنا ہو جاتے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ.

میں نے خود بھی اس مجموعے کو جلدی میں سہی ؛ لیکن مکمل دیکھا اور کہیں کوئی بات سمجھ میں آئی تو مشورۃً عرض کر دی، جس کو قاری صاحب نے خوش دلی سے قبول فرمایا، اُمید کرتا ہوں کہ یہ مجموعہ طلبہ کے لیے نافع ہوگا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔"

(بہ تغیر یسیر، تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: "نحو میر اُردو" (طبع ثالث، صفحہ: ۱۵ تا ۲۰)

* * *
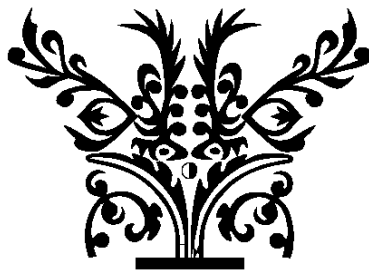
اظہارِ پسندیدگی

از

استاذِ محترم حضرت مولانا محمد یوسف صاحب ٹنکاروی دامت برکاتہم العالیہ

(شیخ الحدیث دار العلوم فلاحِ دارین ترکیسر، سورت، گجرات، وخلیفۂ اجل محدثِ عصر حضرت مولانا محمد یونس صاحب جون پوری رحمۃ اللہ علیہ)

عربی زبان ہی نہیں بلکہ ہر زبان کے صرف ونحو دو پر ہیں، جن کی برکت سے طالب علم کو پرِ پرواز ملتا ہے اور وہ ترقّی کا قصبۃ السبق حاصل کرنے میں کامیاب ہوتا ہے، مولانا قاری ناظر حسین صاحب مدّظلہ کو ابتدا ہی سے ان دونوں فنون کی طرف اور خاص طور سے نحو کی طرف خاص اعتناء رہا ہے، طلبہ کی ہمدردی ان کے رگ و پے میں سرایت کیے ہوئے ہے، جس کی وجہ سے ہر دم کوشش میں رہتے ہیں کہ اس فن کو آسان سے آسان تر و آسان ترین کیسے کردوں کہ ہر صلاحیت کا طالب علم اس سے کما حقہ مستفید و مستفیض ہو سکے، اسی جذبے کے تحت آپ نے اگلی مؤلف "نحو میر اُردو" کو اور آسان ترین کرتے ہوئے دوبارہ مرتّب فرمایا۔

چوں کہ بیشتر مدارس میں قاری صاحب کا یہ رسالہ داخل درس ہے، چنانچہ حضراتِ مدرّسین نے جہاں جہاں کچھ ترمیم بغرضِ تسہیل محسوس کی قاری صاحب نے اس کا تدارک فرمایا اور اب نہایت آسان شکل میں اس رسالے کو پیش فرمایا۔ ماشاءاللہ۔

میں نے اس رسالے کو از اوّل تا آخر دیکھا، بہت خوب پایا، اللہ پاک قاری صاحب کی مساعئ جمیلہ کو قبول فرمائیں اور اس رسالے کو طلبۂ علمِ نحو کے لیے بے حد مفید فرمائیں۔ آمین۔

فقط والسلام

محمد یوسف ٹنکاروی

مدرّس دار العلوم فلاحِ دارین ترکیسر، سورت

۱۴ر محرّم الحرام ر ۱۴۴۵ھ

مطابق: ۲ر اگست ر ۲۰۲۳ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حصولِ علم کے دس آداب

(۱) اخلاصِ نیت

(۲) بُری باتوں سے اجتناب

(۳) اساتذہ کا ادب

(۴) اساتذہ کی خدمت

(۵) دینی کتابوں کا احترام

(۶) رفقاء کے ساتھ ہمدردی

(۷) علم حاصل کرنے میں محنت

(۸) علم کی حرص اور اس کے لیے سفر

(۹) طلبِ علم میں ثابت قدمی اور ہر قسم کی تکلیف برداشت کرنا

(۱۰) شیخِ کامل سے اصلاحی تعلق

(ماخوذ از: ''آداب المتعلمین'' مؤلفہ حضرت مولانا قاری سید صدیق احمد صاحب باندوی رحمۃ اللہ علیہ)

اللہ تعالیٰ ہمیں ان آداب کی رعایت کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے، اور ہمیں علمِ نافع عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

❋ ❋ ❋

سبق (۱)

مقدّمۂ علمِ نحو

(۱) علم نحو: وہ علم ہے جس کے ذریعہ اسم، فعل اور حرف کے آخر کے حالات معرب اور مبنی ہونے کی حیثیت سے جانے جائیں اور ان کو ایک دوسرے سے ملانے کا طریقہ معلوم ہو۔

(۲) علم نحو کا موضوع: کلمہ اور کلام ہیں۔

(۳) علم نحو کی غرض: عربی زبان میں پیش آنے والی لفظی غلطی سے ذہن اور زبان کی حفاظت ہے۔

(۴) علم نحو کے مدوّنِ اوّل امام ابو الاسود دُئلی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

سبق (۲)

مفرد کا بیان

لفظ: وہ بات ہے جو انسان کے منہ سے نکلے۔ لفظ کی دو قسمیں ہیں: موضوع، مہمل۔

موضوع: وہ لفظ ہے جس کے کچھ معنی ہوں۔ جیسے: **كِتَابٌ، قَلَمٌ.**

مہمل: وہ لفظ ہے جس کے کچھ معنی نہ ہوں۔ جیسے: **جَسَقٌ** اور اردو میں وانی، ووٹی۔

لفظِ موضوع کی دو قسمیں ہیں: مفرد، مرکب۔

مفرد: وہ تنہا لفظ ہے جو ایک معنی بتائے۔ جیسے: **رَجُلٌ، قَرَأَ، فِيْ۔**

لفظِ مفرد کو کلمہ بھی کہتے ہیں۔

کلمہ کی تین قسمیں ہیں: اسم، فعل اور حرف۔

اسم: وہ کلمہ ہے جس کے معنی بغیر کسی کلمہ کے ملائے سمجھ میں آجائیں اور اس میں کوئی زمانہ نہ پایا جائے۔ جیسے: **رَجُلٌ، اِمْرَأَةٌ**۔

فعل: وہ کلمہ ہے جس کے معنی بغیر کسی کلمہ کے ملائے سمجھ میں آجائیں اور تین زمانوں میں سے کوئی زمانہ اس میں پایا جائے۔ جیسے: **ضَرَبَ** (اس نے مارا یعنی ماضی میں) **یَضْرِبُ** (وہ مارتا ہے یعنی حال میں) **اِضْرِبْ** (تو مار یعنی مستقبل میں)

حرف: وہ کلمہ ہے جس کے معنی بغیر کسی کلمہ کے ملائے سمجھ میں نہ آئیں۔ جیسے: **هَلْ** بمعنی کیا، **فِيْ** بمعنی میں، **مِنْ** بمعنی سے۔

سبق (۳)

مرکبِ مفید کا بیان

مرکب: وہ لفظ ہے جو دو یا زیادہ کلموں سے مل کر بنے۔ جیسے: **هٰذَا قَلَمٌ** (یہ قلم ہے۔) **قَلَمُ زَيْدٍ** (زید کا قلم)

مرکب کی دو قسمیں ہیں: مرکبِ مفید اور مرکبِ غیر مفید۔

مرکبِ مفید: وہ مرکب ہے کہ جب بولنے والا اس پر خاموش ہو تو سننے والے کو کوئی خبر یا طلب معلوم ہو۔ جیسے: **هٰذَا كِتَابٌ** (یہ کتاب ہے) **اِقْرَأْ** (تو پڑھ)

مرکبِ مفید کو جملہ اور کلام بھی کہتے ہیں۔

جملہ کی دو قسمیں ہیں: جملۂ خبریہ، جملۂ انشائیہ۔

* * *

سبق (۴)

جملۂ خبریہ کا بیان

جملۂ خبریہ: وہ جملہ ہے جس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا کہہ سکیں۔ جیسے: **زَيْدٌ عَالِمٌ.** (زید عالم ہے) **قَرَأَ زَيْدٌ.** (زید نے پڑھا)

جملۂ خبریہ کی دو قسمیں ہیں: جملۂ اسمیہ اور جملۂ فعلیہ۔

جملۂ اسمیہ: وہ جملۂ خبریہ ہے جس کا پہلا جز اسم ہو، (اور وہ جز مرفوع ہو) جیسے: **زَيْدٌ عَالِمٌ.** (زید جاننے والا ہے) جملۂ اسمیہ کا پہلا جز مسند الیہ (مبتدا) ہوتا ہے، دوسرا جز مسند (خبر) ہوتا ہے۔

جملۂ فعلیہ: وہ جملۂ خبریہ ہے جس کا پہلا جز فعل ہو۔ (خواہ فعل تام ہو یا ناقص)[1] جیسے: **ضَرَبَ زَيْدٌ.** (زید نے مارا) جملۂ فعلیہ کا پہلا جز مسند (فعل) ہوتا ہے جب کہ فعل تام ہو، اور دوسرا جز مسند الیہ (فاعل یا نائب فاعل) ہوتا ہے۔

سبق (۵)

اجزاءِ جملہ کا بیان

ہر جملے کے دو جز ہوتے ہیں، ایک مسند الیہ اور دوسرا مسند۔

---

[1] اگر جملہ کا پہلا جز حرف ہو تو اُس کا اعتبار نہ ہوگا۔

فائدہ (۱): جب جملۂ فعلیہ کا پہلا جز فعلِ ناقص ہو، جیسے: **كَانَ مُحَمَّدٌ نَبِيًّا** (محمد ﷺ نبی ہیں) تو فعل مسند نہ ہوگا؛ بلکہ **كَانَ** کا اسم مسند الیہ اور **كَانَ** کی خبر مسند ہوگی۔

فائدہ (۲): **اسناد:** دو کلموں میں سے ایک کی دوسرے کی طرف اس طرح نسبت کرنا کہ مخاطب کو پوری بات سمجھ میں آئے۔

مسند الیہ: وہ اسم ہے جس کی طرف کسی اسم یا فعل کی اسناد کی جائے۔ جیسے مذکورہ مثالوں میں "**زَیْدٌ**" مسند الیہ ہے کہ اس کی طرف "**عَالِمٌ**" اور "**ضَرَبَ**" کی اسناد کی گئی ہے۔

مسند: وہ حکم ہے جس کی نسبت کسی اسم کی طرف کی جائے۔ جیسے مذکورہ مثالوں میں "**عَالِمٌ**" اور "**ضَرَبَ**" مسند ہیں۔

اسم مسند اور مسند الیہ دونوں ہوسکتا ہے اور فعل صرف مسند ہوگا مسند الیہ نہیں ہوگا، اور حرف نہ تو مسند ہوگا اور نہ مسند الیہ۔

سبق (۶)

جملۂ انشائیہ کا بیان

جملۂ انشائیہ: وہ جملہ ہے جس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا نہیں کہہ سکتے۔ جیسے: **اِضْرِبْ** (تو مار)

جملۂ انشائیہ کی دس قسمیں ہیں:

(۱) امر (۲) نہی (۳) استفہام (۴) تمنّی (۵) ترجّی (۶) عقود (۷) ندا (۸) عرض (۹) قسم (۱۰) تعجب۔

(۱) امر: وہ جملۂ انشائیہ ہے جس کے ذریعہ کسی کام کا حکم دیا جائے۔ جیسے: **اِضْرِبْ** (تو مار)

(۲) نہی: وہ جملۂ انشائیہ ہے جس کے ذریعہ کسی کام کے نہ کرنے کا حکم دیا جائے۔ جیسے: **لَا تَلْعَبْ** (تو مت کھیل)

(۳) استفہام: وہ جملۂ انشائیہ ہے جس کے ذریعہ کسی چیز کے بارے میں

سوال کیا جائے۔ جیسے: **هَلْ قَرَأَ زَيْدٌ؟** (کیا زید نے پڑھا؟)

(۴) تمنّی: وہ جملۂ انشائیہ ہے جس کے ذریعہ کسی محبوب چیز کی آرزو کی جائے۔ جیسے: **لَيْتَ الصِّغَرَ يَعُوْدُ.** (کاش کہ بچپن لوٹ آئے)

(۵) ترجّی: وہ جملۂ انشائیہ ہے جس سے کسی چیز کی امید معلوم ہو، خواہ وہ چیز محبوب ہو یا مکروہ۔ جیسے: **لَعَلَّ الصَّدِيْقَ حَاضِرٌ.** (امید ہے کہ دوست حاضر ہو) **لَعَلَّ العَدُوَّ قَادِمٌ.** (ڈر ہے کہ دشمن آرہا ہو)

(۶) عقود: وہ انشائیہ جملے ہیں جن کے ذریعہ معاملات مثلاً: خرید وفروخت اور نکاح وطلاق وغیرہ کیے جائیں۔ جیسے بیچنے والا بیچتے وقت کہے: **بِعْتُ.** (میں نے بیچا) اور خریدنے والا خریدتے وقت کہے: **اِشْتَرَيْتُ.** (میں نے خریدا۔)[1]

(۷) ندا: وہ جملۂ انشائیہ ہے جس میں حرفِ ندا کے ذریعہ کسی کو اپنی طرف متوجہ کیا جائے۔ جیسے: **يَا اللّٰهُ، يَا زَيْدُ.**

(۸) عرض: وہ جملۂ انشائیہ ہے جس کے ذریعہ نرمی کے ساتھ کسی کام کی رغبت دلائی جائے۔ جیسے: **أَلَا تَنْزِلُ بِنَا فَتُصِيْبَ خَيْرًا!** (آپ ہمارے پاس کیوں نہیں ٹھہرتے کہ آپ کوئی بھلائی پائیں)

(۹) قسم: وہ جملۂ انشائیہ ہے جس میں حرفِ قسم کے ذریعہ کسی بات پر قسم کھائی جائے۔ جیسے: **وَالعَصْرِ إِنَّ الإِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ** (زمانہ کی قسم، یقیناً سارے انسان البتہ خسارہ میں ہیں۔)[2]

---

[1] جب یہ جملے خرید وفروخت مکمّل ہونے کے بعد کہے جائیں گے تو خبریہ ہوں گے۔

[2] **حرفِ قسم:** وہ حرف ہے جس کے ذریعہ قسم کھائی جائے۔

مقسم بہ: وہ اسم ہے جس کی قسم کھائی جائے۔

مقسم علیہ: وہ بات ہے جس پر قسم کھائی جائے۔ اس کو جوابِ قسم بھی کہتے ہیں۔ جیسے مذکورہ مثال میں "**واو**" حرفِ قسم، "**الْعَصْرِ**" مقسم بہ، اور "**إِنَّ الإِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ**" مقسم علیہ یا جوابِ قسم ہے۔

(۱۰) تعجب: وہ جملۂ انشائیہ ہے جس میں ایسے صیغہ سے حیرت ظاہر کی جائے جو حیرت ظاہر کرنے کے لیے وضع کیا گیا ہو۔

عربی میں تعجب کے دو صیغے ہیں: (۱) **مَا أَفْعَلَهٗ** جیسے: **مَا أَحْسَنَ زَيْدًا.** (زید کتنا حسین ہے) (۲) **أَفْعِلْ بِهٖ** جیسے: **أَحْسِنْ بِزَيْدٍ.** (زید کتنا حسین ہے)[۱]

سبق (۷)

مرکبِ غیر مفید کا بیان

مرکبِ غیر مفید وہ مرکب ہے کہ جب کہنے والا اس پر خاموش ہو تو سننے والے کو کوئی خبر یا طلب معلوم نہ ہو۔ مرکبِ غیر مفید کی تین قسمیں ہیں:

(۱) مرکبِ اضافی (۲) مرکبِ بنائی (۳) مرکبِ مَنعِ صَرف۔

مرکبِ اضافی: وہ مرکبِ غیر مفید ہے جس میں ایک اسم کی اضافت دوسرے اسم کی طرف کی جائے۔ جیسے: **غُلَامُ زَيْدٍ** (زید کا غلام) اس کے پہلے جز کو مضاف کہتے ہیں، اور دوسرے جز کو مضاف الیہ کہتے ہیں۔ مضاف الیہ ہمیشہ مجرور ہوگا۔[۲]

مضاف: وہ اسم ہے جس کی اضافت دوسرے اسم کی طرف کی جائے۔ جیسے

---

[۱] فائدہ(۱): فعل تعجب ہمیشہ ثلاثی مجرّد سے بنتا ہے، ثلاثی مجرّد وہ کلمہ ہے جس کے ماضی میں تین حرفِ اصلی ہوں اور کوئی زائد حرف نہ ہو، ثلاثی مجرّد کے چھ ابواب ہیں: (۱) **نَصَرَ يَنْصُرُ** (۲) **ضَرَبَ يَضْرِبُ** (۳) **فَتَحَ يَفْتَحُ** (۴) **سَمِعَ يَسْمَعُ** (۵) **حَسِبَ يَحْسِبُ** (۶) **كَرُمَ يَكْرُمُ**

فائدہ(۲): انشاء کی دو قسمیں ہیں: طلبی اور غیر طلبی۔ (۱) طلبی: وہ انشاء ہے جس کے ذریعہ کسی فعل کو طلب کیا جائے۔ (۲) غیر طلبی وہ انشاء ہے جس کے ذریعہ کسی فعل کو واقع کرنا مقصود ہو، اس کو ایقاعی بھی کہتے ہیں، انشاء کی دس اقسام میں سے غیر طلبی اور ایقاعی کے تحت تین اقسام ہیں: (۱) عقود (۲) قسم (۳) تعجب۔ باقی سات اقسام طلبی ہیں۔

[۲] فائدہ: اضافت: ایک اسم کی دوسرے اسم کی طرف اس طرح نسبت کرنا کہ پہلا اسم دوسرے کو جر دے۔

مثالِ مذکور میں **غُلَامُ** مضاف ہے کہ اس کی اضافت **زَیْدٌ** کی طرف کی گئی۔

مضاف الیہ: وہ اسم ہے جس کی طرف کسی اسم کی اضافت کی جائے۔ جیسے مثالِ مذکور میں **زَیْدٌ** کہ اس کی طرف **غُلَامُ** کی اضافت کی گئی۔

مرکبِ بِنائی: وہ مرکبِ غیر مفید ہے جس میں بلا نسبت دو اسموں کو ملا کر ایک کرلیا گیا ہو اور دوسرا اسم کسی حرف کے معنیٰ لیے ہوئے ہو۔ جیسے: **أَحَدَ عَشَرَ** تا **تِسْعَةَ عَشَرَ** دراصل **أَحَدٌ وَعَشَرٌ** اور **تِسْعَةٌ وَعَشَرٌ** تھا، واو کو حذف کر کے دونوں اسموں کو ایک کر دیا۔

اس کے دونوں جز فتحہ پر مبنی ہوں گے۔ سوائے **اِثْنَا عَشَرَ** کے کہ اس کا پہلا جز یعنی **اِثْنَا** معرب ہے، چنانچہ کہیں گے: **جَاءَ أَحَدَ عَشَرَ رَجُلًا، رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ رَجُلًا، مَرَرْتُ بِأَحَدَ عَشَرَ رَجُلًا** اور **جَاءَ اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا، رَأَيْتُ اثْنَيْ عَشَرَ رَجُلًا، مَرَرْتُ بِاثْنَيْ عَشَرَ رَجُلًا**[1]

مرکبِ مَنعِ صَرف: وہ مرکبِ غیر مفید ہے جس میں بلا نسبت دو کلموں کو ملا کر ایک کرلیا گیا ہو اور دوسرا کلمہ کسی حرف کو شامل نہ ہو، اور اس کے دونوں جزوں میں سے کوئی جز حرف نہ ہو۔ جیسے: **بَعْلَبَكُّ** (ایک شہر کا نام) یہ دراصل **بَعْلٌ** (ایک بت کا نام) اور **بَكٌّ** (شہر کے بانی بادشاہ کا نام) دو کلموں سے مل کر بنا ہے۔

اس کا پہلا جز اکثر علماء کے مذہب پر مبنی بر فتح ہوگا، اور دوسرا جز معرب غیر منصرف ہوگا، لہٰذا اُس پر کسرہ اور تنوین نہیں آئیں گے۔ جیسے: **جَآءَ بَعْلَبَكُّ، رَأَيْتُ بَعْلَبَكَّ، مَرَرْتُ بِبَعْلَبَكَّ.**

---

[1] فائدہ: **أَحَدَعَشَرَ** (گیارہ)۔ **اِثْنَاعَشَرَ** (بارہ)۔ **ثَلٰثَةَعَشَرَ** (تیرہ)۔ **أَرْبَعَةَعَشَرَ** (چودہ)۔ **خَمْسَةَ عَشَرَ** (پندرہ)۔ **سِتَّةَ عَشَرَ** (سولہ)۔ **سَبْعَةَ عَشَرَ** (سترہ)۔ **ثَمَانِيَةَ عَشَرَ** (اٹھارہ)۔ **تِسْعَةَ عَشَرَ** (انیس)۔

سبق (٨)

اسم کی علامات کا بیان

اسم کی گیارہ علامتیں ہیں۔

(١) شروع میں الف لام ہو۔ جیسے: اَلْحَمْدُ

(٢) شروع میں حرفِ جر ہو۔ جیسے: بِزَيْدٍ

(٣) آخر میں تنوین ہو۔ جیسے: رَجُلٌ، زَيْدٌ

(٤) مسند الیہ ہو۔ جیسے: زَيْدٌ قَائِمٌ میں زَيْدٌ

(٥) مضاف ہو۔ جیسے: غُلَامُ زَيْدٍ میں غُلَامُ

(٦) مصغّر ہو[1] جیسے: قُرَيْشٌ

(٧) منسوب ہو[2] جیسے: بَغْدَادِيٌّ

(٨) تثنیہ ہو۔ جیسے: رَجُلَانِ

(٩) جمع ہو[3] جیسے: رِجَالٌ

(١٠) موصوف ہو۔ جیسے: رَجُلٌ عَالِمٌ میں رَجُلٌ

(١١) آخر میں تائے متحرک ہو۔ جیسے: ضَارِبَةٌ

---

[1] فائدہ (١): مصغّر وہ اسم ہے جو "**فُعَيْلٌ**" یا "**فُعَيْعِلٌ**" یا "**فُعَيْعِيْلٌ**" کے وزن پر لایا گیا ہو، تا کہ کسی چیز کی قلّت، حقارت، قرب، چھوٹائی یا محبوبیت بتائے۔ جیسے: **اِبْنٌ** سے **بُنَيٌّ** (پیارا بیٹا)۔ **جَعْفَرٌ** سے **جُعَيْفِرٌ** (چھوٹی نہر)۔ **قِرْطَاسٌ** سے **قُرَيْطِيْسٌ** (چھوٹا کاغذ)۔

[2] فائدہ: (٢): منسوب وہ اسم ہے جس کے آخر میں یا مشدد ماقبل مکسور زیادہ کی گئی ہو تا کہ اس اسم سے نسبت اور تعلق ظاہر ہو۔ جیسے: **مَكِّيٌّ، حَنَفِيٌّ**۔

[3] فائدہ: (٣): فعل تثنیہ یا جمع نہیں ہوتا، البتہ فعل کے جو صیغے تثنیہ و جمع کہلاتے ہیں وہ فاعل کے اعتبار سے ہیں۔ جیسے: **ضَرَبَا** (ان دو مردوں نے مارا) اس میں فعل ایک ہی ہے، مارنے والے دو ہیں۔

سبق (۹)

فعل کی علامات کا بیان

فعل کی گیارہ علامتیں ہیں۔

(۱) شروع میں قَدْ ہو۔ جیسے: قَدْ ضَرَبَ

(۲) شروع میں س ہو۔ جیسے: سَيَضْرِبُ

(۳) شروع میں سَوْفَ ہو۔ جیسے: سَوْفَ يَضْرِبُ

(۴) شروع میں حرفِ جزم ہو۔ جیسے: لَمْ يَضْرِبْ

(۵) آخر میں ضمیر مرفوع متصل ہو۔ جیسے: ضَرَبْتَ

(۶) آخر میں تائے تانیث ساکنہ ہو۔ جیسے: ضَرَبَتْ

(۷) امر ہو۔ جیسے: اِضْرِبْ

(۸) نہی ہو۔ جیسے: لَا تَضْرِبْ

(۹) ماضی مضارع کی طرف گردان ہو۔ جیسے: كَانَ، يَكُوْنُ

(۱۰) آخر میں نونِ تاکید ثقیلہ ہو۔ جیسے: لَيَضْرِبَنَّ

(۱۱) آخر میں نونِ تاکید خفیفہ ہو۔ جیسے: لَيَضْرِبَنْ

نوٹ: حرف کی علامت یہ ہے کہ اسم اور فعل کی علامات میں سے کوئی علامت اس میں نہ ہو۔ جیسے: مِنْ، فِيْ.

* * *

مشق (۱)

متعلّق بہ سبق (۱) تا سبق (۹)

سوال: (۱) مفرد (کلمہ)، اسم، فعل، حرف، مرکب، مرکب مفید (جملہ)، جملہ خبریہ، جملہ اسمیہ، جملہ فعلیہ، جملہ انشائیہ، اقسامِ جملہ انشائیہ، مسند الیہ اور مسند میں سے ہر ایک کی تعریف اور کم از کم پانچ پانچ مثالیں اپنی طرف سے لکھیں۔

سوال: (۲) درجِ ذیل مثالوں کا ترجمہ وترکیب کریں اور علامات کے ذریعہ اسم، فعل اور حرف کی شناخت کریں:

(۱) اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ (۲) اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ

(۳) اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ (۴) لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ

(۵) وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيَانِ (۶) اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

(۷) سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ (۸) لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ

(۹) اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ (۱۰) رَبُّنَا اللّٰهُ (۱۱) مَآ أَكْفَرَهُ

(۱۲) وَالْعَصْرِ (۱۳) وَرَبُّكَ أَعْلَمُ بِالْمُفْسِدِيْنَ

(۱۴) اَنْتُمْ بَرِيْٓئُوْنَ مِمَّآ اَعْمَلُ وَاَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ (۱۵) أَسَرُّوا النَّدَامَةَ

✻ ✻ ✻

سبق (۱۰)

معرب اور مبنی کا بیان

عرب کے تمام کلمات دو قسم پر ہیں: معرب اور مبنی۔

(۱) معرب: وہ کلمہ ہے جس کا آخر عامل کے بدلنے سے بدلتا رہے۔ جیسے: **جَآءَنِيْ زَيْدٌ، رَأَيْتُ زَيْدًا، مَرَرْتُ بِزَيْدٍ** میں **زَید** معرب ہے[۱]

(۲) مبنی: وہ کلمہ ہے جس کا آخر عامل کے بدلنے سے نہ بدلے۔ جیسے: **جَآءَ هٰؤُلَاءِ، رَأَيْتُ هٰؤُلَاءِ، مَرَرْتُ بِهٰؤُلَاءِ** میں "**هٰؤُلَاءِ**" مبنی ہے، اس لیے کہ اس کا آخر عامل کے بدلنے سے نہیں بدلا، رفع، نصب اور جر تینوں حالتوں میں یکساں رہا۔

کلمہ کی تین اقسام اسم، فعل اور حرف میں سے تمام حروف مبنی ہیں، اور افعال میں سے فعلِ ماضی، امر حاضر معروف اور فعلِ مضارع کے دو صیغے جمع مؤنث غائب اور جمع مؤنث حاضر جن کے آخر میں نونِ بنائی ہوتا ہے نیز مبنی ہیں۔ اسی طرح فعلِ مضارع کے پانچ صیغے (خالی از ضمیر بارز) مبنی ہیں جب کہ نونِ تاکید ثقیلہ یا خفیفہ کے ساتھ ہوں۔ اور اسماء میں سے اسمِ غیر متمکن مبنی ہے۔

---

[۱] **فائدہ:** عامل وہ شئ ہے جس کی وجہ سے معرب کا آخر بدلے۔ جیسے مذکورہ مثالوں میں "**جَآءَ، رَأٰى**" اور "**ب**" عامل ہیں، اس لیے کہ ان کی وجہ سے **زَیْد** کا آخر بدلا۔

اعراب: وہ حرکت یا حرفِ علت ہے جس کے ذریعہ معرب کا آخر بدلے۔ جیسے مذکورہ مثالوں میں ضمہ، فتحہ اور کسرہ اعراب ہیں کہ ان کے ذریعہ "**زَیْد**" کا آخر بدلا۔

محلِ اعراب: معرب کا آخری حرف ہے۔ جیسے مذکورہ مثالوں میں "**د**" محلِ اعراب ہے، اس لیے کہ وہ "**زَیْد**" کا آخر ہے۔

پس کلامِ عرب میں دو کلمات معرب ہیں۔

(۱) اسمِ متمکن جب کہ عامل کے ساتھ ملا ہوا ہو۔

(۲) فعلِ مضارع با نونِ اعرابی کے سات صیغے مطلقاً اور پانچ صیغے (خالی از ضمیر بارز) جب کہ نونِ تاکید سے خالی ہوں۔

پس کلامِ عرب میں ان دو قسموں کے علاوہ باقی تمام کلمات مبنی ہیں۔[1]

* * *

---

[1] **فائدہ:** مضارع کے جن پانچ صیغوں میں نونِ اعرابی اور ضمیر بارز نہیں ہوتی، اگر وہ صیغے نونِ تاکید سے خالی ہوں تو معرب ہوں گے، اور اگر نونِ تاکید کے ساتھ ہوں تو وہ مبنی بر فتح ہوں گے، لیکن نونِ اعرابی اور ضمیر بارز والے سات صیغے ہر حال میں معرب ہوں گے، چاہے وہ نونِ تاکید کے ساتھ ہوں یا نونِ تاکید کے بغیر ہوں۔ (جامع الدروس العربیہ، صفحہ: ۱۱۳/ ج:۲/ الباب السادس)

فائدہ: فعلِ مضارع کے چودہ صیغوں میں سے جمع مؤنث غائب اور حاضر (**يَفْعَلْنَ**) اور (**تَفْعَلْنَ**) ہمیشہ مبنی بر سکون ہوں گے۔

اور جن سات صیغوں میں نونِ اعرابی اور ضمیر بارز ہے، یعنی چار تثنیہ (**يَفْعَلَانِ، تَفْعَلَانِ، تَفْعَلَانِ، تَفْعَلَانِ**) دو جمع مذکر (**يَفْعَلُوْنَ**) اور (**تَفْعَلُوْنَ**) اور ایک واحد مؤنث حاضر (**تَفْعَلِيْنَ**) یہ سات صیغے ہمیشہ معرب ہوں گے، خواہ نونِ تاکید کے ساتھ ہوں یا نونِ تاکید سے خالی ہوں۔

اور مضارع کے بقیہ پانچ صیغے جن کے آخر میں نہ تو نونِ جمع مؤنث ہے، نہ نونِ اعرابی ہے اور نہ ضمیر بارز وہ کبھی معرب اور کبھی مبنی ہوں گے، اگر ان کے آخر میں نونِ تاکید ثقیلہ یا خفیفہ ہو تو وہ مبنی بر فتح ہوں گے، جیسے: (**لَيَفْعَلَنَّ، لَتَفْعَلَنَّ، لَتَفْعَلَنَّ، لَأَفْعَلَنَّ، لَنَفْعَلَنَّ**) اور اگر یہ صیغے نونِ تاکید سے خالی ہوں تو معرب ہوں گے، جیسے: (**يَفْعَلُ، تَفْعَلُ، تَفْعَلُ، أَفْعَلُ، نَفْعَلُ**)۔

سبق (۱۱)

اسم متمکن اور اسم غیر متمکن کا بیان

اسمِ متمکن: وہ اسم ہے جو مبنی الاصل کے ساتھ مشابہت نہ رکھے۔ جیسے: **مَسْجِدٌ، مَدْرَسَةٌ۔**

مبنی الاصل تین چیزیں ہیں: (۱) فعل ماضی (۲) امر حاضر معروف (۳) تمام حروف۔[۱]

فائدہ: مبنی الاصل وہ کلمہ ہے جو اپنی اصل کے اعتبار سے مبنی ہو، کسی دوسرے کی مشابہت کی وجہ سے مبنی نہ ہو۔

---

[۱] **فائدہ:** فعل ماضی کے چار صیغے مبنی بر فتح ہوتے ہیں: (۱) **فَعَلَ** (۲) **فَعَلَا** (۳) **فَعَلَتْ** (۴) **فَعَلَتَا**، کبھی فتحہ تقدیری ہوتا ہے، جیسے: **دَعَا، دَعَتْ، دَعَتَا**، اور ایک صیغہ مبنی بر ضم ہوتا ہے، جیسے: **فَعَلُوْا**، کبھی ضمہ تقدیری ہوتا ہے، جیسے: **دَعَوْا، رَمَوْا** کہ دراصل **دَعَوُوْا** اور **رَمَيُوْا** تھا۔ اور باقی نو صیغوں میں ماضی مبنی بر سکون ہوتی ہے، جیسے: **فَعَلْنَ، فَعَلْتَ، فَعَلْتُمَا، فَعَلْتُمْ، فَعَلْتِ، فَعَلْتُمَا، فَعَلْتُنَّ، فَعَلْتُ، فَعَلْنَا۔**

فائدہ: امر حاضر معروف دو صیغوں میں مبنی بر سکون ہوتا ہے، جیسے: **اِفْعَلْ، اِفْعَلْنَ**، اور تین صیغوں میں مبنی بر حذفِ نون، جیسے: **اِفْعَلَا** برائے تثنیہ مذکر و مؤنث، اور جیسے: **اِفْعَلُوْا**، اور جیسے: **اِفْعَلِيْ۔** اور بعض صیغوں میں مبنی بر حذفِ آخر، جیسے: **اُدْعُ، اِرْمِ، اِرْضَ۔** اور اگر نونِ تاکید کے ساتھ ہو تو بعض صیغوں میں مبنی بر فتح، جیسے: **اِضْرِبَنَّ، اِضْرِبَنْ۔** (جامع الدروس: ۲/۱۱۲)

فائدہ: حروف کبھی سکون پر مبنی ہوتے ہیں، کبھی ضمہ پر، کبھی فتحہ پر اور کبھی کسرہ پر مبنی ہوتے ہیں، جیسے: **مِنْ، مُنْذُ، إِنَّ**، اور **بِاللهِ** میں با۔

اسمِ غیر متمکن: وہ اسم ہے جو مبنی الاصل سے مشابہت رکھے۔ اس کو مبنی بھی کہا جاتا ہے۔ جیسے: اسمِ ضمیر، اسمِ اشارہ وغیرہ۔[1]

اسمِ غیر متمکن کی آٹھ قسمیں ہیں۔

(۱) اسم ضمیر (۲) اسم اشارہ (۳) اسم موصول (۴) اسم فعل (۵) اسم صوت (۶) بعض ظروف (۷) بعض کنایات (۸) مرکّبِ بنائی۔

* * *

---

[1] **فائدہ:** مشابہت کی تین صورتیں مشہور ہیں: (۱) معنی میں مشابہت (۲) محتاج ہونے میں مشابہت۔ (۳) تعدادِ حروف میں مشابہت۔ اگر کسی اسم کو مبنی الاصل کے ساتھ ان تین صورتوں میں سے کسی قسم کی مشابہت ہوگی تو وہ اسم بھی مبنی ہو جائے گا۔

(۱) معنی میں مشابہت کی مثال: جیسے: "**أَيْنَ**" (بمعنی کہاں) یہ اسم مبنی ہے، اس لیے کہ اس کو مبنی الاصل ہمزۂ استفہام سے معنی میں مشابہت ہے، جس طرح ہمزہ سوال کرنے کے لیے آتا ہے اسی طرح "**أَيْنَ**" بھی سوال کرنے کے لیے آتا ہے۔

(۲) محتاج ہونے میں مشابہت کی مثال: جیسے: "**هٰذَا**" (بمعنی یہ) یہ اسم مبنی ہے، اس لیے کہ اس کو مبنی الاصل حرف سے محتاج ہونے میں مشابہت ہے، جس طرح حرف اپنے معنی بتانے میں دوسرے کلمہ کا محتاج ہوتا ہے اسی طرح "**هٰذَا**" اسمِ اشارہ بھی اپنے معنی بتانے میں مشارالیہ کا محتاج ہوتا ہے۔

(۳) تعدادِ حروف میں مشابہت کی مثال: جیسے: "**مَنْ**" (کون) یہ اسم مبنی ہے، اس لیے کہ اس کو مبنی الاصل حرف "**مِنْ**" وغیرہ سے تعدادِ حروف میں مشابہت ہے، جس طرح "**مِنْ**" دو حرفی ہے "**مَنْ**" بھی دو حرفی ہے۔

یہ بات واضح رہے کہ تعدادِ حروف میں مشابہت کا اعتبار صرف ان حروف میں ہوگا جو ایک حرفی یا دو حرفی ہیں، جیسے: **با، لام، مِنْ، فِيْ** وغیرہ، لہٰذا "**إِنَّ**"، "**كَأَنَّ**" اور "**لٰكِنَّ**" جیسے حروف سے مشابہت کی وجہ سے کوئی اسم مبنی نہیں ہوگا۔

سبق (۱۲)

ضمیر کا بیان

ضمیر وہ اسمِ غیر متمکن ہے جو متکلم یا مخاطب یا ایسے غائب پر دلالت کرنے کے لیے مقرّر کیا گیا ہو جس کا ذکر لفظاً، معنیً یا حکمًا ہو چکا ہو۔ جیسے: **أَنَا** (میں مرد یا عورت) **ضَرَبْتُ** (میں نے مارا) **إِيَّايَ** (خاص مجھ کو) **ضَرَبَنِيْ** (اس نے مجھ کو مارا) **لِيْ** (میرے لیے)۔

ضمیر کی پانچ قسمیں ہیں:

(۱) ضمیر مرفوع متصل (۲) ضمیر مرفوع منفصل (۳) ضمیر منصوب متصل (۴) ضمیر منصوب منفصل (۵) ضمیر مجرور متصل۔

ضمیر مرفوع متصل: وہ ضمیر ہے جو مسند الیہ (یعنی فاعل، نائب فاعل یا کَانَ وغیرہ کا اسم) واقع ہو، اور عاملِ رافع (فعل یا شبہ فعل) سے ملی ہوئی ہو۔[1]

---

[1] **فائدہ:** فعل مضارع، امر اور نہی کے پانچ صیغوں میں ضمیر مرفوع متصل مستتر ہوتی ہے، **يَضْرِبُ، تَضْرِبُ، تَضْرِبُ، أَضْرِبُ** اور **نَضْرِبُ** میں **هو، هي، أنت، أنا** اور **نحن** اور باقی نو صیغوں میں چار ضمائر مرفوعہ متصلہ بارز ہوتی ہیں، الف چار تثنیہ میں، واو جمع مذکر کے دو صیغوں میں، یاء واحد مؤنث حاضر میں اور نون جمع مؤنث کے دو صیغوں میں۔

فائدہ: نونِ وِقایہ وہ نون ہے جو کسی معرب یا کلمۂ مبنی کی حرکت یا سکون کی حفاظت کے لیے اُس کے آخر میں لایا جائے۔ جیسے: **ضَرَبَنِيْ، إِنَّنِيْ، لَا تَضْرِبْنِيْ**۔

فائدہ: شبہ فعل وہ کلمہ ہے جو فعل کا عمل کرے اور وہ فعل کی ترکیب (مادّہ) سے ہو، جیسے: اسم فاعل، اسم مفعول، مصدر، صفت مشبہہ اور اسم تفضیل چنانچہ **زَيْدٌ ضَارِبٌ**. میں **هُوَ** مستتر ہے، **الزَّيْدَانِ ضَارِبَانِ** میں **هُمَا** مستتر ہے، **الزَّيْدُوْنَ ضَارِبُوْنَ** میں **هُمْ** مستتر ہے......الخ۔

یہ چودہ ہیں: ضَرَبْتُ، ضَرَبْنَا، ضَرَبْتَ، ضَرَبْتُمَا، ضَرَبْتُمْ، ضَرَبْتِ، ضَرَبْتُمَا، ضَرَبْتُنَّ، ضَرَبَ، ضَرَبَا، ضَرَبُوْا، ضَرَبَتْ، ضَرَبَتَا، ضَرَبْنَ.

اور جیسے: ضُرِبْتُ، ضُرِبْنَا، ضُرِبْتَ، ضُرِبْتُمَا، ضُرِبْتُمْ، ضُرِبْتِ، ضُرِبْتُمَا، ضُرِبْتُنَّ، ضُرِبَ، ضُرِبَا، ضُرِبُوْا، ضُرِبَتْ، ضُرِبَتَا، ضُرِبْنَ.

ضمیر مرفوع منفصل: وہ ضمیر ہے جو مسند الیہ (فاعل، نائب فاعل یا مبتدا) واقع ہو اور عاملِ رافع (فعل یا ابتدا) سے ملی ہوئی نہ ہو۔

یہ چودہ ہیں: أَنَا، نَحْنُ، أَنْتَ، أَنْتُمَا، أَنْتُمْ، أَنْتِ، أَنْتُمَا، أَنْتُنَّ، هُوَ، هُمَا، هُمْ، هِيَ، هُمَا، هُنَّ۔ جیسے: مَا ضَرَبَكَ إِلاَّ أَنَا. (تجھ کو نہیں مارا مگر میں نے۔) مَا ضُرِبَ إِلاَّ أَنْتَ. (نہیں مارا گیا مگر تو) اور أَنَا مُسْلِمٌ. (میں مسلمان ہوں۔)

ضمیر منصوب متصل: وہ ضمیر ہے جو عاملِ ناصب (فعل یا حرفِ مشبہ بالفعل) سے ملی ہوئی ہو۔

یہ بھی چودہ ہیں، فعل کی مثال جیسے: ضَرَبَنِيْ، ضَرَبَنَا، ضَرَبَكَ، ضَرَبَكُمَا، ضَرَبَكُمْ، ضَرَبَكِ، ضَرَبَكُمَا، ضَرَبَكُنَّ، ضَرَبَهُ، ضَرَبَهُمَا، ضَرَبَهُمْ، ضَرَبَهَا، ضَرَبَهُمَا، ضَرَبَهُنَّ۔ اور حرفِ مشبہ بالفعل کی مثال جیسے: إِنَّنِيْ، إِنَّنَا، إِنَّكَ، إِنَّكُمَا، إِنَّكُمْ، إِنَّكِ، إِنَّكُمَا، إِنَّكُنَّ، إِنَّهُ، إِنَّهُمَا، إِنَّهُمْ، إِنَّهَا، إِنَّهُمَا، إِنَّهُنَّ۔

ضمیر منصوب منفصل: وہ ضمیر ہے جو عاملِ ناصب (فعل) سے ملی ہوئی نہ ہو۔

یہ چودہ ہیں: إِيَّايَ، إِيَّانَا، إِيَّاكَ، إِيَّاكُمَا، إِيَّاكُمْ، إِيَّاكِ، إِيَّاكُمَا، إِيَّاكُنَّ، إِيَّاهُ، إِيَّاهُمَا، إِيَّاهُمْ، إِيَّاهَا، إِيَّاهُمَا، إِيَّاهُنَّ۔ جیسے: إِيَّاكَ نَعْبُدُ (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔)

ضمیر مجرور متصل : وہ ضمیر ہے جو عاملِ جار (یعنی حرفِ جر یا مضاف) سے ملی ہوئی ہو۔

یہ چودہ ہیں، حرفِ جر کی مثال: **لِيْ، لَنَا، لَكَ، لَكُمَا، لَكُمْ، لَكِ، لَكُمَا، لَكُنَّ، لَهٗ، لَهُمَا، لَهُمْ، لَهَا، لَهُمَا، لَهُنَّ۔** اور مضاف کی مثال جیسے: **كِتَابِيْ، كِتَابُنَا، كِتَابُكَ، كِتَابُكُمَا، كِتَابُكُمْ، كِتَابُكِ، كِتَابُكُمَا، كِتَابُكُنَّ، كِتَابُهٗ، كِتَابُهُمَا، كِتَابُهُمْ، كِتَابُهَا، كِتَابُهُمَا، كِتَابُهُنَّ۔**[1]

سبق (۱۳)

اسم اشارہ کا بیان

اسمِ اشارہ وہ اسمِ غیر متمکن ہے جو کسی محسوس چیز کی طرف اشارہ کرنے کے لیے مقرّر کیا گیا ہو[2]

---

[1] فائدہ (۱): ضمیر منصوب متصل اور مجرور متصل کے صیغے مشترک ہیں، یعنی **ي، نا، ك، كما** ......الخ اگر یہ الفاظ فعل یا حرفِ مشبہ بالفعل کے ساتھ مل کر استعمال ہوں تو اُن کو ضمیر منصوب متصل کہیں گے، اور اگر یہ الفاظ اسمِ مضاف یا حرفِ جر کے ساتھ مل کر استعمال ہوں تو اُن کو ضمیر مجرور متصل کہیں گے۔

فائدہ (۲) : ضمیر کے مبنی ہونے کا سبب مبنی الاصل حرف کے ساتھ احتیاج میں مشابہت ہے کہ جس طرح حرف اپنے معنی بتانے میں دوسرے کلمہ کا محتاج ہوتا ہے اسی طرح ضمیر بھی اپنے معنی کی تعیین میں مرجع یا مصداق کی محتاج ہوتی ہے، ضمیر غائب مرجع کی محتاج ہوتی ہے اور ضمیر مخاطب و متکلم مصداق کی۔

[2] **مشار الیہ:** وہ اسم ہے جس کی طرف اشارہ کیا جائے۔ جیسے: **هٰذَا الْقَلَمُ جَمِيْلٌ.** (یہ قلم خوبصورت ہے) اس مثال میں "**هٰذَا**" اسمِ اشارہ مُبدَل منہ؛ اور "**اَلْقَلَمُ**" مشار الیہ بدَل ہے۔

مشار الیہ کبھی محذوف ہوتا ہے، جیسے: **هٰذَا قَلَمٌ، أَيْ: هٰذَا الشَّيْءُ قَلَمٌ.**

اسماءِ اشارات یہ ہیں:

ذَا: واحد مذکر کے لیے۔

ذَانِ: تثنیہ مذکر کے لیے حالت رفعی میں۔

ذَيْنِ: تثنیہ مذکر کے لیے حالت نصبی اور جری میں۔

تَا، تِيْ، تِهْ، ذِهْ، ذِهِيْ، تِهِيْ: واحد مؤنث کے لیے۔

تَانِ: تثنیہ مؤنث کے لیے حالت رفعی میں۔

تَيْنِ: تثنیہ مؤنث کے لیے حالت نصبی اور جری میں۔

أُولَآءِ مد کے ساتھ اور **أُولٰی** بغیر مد کے: جمع مذکر اور جمع مؤنث کے لیے۔[1]

---

[1] کبھی قرب بتانے کے لیے اسماءِ اشارہ پر ہائے تنبیہ بڑھاتے ہیں۔ جیسے: **هٰذَا:** (یہ ایک مذکر)۔ **هٰذَانِ هٰذَيْنِ:** (یہ دو مذکر)۔ **هٰذِهٖ:** (یہ ایک مؤنث)۔ **هَاتَانِ هَاتَيْنِ:** (یہ دو مؤنث)۔ **هٰؤُلَآءِ** (بالمد) **هٰؤُلَا** (بلا مد): (یہ سب مذکر اور یہ سب مؤنث)۔

فائدہ: کبھی اسماءِ اشارہ کے آخر میں حروفِ خطاب بھی بڑھاتے ہیں۔ حروفِ خطاب پانچ ہیں: **كَ، كُمَا، كُمْ، كِ، كُنَّ**۔ جیسے: **ذَاكَ، ذَاكُمَا، ذَاكُمْ، ذَاكِ، ذَاكُنَّ** واحد مذکر کے لیے، **تَاكَ، تَاكُمَا، تَاكُمْ، تَاكِ، تَاكُنَّ** واحد مؤنث کے لیے......الخ۔

کبھی اسمِ اشارہ اور حرفِ خطاب کے درمیان لامِ بُعد بھی بڑھاتے ہیں۔ جیسے: **ذٰلِكَ، ذٰلِكُمَا، ذٰلِكُمْ، ذٰلِكِ، ذٰلِكُنَّ**۔ (وہ ایک مذکر)

فائدہ: اسماءِ اشارہ کے مبنی ہونے کا سبب مبنی الاصل حرف سے احتیاج میں مشابہت ہے، جیسے حرف بغیر کسی کلمہ کے ملائے اپنے معنی نہیں بتاتا اسی طرح اسماءِ اشارہ اشارۂ حسی یا مشار الیہ کے بغیر اپنے معنی نہیں بتاتے۔

سبق (۱۴)

اسمِ موصول کا بیان

اسمِ موصول: وہ اسمِ غیر متمکن ہے جو بغیر صلہ کے جملہ کا جزءِ تام نہ بن سکے۔

صلہ: وہ جملہ خبریہ یا شبہِ جملہ ہے جو اسمِ موصول کے بعد اس کے معنی پورا کرنے کے لیے لایا جائے۔ صلہ میں اسمِ موصول کی طرف لوٹنے والی ضمیر کا ہونا ضروری ہے۔ جیسے: **جَآءَ الَّذِيْ أَبُوْهُ عَالِمٌ.** (وہ شخص آیا جس کے والد عالم ہیں۔) اس مثال میں "**الَّذِيْ**" اسمِ موصول ہے، اور "**أَبُوْهُ عَالِمٌ**" صلہ ہے۔ اور "**أَبُوْهُ**" کی ضمیر اسمِ موصول کی طرف لوٹ رہی ہے۔ شبہِ جملہ کی مثال: **لَهٗ مَا فِيْ السَّمٰوٰتِ** میں "**فِيْ السَّمٰوٰتِ**".

اسماءِ موصولہ یہ ہیں:

الَّذِيْ: (وہ ایک مذکر جو کہ)۔

الَّذَانِ: (وہ دو مذکر جو کہ)۔ (حالتِ رفعی میں)۔

الَّذَيْنِ: (وہ دو مذکر جو کہ) (حالتِ نصبی اور جری میں)۔

الَّذِيْنَ: (وہ سب مذکر جو کہ)۔

الَّتِيْ: (وہ ایک مؤنث جو کہ)۔

اللَّتَانِ، اللَّتَيْنِ: (وہ دو مؤنث جو کہ)۔

اللَّاتِيْ، اللَّائِيْ، اللَّوَاتِيْ: (وہ سب مؤنث جو کہ)۔

مَا: (وہ چیز جو کہ)۔ (واحد، تثنیہ، جمع، مذکر و مؤنث کے لیے)

مَنْ: (وہ شخص جو کہ)۔ (واحد، تثنیہ، جمع، مذکر و مؤنث سب کے لیے)

أَيٌّ اور **أَيَّةٌ**: (وہ جو کہ) [1]

الف لام: بمعنی (**الَّذِيْ**) اسمِ فاعل اور اسمِ مفعول کے شروع میں۔ جیسے: **الضَّارِبُ** بمعنی **الَّذِيْ يَضْرِبُ** (وہ شخص جو کہ مارتا ہے) اور **المَضْرُوْبُ** بمعنی **الَّذِيْ يُضْرَبُ** (وہ شخص جو مارا جاتا ہے)۔

قبیلۂ بنوطی کی لغت میں "**ذُوْ**" بمعنی (**الَّذِيْ**) جیسے: **جَاءَنِيْ ذُوْ ضَرَبَكَ** (میرے پاس وہ شخص آیا جس نے تجھے مارا)۔

---

[1] فائدہ: **أَيٌّ** اور **أَيَّةٌ** اسمِ موصول ہوں تو ان کی چار حالتیں ہیں:

(۱) یہ دونوں مضاف ہوں، اور ان کا صدرِ صلہ مذکور ہو۔ جیسے: **جَاءَنِيْ أَيُّهُمْ هُوَ عَالِمٌ.** (ان میں کا وہ شخص میرے پاس آیا جو عالم ہے۔) **رَأَيْتُ أَيَّهُمْ هُوَ عَالِمٌ، مَرَرْتُ بِأَيِّهِمْ هُوَ عَالِمٌ.**

(۲) یہ دونوں نہ مضاف ہوں، اور نہ ان کا صدرِ صلہ مذکور ہو۔ جیسے: **جَاءَنِيْ أَيٌّ عَالِمٌ.** (میرے پاس وہ شخص آیا جو عالم ہے۔) **رَأَيْتُ أَيًّا عَالِمٌ، مَرَرْتُ بِأَيٍّ عَالِمٌ.**

(۳) یہ دونوں مضاف نہ ہوں، اور ان کا صدرِ صلہ مذکور ہو۔ جیسے: **جَاءَنِيْ أَيٌّ هُوَ عَالِمٌ.** (میرے پاس وہ شخص آیا جو عالم ہے۔) **رَأَيْتُ أَيًّا هُوَ عَالِمٌ، مَرَرْتُ بِأَيٍّ هُوَ عَالِمٌ.**

ان تینوں حالتوں میں **أَيٌّ** اور **أَيَّةٌ** معرب ہوں گے، مبنی نہیں ہوں گے۔

(۴) یہ دونوں مضاف ہوں، اور ان کا صلہ جملۂ اسمیہ ہو اور صدرِ صلہ (مبتدا) ضمیر محذوف ہو۔ جیسے: **جَاءَنِيْ أَيُّهُمْ عَالِمٌ.** (ان میں کا وہ شخص میرے پاس آیا جو عالم ہے۔) **رَأَيْتُ أَيُّهُمْ عَالِمٌ، مَرَرْتُ بِأَيُّهُمْ عَالِمٌ.** پہلی مثال کی تقدیری عبارت: **جَاءَنِيْ أَيُّهُمْ هُوَ عَالِمٌ.** ہے، صدرِ صلہ (**هُوَ** ضمیر) کو حذف کر دیا۔ **أَيٌّ** اور **أَيَّةٌ** صرف اس حالت میں ضمہ پر مبنی ہوں گے، اسی وجہ سے مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو مبنیات میں ذکر فرمایا۔

فائدہ: اسماءِ موصولہ مبنی الاصل حرف کے ساتھ احتیاج میں مشابہت کی وجہ سے مبنی ہیں۔ جس طرح حرف اپنے معنیٰ بتانے میں دوسرے کلمہ کا محتاج ہوتا ہے اسی طرح اسماءِ موصولہ اپنے معنی بتانے میں صلہ کے محتاج ہوتے ہیں۔

سبق (۱۵)

اسم فعل اور اسم صوت کا بیان

اسمِ فعل: وہ اسمِ غیر متمکن ہے جو فعل کے معنی میں ہو اور فعل کی علامتوں کو قبول نہ کرے۔ اسمِ فعل کی دو قسمیں ہیں:

(۱) اسمِ فعل بمعنی امر حاضر: وہ اسمِ فعل ہے جو امرِ حاضر کے معنی میں ہو۔ جیسے: **رُوَيْدَ** بمعنی مہلت دے۔ **بَلْهَ** بمعنی چھوڑ دے۔ **حَيَّهَلَ** بمعنی متوجہ ہو۔ **هَلُمَّ** بمعنی لاؤ، آؤ۔

(۲) اسمِ فعل بمعنی فعلِ ماضی: وہ اسمِ فعل ہے جو فعلِ ماضی کے معنی میں ہو۔ جیسے: **هَيْهَاتَ:** (وہ بہت دور ہوا۔) **شَتَّانَ:** (وہ بہت جدا ہوا۔) **سَرْعَانَ** (اس نے بہت جلدی کی۔[۱])

اسمِ صوت: وہ اسمِ غیر متمکن ہے جس کے ذریعہ کسی چیز کی آواز کی نقل اتاری جائے، یا کسی چوپایہ وغیرہ کو آواز دی جائے۔ جیسے: **أُحْ أُحْ:** کھانسی کی آواز۔ **أُفْ:** درد کی آواز۔ **بَخٍ:** خوشی کی آواز۔ **نخْ:** اونٹ بٹھانے کی آواز۔ **غَاقِ:** کوّے کی آواز۔[۲]

---

۱ **فعل اور اسمِ فعل میں فرق:** اسم فعل اداءِ معنیٰ میں اقوی ہے اُس فعل سے جس کے معنی میں وہ ہے، اور اس میں مبالغہ کے ساتھ فعل کو کامل ظاہر کرنے کی زیادہ قدرت ہے، مثلاً فعل **"بَعُدَ"** صرف بُعد کا فائدہ دیتا ہے، اور اسم فعل **"هَيْهَاتَ"** بُعد بعید اور بُعد شدید کا فائدہ دیتا ہے، اس لیے کہ **هَيْهَاتَ** کے معنیٰ دقیق **"بَعُدَ جِدًّا"** (وہ بہت دور ہوا) ہیں۔ (النحو الوافی: ۱۴۲/۴)

فائدہ (۱): اسماءِ افعال اسم کی علامت تنوین کو قبول کرتے ہیں۔ جیسے: **صَهٍ** (تو کسی نہ کسی وقت خاموش رہ) **مَهٍ** (تو کسی نہ کسی وقت رُک)

فائدہ (۲): اسماءِ افعال کے مبنی ہونے کا سبب مبنی الاصل امرِ حاضر اور فعلِ ماضی سے معنی میں مشابہت ہے۔

۲ **فائدہ:** اسماءِ اصوات کے مبنی ہونے کا سبب ان اسماء کے قائم مقام ہونا ہے جن میں ترکیب نہ ہو، یعنی وہ عامل سے مرکب نہ ہوں۔

سبق (۱۶)

اسمِ ظرف کا بیان

اسمِ ظرف: وہ اسمِ غیر متمکن ہے جو کسی کام کے وقت یا جگہ کو بتائے، اور "**فِيْ**" کے معنی کو شامل ہو۔

اس کی دو قسمیں ہیں: (۱) ظرفِ زمان (۲) ظرفِ مکان۔

(۱) ظرفِ زمان: وہ اسمِ ظرف ہے جو کسی کام کا وقت بتائے۔ جیسے: **إِذْ**،[۱] **إِذَا**،[۲] **مَتٰى**،[۳] **كَيْفَ**،[۴] **أَيَّانَ**،[۵]

---

[۱] **إِذْ:** بمعنی جب۔ یہ فعلِ ماضی کے واسطہ ظرف بنتا ہے، اس کے بعد کبھی جملۂ اسمیہ ہوتا ہے۔ جیسے: **جِئْتُكَ إِذِ الشَّمْسُ طَالِعَةٌ.** (میں تمہارے پاس آیا جب کہ سورج طلوع ہونے والا تھا)۔ اور کبھی جملۂ فعلیہ ہوتا ہے۔ جیسے: **جِئْتُكَ إِذْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ.** (میں تمہارے پاس آیا جب کہ سورج طلوع ہوا)

[۲] **إِذَا:** بمعنی جب۔ یہ فعل مستقبل کے واسطہ ظرف بنتا ہے، اگر چہ ماضی پر داخل ہو، اور اس میں شرط کے معنی بھی پائے جاتے ہیں۔ جیسے: **إِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ** (جب اللہ تعالیٰ کی مدد اور فتح آجائے)

[۳] **مَتٰى:** بمعنی کب یا جب۔ یہ کبھی زمانہ کے بارے میں سوال کے لیے آتا ہے۔ جیسے: **مَتٰى تَذْهَبُ؟** (تم کب جاؤ گے؟) اس کو مَتٰی استفہامیہ کہتے ہیں۔ اور یہ کبھی شرط کے معنی میں آتا ہے۔ جیسے: **مَتٰى تَذْهَبْ أَذْهَبْ** (جب تو جائے گا میں جاؤں گا) اس کو مَتٰی شرطیہ کہتے ہیں۔ یہ تینوں یعنی **إِذْ**، **إِذَا** اور **مَتٰى** مبنی بر سکون ہیں۔

[۴] **كَيْفَ:** یہ مبنی بر فتح ہے اور حالت کے بارے میں سوال کے لیے آتا ہے۔ جیسے: **كَيْفَ أَنْتَ؟** (تم کیسے ہو؟) **كَيْفَ الْكِتَابُ؟** (کتاب کیسی ہے؟)

[۵] **أَيَّانَ:** بمعنی کب۔ یہ بھی مبنی بر فتح ہے اور زمانہ کے بارے میں سوال کرنے کے لیے آتا ہے۔ جیسے: **أَيَّانَ يَوْمُ الدِّيْنِ؟** (بدلے کا دن کب ہے؟) "**أَيَّانَ**" مستقبل کے ساتھ خاص ہے اور امورِ عظیمہ کے واسطہ مستعمل ہوتا ہے۔

أَمْسِ[1]، مُذْ، مُنْذُ[2]، قَطُّ[3]، عَوْضُ[4]، قَبْلُ، بَعْدُ[5]

[1] أَمْسِ: بمعنی گذشتہ کل۔ یہ مبنی بر کسر ہے۔ جیسے: **ذَهَبَ زَيْدٌ أَمْسِ.** (زید گذشتہ کل گیا)۔

[2] مُذْ اور مُنْذُ: (سے یا میں) یہ دونوں دو طرح مستعمل ہیں۔ (۱) حرف ہو کر۔ (۲) اسمِ ظرف ہو کر۔

(ا)...... جب یہ دونوں حرف ہوں گے تو ان کا مابعد مجرور ہوگا۔ پھر جب یہ دونوں ماضی پر داخل ہوں تو "مِنْ" یعنی "سے" کے معنی میں ہوں گے، جیسے: **مَا رَأَيْتُ زَيْدًا مُذْ يَوْمَيْنِ. يا مُنْذُ يَوْمَيْنِ** (میں نے زید کو دو دن سے نہیں دیکھا) اور جب یہ دونوں حال پر داخل ہوں تو "فِي" یعنی "میں" کے معنی میں ہوں گے، جیسے: **مَا رَأَيْتُ زَيْدًا مُذْ هٰذَا الْيَوْمِ يا مُنْذُ هٰذَا الْيَوْمِ.** (میں نے زید کو آج نہیں دیکھا یعنی آج کے دن میں)

(ب)...... اور جب یہ دونوں اسمِ ظرف ہوں گے تو ان دونوں کے بعد اسم مرفوع ہوگا، اور وہ اسم فعلِ محذوف کا فاعل ہوگا۔ جیسے: **مَارَأَيْتُ زَيْدًا مُذْ يَوْمَانِ.** اس کی تقدیری عبارت: **"مُذْ كَانَ يَوْمَانِ"** ہے۔ (میں نے زید کو نہیں دیکھا جب سے دو دن ہوئے۔)

[3] قَطُّ: یہ مبنی بر ضم ہے، اور ماضی منفی کے زمانہ کو گھیرنے کے لیے آتا ہے۔ جیسے: **مَا رَأَيْتُهُ قَطُّ** (میں نے اس کو کبھی نہیں دیکھا)

[4] عَوْضُ: یہ بھی مبنی بر ضم ہے، اور مستقبلِ منفی کے زمانہ کو گھیرنے کے لیے آتا ہے۔ جیسے: **لَا أَذْهَبُ إِلَى الْبَيْتِ عَوْضُ.** (میں کبھی گھر نہیں جاؤں گا)

[5] قَبْلُ: بمعنی پہلے، اور بَعْدُ: بمعنی بعد میں۔ **قَبْلُ** اور **بَعْدُ** کی تین حالتیں ہیں، دو میں معرب اور ایک میں مبنی ہوں گے۔

(۱) جب یہ دونوں مضاف ہوں اور ان کا مضاف الیہ لفظوں میں مذکور ہو تو یہ معرب ہوں گے۔ جیسے: **جَاءَ زَيْدٌ قَبْلَ عَمْرٍو.** (زید عمرو سے پہلے آیا۔)

(۲) جب ان کا مضاف الیہ نسیًا منسیا ہو، یعنی نہ لفظوں میں مذکور ہو نہ نیت میں موجود ہو، تو یہ معرب ہوں گے۔ جیسے: **جَاءَ زَيْدٌ قَبْلًا.** (زید پہلے آیا۔)

(۳) جب یہ دونوں مضاف ہوں اور ان کا مضاف الیہ محذوفِ منوی ہو، یعنی لفظوں میں مذکور نہ ہو اور نیت میں موجود ہو تو یہ مبنی بر ضم ہوں گے۔ جیسے: **لِلّٰهِ الْأَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ.** اس کی تقدیری عبارت: **مِنْ قَبْلِ كُلِّ شَيْءٍ وَمِنْ بَعْدِ كُلِّ شَيْءٍ** ہے۔ یعنی اللہ ہی کے لیے امر ہے ہر چیز سے پہلے اور ہر چیز کے بعد۔

(۲) ظرفِ مکان: وہ اسمِ ظرف ہے جو کسی کام کی جگہ بتائے۔ جیسے: **حَيْثُ، قُدَّامُ، تَحْتُ، فَوْقُ، خَلْفُ۔**

حَيْثُ: بمعنی جہاں۔ یہ مبنی بر ضم ہے، اکثر جملہ کی طرف مضاف ہوتا ہے۔ جیسے: **إِجْلِسْ حَيْثُ زَيْدٌ جَالِسٌ.** (تو بیٹھ جہاں زید بیٹھا ہے)

قُدَّامُ: بمعنی آگے۔ **تَحْتُ:** بمعنی نیچے۔ **فَوْقُ:** بمعنی اوپر۔ **خَلْفُ:** بمعنی پیچھے۔ یہ چاروں مبنی بر ضم ہوں گے جب کہ ان کا مضاف الیہ محذوفِ منوی ہو، ۔ جیسے: **جَلَسْتُ فَوْقُ** یعنی **فَوْقَ الكُرْسِيِّ۔** (میں اوپر بیٹھا یعنی کرسی کے اوپر) ورنہ معرب ہوں گے، جیسے: **جَلَسْتُ فَوْقَ الْكُرْسِيِّ،** یا **جَلَسْتُ فَوْقًا۔**

سبق (۱۷)

اسم کنایہ اور مرکبِ بنائی کا بیان

اسمِ کنایہ: وہ اسمِ غیر متمکن ہے جو مبہم عدد یا مبہم بات پر دلالت کرنے کے لیے وضع کیا گیا ہو۔ اور یہ چار ہیں: (۱) **كَمْ**، (۲) **كَذَا**، (۳) **كَيْتَ**، (۴) **ذَيْتَ.**

كَمْ اور **كَذَا** عددِ مبہم پر بولے جاتے ہیں۔ جیسے: **كَمْ دِرْهَمٍ عِنْدِيْ.** (میرے پاس کتنے درہم ہیں، یعنی بہت سے درہم ہیں) **عِنْدِيْ كَذَا دِرْهَمًا۔** (میرے پاس اتنے درہم ہیں)

كَيْتَ اور **ذَيْتَ** مبہم بات پر بولے جاتے ہیں۔ جیسے: **قَالَ زَيْدٌ كَيْتَ وَذَيْتَ۔** (زید نے ایسا ویسا کہا)

مرکبِ بنائی: وہ اسمِ غیر متمکن ہے جس میں بلا نسبت دو اسموں کو ملا کر ایک کر

لیا گیا ہو اور دوسرا اسم کسی حرف کے معنی اپنے اندر لیے ہوئے ہو۔ جیسے: **أَحَدَ عَشَرَ** تا **تِسْعَةَ عَشَرَ** کہ دراصل: **أَحَدٌ وَّعَشَرٌ** اور **تِسْعَةٌ وَّعَشَرٌ** تھا، جیسا کہ گزرا۔

سبق (۱۸)

معرفہ، نکرہ کا بیان

متعین ہونے اور متعین نہ ہونے کے اعتبار سے اسم کی دو قسمیں ہیں: معرفہ اور نکرہ۔

معرفہ: وہ اسم ہے جو کسی معیّن چیز کے لیے وضع کیا گیا ہو۔ جیسے: **زَيْدٌ، هٰذَا.**

معرفہ کی سات قسمیں ہیں: (۱) ضمیر (۲) علم (۳) اسم اشارہ (۴) اسم موصول (۵) معرفہ بالف ولام (۶) معرفہ بہ ندا (۷) مضاف الی المعرفہ۔

(۱) ضمیر: وہ اسمِ معرفہ ہے جو متکلم یا مخاطب یا ایسے غائب پر دلالت کرنے کے لیے مقرّر کیا گیا ہو جس کا ذکر لفظاً، معنیً یا حکماً ہو چکا ہو۔ جیسے: **أَنَا، ضَرَبْتُ، إِيَّايَ، ضَرَبَنِيْ، لِيْ.**

(۲) عَلَم: وہ اسمِ معرفہ ہے جو کسی معیّن چیز کے لیے وضع کیا گیا ہو اور اس وضع میں دوسرے کو شامل نہ ہو۔ جیسے: **زَيْدٌ، عَمْرٌو، مَكَّةُ، زَمْزَمُ.**

(۳) اسمِ اشارہ: وہ اسمِ معرفہ ہے جو مشار الیہ کی تعیین کے لیے مقرّر کیا گیا ہو۔ جیسے: **هٰذَا، هٰذِهٖ.**

(۴) اسمِ موصول: وہ اسمِ معرفہ ہے جو بغیر صلہ کے جملہ کا جزءِ تام نہ بن سکے۔ جیسے: **الَّذِيْ، الَّتِيْ.**

(۵) معرفہ بالف ولام: وہ اسمِ معرفہ ہے جس کو الف لام کے ذریعہ معرفہ بنایا

گیا ہو۔ جیسے: **الرَّجُلُ** (مخصوص مرد) **الْوَلَدُ** (مخصوص لڑکا)۔

(٦) معرفہ بہ ندا: وہ اسمِ معرفہ ہے جس کو حرفِ ندا کے ذریعہ معرفہ بنایا گیا ہو۔ جیسے: **يَاوَلَدُ، يَا رَجُلُ.**

(٧) مضاف الی المعرفہ: وہ اسم ہے جو پہلی پانچ قسموں میں سے کسی کی طرف مضاف ہو۔ جیسے: **غُلَامُهٗ** (اس کا غلام) **غُلَامُ زَيْدٍ** (زید کا غلام) **غُلَامُ هٰذَا** (اس کا غلام) **غُلَامُ الَّذِيْ عِنْدِيْ.** (اس کا غلام جو میرے پاس ہے) **غُلَامُ الرَّجُلِ.** (مخصوص مرد کا غلام)۔

نکرہ: وہ اسم ہے جو غیر معیّن چیز کے لیے مقرّر کیا گیا ہو۔ جیسے: **رَجُلٌ** (کوئی مرد) **فَرَسٌ** (کوئی گھوڑا)[1]

مشق (۲)

متعلّق بہ سبق (۱۰) تا سبق (۱۸)

سوال: (۱) معرب، مبنی، اسم متمکن، اسم غیر متمکن، ضمیر مرفوع متصل، ضمیر مرفوع منفصل، ضمیر منصوب متصل، ضمیر منصوب منفصل، ضمیر مجرور متصل، اسم اشارہ، اسم

---

[1] فائدہ (۱): موانعِ تنوین سات ہیں۔

(۱) فعل ہونا۔ جیسے: **يَفْعَلُ۔** (۲) مبنی ہونا۔ جیسے: **فِيْ، عَلىٰ** وغیرہ۔ (۳) غیر منصرف ہونا۔ جیسے: **أَحْمَدُ، عُمَرُ** وغیرہ۔ (۴) معرفہ بالف ولام ہونا۔ جیسے: **الرَّجُلُ، الْكِتَابُ۔** (۵) مضاف ہونا۔ جیسے: **غُلَامُ زَيْدٍ۔** (٦) تثنیہ ہونا۔ جیسے: **رَجُلَانِ، رَجُلَيْنِ۔** (۷) جمع مذکر سالم ہونا۔ جیسے: **مُسْلِمُوْنَ، مُسْلِمِيْنَ۔**

فائدہ (۲): تثنیہ اور جمع مذکر سالم کے آخر میں قائم مقام تنوین (یعنی نونِ تثنیہ اور نونِ جمع مذکر سالم) ہونے کی وجہ سے تنوین نہیں آتی۔

موصول، اسم فعل، اسم صوت، ظرفِ مکان، ظرفِ زمان اور اسم کنایہ میں سے ہر ایک کی تعریف اور کم از کم پانچ پانچ مثالیں تحریر فرمائیں۔

سوال: (۲) درج ذیل آیاتِ کریمہ کا ترجمہ اور ترکیب لکھیں، نیز ہر کلمہ میں معرب و مبنی کی پہچان کریں اور ہر ایک کی اقسام بھی بتائیں:

(۱) هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ (۲) أُولٰٓئِكَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْحِسَابِ

(۳) يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ (۴) وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

(۵) وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ (۶) سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ

(۷) اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ (۸) وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ

(۹) لَا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ (۱۰) كَمْ اٰتَيْنٰهُمْ

(۱۱) إِنَّكُمْ لَسٰرِقُوْنَ (۱۲) اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ

(۱۳) إِنِّيْ لَأَجِدُ رِيْحَ يُوْسُفَ (۱۴) اُدْخُلُوْا مِصْرَ

(۱۵) اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ

سبق (۱۹)

مذکر اور مؤنث کا بیان

جنس کے اعتبار سے اسم متمکن کی دو قسمیں ہیں: (۱) مذکر (۲) مؤنث۔

مذکر: وہ اسم ہے جس میں کوئی علامتِ تانیث نہ ہو۔ جیسے: رَجُلٌ، وَلَدٌ.

مؤنث: وہ اسم ہے جس میں کوئی علامتِ تانیث ہو۔ جیسے: اِمْرَأَةٌ، أَرْضٌ.

علامتِ تانیث چار ہیں:

(۱) تائے مُدَوَّرہ یعنی گول تا، چاہے حقیقۃً ہو، جیسے: طَلْحَةٌ یا حکمًا ہو، جیسے:

عَقْرَبٌ (بچھو) کہ اس کا چوتھا حرف تا کے حکم میں ہے[1]

(۲) الف مقصورہ جیسے: **سَلْمٰی، حُبْلٰی** (حاملہ عورت)

الفِ مقصورہ وہ الف ہے جو تین حرفِ اصلی کے بعد ہو اور وہ الحاق کے لیے نہ ہو اور نہ محض زائد ہو[2]

(۳) الف ممدودہ جیسے: **حَمْرَاءُ** (سرخ عورت)

الف ممدودہ وہ الف ہے جو الف مقصورہ کے بعد ہو اور اس کو ہمزہ سے بدل دیا گیا ہو، دو الف کا تلفظ دشوار ہونے کی وجہ سے، اور اس پر مد کیا جاتا ہو، جیسے: **حَسْنَآءُ** (خوبصورت) (دراصل **حَسْنَاا** تھا، دو الف کے ساتھ[3])

(۴) تائے مقدّرہ یعنی وہ تا جو لفظوں میں موجود نہ ہو، لیکن اس کو مان لیا گیا ہو، جیسے: **أَرْضٌ** کہ دراصل **أَرْضَةٌ** تھا، اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اس کی تصغیر **أُرَيْضَةٌ** آتی ہے، اور تصغیر اسماء کو ان کی اصل کی طرف لے جاتی ہے۔

ذات کے اعتبار سے مؤنث کی دو قسمیں ہیں: مؤنثِ حقیقی۔ مؤنثِ لفظی۔

مؤنثِ حقیقی: وہ مؤنث ہے جس کے مقابلہ میں کوئی جاندار مذکر ہو۔ جیسے: **اِمْرَأَةٌ** کہ اس کے مقابلہ میں **رَجُلٌ** ہے، اور جیسے: **نَاقَةٌ** بمعنی اونٹنی کہ اس کے مقابلہ میں **جَمَلٌ** ہے۔

مؤنثِ لفظی: وہ مؤنث ہے جس کے مقابلہ میں کوئی جاندار مذکر نہ ہو۔ جیسے: **ظُلْمَةٌ** (بمعنی تاریکی) اور **قُوَّةٌ** (بمعنی طاقت)

---

[1] فائدہ: ہر وہ رباعی کلمہ جس کو عرب حضرات مؤنث استعمال کرتے ہوں اُس کا چوتھا حرف تاء کے حکم میں ہوگا۔ جیسے: **زَيْنَبُ** کی باء اور **مَرْيَمُ** کی میم۔ واللہ اعلم۔

[2] لہٰذا "**هَوىً**" اور "**هُدىً**" جیسی مثالوں سے اشتباہ نہ ہونا چاہیے۔

[3] لہٰذا "**مَاءٌ**" اور "**هَوَاءٌ**" جیسی مثالوں سے اشتباہ نہ ہونا چاہیے (کہ دراصل **مَاهٌ** اور **هَوَايٌ** تھے)۔

علامت کے اعتبار سے مؤنث کی دو قسمیں ہیں: مؤنثِ قِیاسی۔ مؤنثِ سَماعی۔

مؤنثِ قِیاسی: وہ مؤنث ہے جس میں علامتِ تانیث لفظوں میں موجود ہو۔ جیسے: **ضَارِبَةٌ، حُسْنٰی، حَسْنَاءُ۔**

مؤنثِ سَماعی: وہ مؤنث ہے جس میں علامتِ تانیث لفظوں میں نہ ہو، بلکہ صرف اہل زبان سے سننے کی وجہ سے اس کو مؤنث مان لیا گیا ہو۔ جیسے: **عَيْنٌ:** (آنکھ) **شَمْسٌ:** (سورج) **بِئْرٌ:** (کنواں[1])

سبق (۲۰)

واحد، تثنیہ اور جمع کا بیان

تعداد کے اعتبار سے اسم متمکن کی تین قسمیں ہیں: (۱) واحد (۲) تثنیہ (۳) جمع۔

واحد: وہ اسم ہے جو ایک پر دلالت کرے۔ جیسے: **رَجُلٌ، قَوْمٌ۔**

تثنیہ: وہ اسم ہے جو دو پر دلالت کرے، اور اس کے واحد میں الف اور نونِ مکسور یا یاء ماقبل مفتوح اور نونِ مکسور لگا ہوا ہو۔ جیسے: **رَجُلَانِ، رَجُلَيْنِ، قَوْمَانِ، قَوْمَيْنِ۔**[2]

جمع: وہ اسم ہے جو دو سے زیادہ پر دلالت کرے اور اس کے واحد میں کوئی

---

[1] فائدہ: کسی اسم کی خبر یا صفت کا مؤنث آنا یا اس کے لیے ضمیر مؤنث کا آنا اُس اسم کے مؤنثِ سماعی ہونے کی علامت ہے۔ جیسے: **اَلشَّمْسُ مُشْرِقَةٌ، بِئْرٌ عَمِيْقَةٌ** اور **إِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ۔**

[2] فائدہ: **كِلَا:** بمعنی دو مذکر، اور **كِلْتَا:** بمعنیٰ دو مؤنث۔ یہ دونوں اگرچہ دو پر دلالت کرتے ہیں، مگر چونکہ ان کے واحد کے آخر میں الف نون یا یاء نون نہیں ہے اس لیے ان کو مثنی نہیں کہیں گے۔

اسی طرح "**اِثْنَانِ**" بمعنیٰ دو مذکر، اور "**اِثْنَتَانِ**" بمعنیٰ دو مؤنث۔ یہ دونوں بھی اگرچہ دو پر دلالت کرتے ہیں؛ مگر چوں کہ ان کا واحد نہیں ہے اس لیے ان کو مثنی نہیں کہیں گے۔

لفظی یا تقدیری تغیر کیا گیا ہو۔

تغیر لفظی کی مثال جیسے: **رِجَالٌ رَجُلٌ** کی جمع۔

تغیر تقدیری کی مثال جیسے: **فُلْكٌ:** بمعنی کشتیاں، کہ اس کا واحد بھی **فُلْكٌ** ہے **قُفْلٌ** کے وزن پر، (تالا) اور اس کی جمع بھی **فُلْكٌ** ہے **أُسْدٌ** کے وزن پر۔ (**أَسَدٌ** کی جمع بمعنی شیر)

لفظ کے اعتبار سے جمع کی دو قسمیں ہیں: جمع تکسیر اور جمع تصحیح۔

(۱) جمع تکسیر: وہ جمع ہے جس میں واحد کا وزن سلامت نہ رہے۔ جیسے: **رِجَالٌ** اور **فُلْكٌ**[1]

(۲) جمع تصحیح: وہ جمع ہے جس میں واحد کا وزن سلامت رہے، جیسے: **مُسْلِمُوْنَ، مُسْلِمَاتٌ**۔ اس کو جمع سالم بھی کہتے ہیں۔

جمع تصحیح کی دو قسمیں ہیں: جمع مذکر سالم اور جمع مؤنث سالم۔

جمع مذکر سالم: وہ جمع سالم ہے جس کے واحد کے آخر میں واو ماقبل مضموم اور نونِ مفتوح یا "ی" ماقبل مکسور اور نونِ مفتوح متصل ہو۔ جیسے: **مُسْلِمٌ** سے **مُسْلِمُوْنَ** اور **مُسْلِمِيْنَ**۔

جمع مؤنث سالم: وہ جمع سالم ہے جس کے واحد کے آخر میں الف اور تاءِ زائدہ متصل ہو۔ جیسے: **مُسْلِمَةٌ** سے **مُسْلِمَاتٌ**۔

معنی کے اعتبار سے جمع کی دو قسمیں ہیں: جمع قلّت اور جمع کثرت۔

---

[1] ثلاثی میں جمع تکسیر کے اوزان اہلِ زبان سے سننے سے تعلق رکھتے ہیں، قیاس کو ان میں کوئی دخل نہیں ہے۔ البتہ رباعی اور خماسی میں جمع تکسیر **فَعَالِلُ** یا **فَعَالِيْلُ** کے وزن پر آتی ہے۔ جیسے: **جَعْفَرٌ** سے **جَعَافِرُ** (بمعنی نہر) **جَحْمَرِشٌ** سے **جَحَامِرُ** پانچویں حرف کے حذف کے ساتھ، (بمعنی بوڑھی عورت) **عُصْفُوْرٌ** سے **عَصَافِيْرُ** (چڑیا)

جمع قلّت: وہ جمع ہے جو دس یا دس سے کم پر بولی جائے۔

جمع قلّت کے چھ اوزان ہیں:

(۱) **أَفْعَالٌ** جیسے: **أَقْوَالٌ**، **قَوْلٌ** کی جمع بمعنی بات۔

(۲) **أَفْعُلٌ** جیسے: **أَكْلُبٌ**، **كَلْبٌ** کی جمع بمعنی کتّا۔

(۳) **أَفْعِلَةٌ** جیسے: **أَعْوِنَةٌ**، **عَوانٌ** کی جمع بمعنی ادھیڑ عمر کا۔

(۴) **فِعْلَةٌ** جیسے: **غِلْمَةٌ**، **غُلَامٌ** کی جمع بمعنی بچّہ۔

(۵) جمع مذکر سالم جیسے: **مُسْلِمُوْنَ**۔

(۶) جمع مؤنث سالم جیسے: **مُسْلِمَاتٌ**۔

جب کہ یہ چھ اوزان الف لام کے بغیر ہوں۔

جمع کثرت: وہ جمع ہے جو دس سے زیادہ پر بولی جائے۔

جمع قلّت کے اوزان کے علاوہ تمام اوزان جمع کثرت کے ہیں۔ جیسے:

(۱) **فُعُلٌ** جیسے: **كُتُبٌ**۔ (۲) **فِعْلَانٌ** جیسے: **إِخْوَانٌ**۔ (۳) **فُعُوْلٌ** جیسے: **قُلُوْبٌ**۔ (۴) **فُعَلَاءُ** جیسے: **عُلَمَاءُ**۔ اور جمع قلّت کے چھ اوزان جب کہ الف لام کے ساتھ ہوں۔ جیسے: **الأَقْوَال، الأَكْلُبُ**۔[1]

مشق (۳)

متعلّق بہ سبق (۱۸) تا سبق (۲۰)

سوال: (۱) معرفہ، نکرہ، ضمیر، علَم، معرفہ بہ الف ولام، معرفہ بہ ندا، مذکر، مؤنث، تاءِ

---

[1] فائدہ: کبھی جمع قلّت کے اوزان جمع کثرت کے لیے اور کبھی جمع کثرت کے اوزان جمع قلّت کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے: **ثَلَاثَةَ قُرُوْءٍ** میں "**قُرُوْء**" جمع کثرت کا وزن جمع قلّت کے لیے استعمال ہوا ہے۔ اور **إِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ إِخْوَةٌ** میں "**إِخْوَةٌ**" جمع قلّت کا وزن جمع کثرت کے لیے استعمال ہوا ہے۔

مقدّرہ، الف مقصورہ، الف ممدودہ، واحد، تثنیہ، جمع، جمع تکسیر، جمع سالم، جمع مذکر سالم، جمع مؤنث سالم، جمع قلّت اور جمع کثرت میں سے ہر ایک کی تعریف اور کم از کم پانچ پانچ مثالیں تحریر فرمائیں۔

سوال: (۲) درجِ ذیل آیات کا ترجمہ وترکیب لکھیں، نیز ہر آیت میں معرفہ، نکرہ اور اقسامِ معرفہ کی شناخت فرمائیں:

(۱) إِنَّمَا الْغَيْبُ لِلّٰهِ (۲) اَللّٰهُ أَسْرَعُ مَكْرًا

(۳) هُوَ الَّذِيْ يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (۴) إِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلٰى أَنْفُسِكُمْ

(۵) أُولٰٓئِكَ أَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ (۶) حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ

(۷) ضَرَبْنَا عَلٰٓى اٰذَانِهِمْ (۸) أَوْحَيْنَآ إِلٰى مُوْسٰى

سوال: (۳) درجِ ذیل آیاتِ کریمہ کی ترکیب وترجمہ لکھیں، نیز ہر آیت میں مذکر ومؤنث اور علاماتِ تانیث کی شناخت اور اقسامِ مؤنث کی تعیین فرمائیں:

(۱) أَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ (۲) فَعَلَ السُّفَهَآءُ

(۳) أَنْتَ وَلِيُّنَا (۴) فَانْبَجَسَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا

(۵) خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ (۶) جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا

(۷) وَامْرَأَتِيْ عَاقِرٌ (۸) مَا جَعَلَهُ اللّٰهُ إِلَّا بُشْرٰى

(۹) إِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَآءُ (۱۰) يَتِيْهُوْنَ فِي الْأَرْضِ

سوال: (۴) درجِ ذیل آیات کا ترجمہ وترکیب لکھیں، نیز ہر آیت میں واحد، تثنیہ، جمع اور اقسامِ جمع کی تعیین فرمائیں:

(۱) يُصَوِّرُكُمْ فِي الْأَرْحَامِ (۲) وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ

(۳) زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ (۴) قَالَ رَجُلَانِ

(۵) لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ أَوْلِيَآءَ (۶) يُلْقُوْنَ أَقْلَامَهُمْ

(۷) أُتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ (۸) إِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ

(۹) إِنَّا نَصٰرٰى (۱۰) حَمَلَتْ ظُهُوْرُهَا

٭ ٭ ٭

سبق (۲۱)

اسم متمکن کی اقسام کا بیان[1]

اعراب کے طریقوں کے اعتبار سے اسمِ متمکن کی سولہ قسمیں ہیں۔

---

[1] **اعراب:** وہ حرکت یا حرفِ علت ہے جس کے ذریعہ کلمہ کا آخر بدلے۔

کیفیت کے اعتبار سے اعراب کی دو قسمیں ہیں: (۱) اعرابِ لفظی (۲) اعرابِ تقدیری۔

اعرابِ لفظی: وہ اعراب ہے جو لفظوں میں موجود ہو۔ جیسے: **جَآءَ مُحَمَّدٌ، رَأَيْتُ مُحَمَّدًا، مَرَرْتُ بِمُحَمَّدٍ** میں **"مُحَمَّد"** کا اعراب لفظی ہے۔

اعرابِ تقدیری: وہ اعراب ہے جو لفظوں میں موجود نہ ہو، بلکہ مان لیا گیا ہو۔ جیسے: **جَآءَ مُوْسٰی، رَأَيْتُ مُوْسٰی، مَرَرْتُ بِمُوْسٰی** میں **"مُوْسٰی"** کا اعراب تقدیری ہے۔

اعرابِ لفظی اور تقدیری میں سے ہر ایک کی دو دو قسمیں ہیں:

اعراب بالحرکت اور اعراب بالحرف۔

اعراب بالحرکت تین ہیں: ضمہ، فتحہ اور کسرہ، لفظی جیسے: **جَاءَ زَيْدٌ، رَأَيْتُ زَيْدًا، مَرَرْتُ بِزَيْدٍ۔** اور تقدیری جیسے: **جَاءَ مُوْسٰی، رَأَيْتُ مُوْسٰی، مَرَرْتُ بِمُوْسٰی۔**

اعراب بالحرف بھی تین ہیں: واو، الف اور یاء، لفظی جیسے: **جَاءَ أَبُوْكَ، رَأَيْتُ أَبَاكَ، مَرَرْتُ بِأَبِيْكَ۔** اور تقدیری جیسے: **جَاءَ أَبُو الْقَاسِمِ، رَأَيْتُ أَبَا الْقَاسِمِ، مَرَرْتُ بِأَبِي الْقَاسِمِ۔**

اسم کا اعراب تین قسم پر ہے: رفع، نصب اور جر۔

(۱) رفع: وہ مخصوص تغیر ہے جس کی علامت ضمہ، الف اور واو وغیرہ ہو۔ جیسے: **جَآءَ زَيْدٌ وَامْرَأَتَانِ وَمُسْلِمُوْنَ** میں **"زَيْدٌ"، "امْرَأَتَانِ"** اور **"مُسْلِمُوْنَ"** مرفوع ہیں۔

(۲) نصب: وہ مخصوص تغیر ہے جس کی علامت فتحہ، کسرہ، الف اور یا وغیرہ ہو۔ جیسے: **رَأَيْتُ مُحَمَّدًا وَمُسْلِمَاتٍ وَأَخَاكَ وَمُسْلِمَيْنِ وَعَالِمِيْنَ** میں **"مُحَمَّدًا، مُسْلِمَاتٍ، أَخَاكَ مُسْلِمَيْنِ** اور **"عَالِمِيْنَ"** منصوب ہیں۔

(۳) جر: وہ مخصوص تغیر ہے جس کی علامت کسرہ، فتحہ اور یاء ہو۔ جیسے: **مَرَرْتُ بِمُحَمَّدٍ وَأَحْمَدَ وَمُسْلِمَيْنِ وَعَالِمِيْنَ** میں **"مُحَمَّدٍ، أَحْمَدَ، مُسْلِمَيْنِ"** اور **"عَالِمِيْنَ"** مجرور ہیں۔

(التحفة السنية بشرح المقدمة الأجرومیّة / الصفحة : ۲۳ - ۲۴)

(۱) مفرد منصرف صحیح: یعنی وہ اسم جو مفرد ہو، تثنیہ اور جمع نہ ہو، منصرف ہو، غیر منصرف نہ ہو، صحیح ہو، یعنی اُس کے آخر میں کوئی حرفِ علت نہ ہو جیسے: **زَیْدٌ**[۱]

(۲) جاری مجرائے صحیح: یعنی وہ اسم جس کے آخر میں حرفِ علت ''واؤ''یا''یاء'' ہو اور اس کا ماقبل ساکن ہو۔ جیسے: **دَلْوٌ، ظَبْيٌ، بَغْدَادِيٌّ، عِصِيٌّ عَصًا** کی جمع[۲]

(۳) جمع مکسر منصرف صحیح: یعنی وہ جمع مکسّر ہے جو منصرف ہو اور اس کے آخر میں کوئی حرفِ علت نہ ہو۔ جیسے: **رِجَالٌ۔**

ان تینوں قسموں کا اعراب حالت رفعی میں ضمہ کے ساتھ، حالت نصبی میں فتحہ کے ساتھ اور حالت جرّی میں کسرہ کے ساتھ ہوگا۔ جیسے: **جَاءَنِيْ زَيْدٌ وَدَلْوٌ وَرِجَالٌ، رَأَيْتُ زَيْدًا وَدَلْوًا وَرِجَالًا، مَرَرْتُ بِزَيْدٍ وَدَلْوٍ وَرِجَالٍ۔**

(۴) جمع مؤنث سالم: یعنی ہر وہ جمع جس کے آخر میں الفِ زائدہ اور تائے زائدہ ہو۔ جیسے: **مُسْلِمَاتٌ**[۳]

اس کا اعراب حالتِ رفعی میں ضمہ کے ساتھ، اور حالتِ نصبی و جری میں کسرہ کے ساتھ ہوگا۔ جیسے: **هُنَّ مُسْلِمَاتٌ، رَأَيْتُ مُسْلِمَاتٍ، مَرَرْتُ بِمُسْلِمَاتٍ۔**

(۵) غیر منصرف (صحیح): یعنی وہ اسم جس میں منع صرف کے نو (۹) اسباب

---

[۱] حروفِ علت تین ہیں: واو، الف اور یاء۔

[۲] فائدہ: **"جَارِيْ"** اسمِ فاعل کا صیغہ ہے بمعنی دوڑنے والا۔ **"مَجْرٰی"** اسمِ ظرف کا صیغہ ہے بمعنی دوڑنے کی جگہ۔ جاری مجرائے صحیح کے معنیٰ: صحیح کے دوڑنے کی جگہ میں دوڑنے والا، یعنی صحیح کا قائم مقام۔ جاری مجرائے صحیح کو قائم مقامِ صحیح بھی کہتے ہیں؛ اس لیے کہ یہ تعلیل کو قبول نہیں کرتا، جس طرح صحیح تعلیل کو قبول نہیں کرتا، اور جو اعراب صحیح پر آتا ہے وہ اعراب اس پر بھی آتا ہے۔

[۳] فائدہ: اگر جمع میں الف زائد نہ ہو جیسے: **قُضَاةٌ** اور **دُعَاةٌ** (**قاضٍ** اور **داعٍ** کی جمع) تو وہ جمع مؤنث سالم نہ ہوگی؛ بلکہ جمع تکسیر ہوگی، اسی طرح اگر تا زائد نہ ہو بایں طور کہ مفرد میں موجود ہو، جیسے: **أَمْوَاتٌ** اور **أَبْيَاتٌ** (**مَيْتٌ** اور **بَيْتٌ** کی جمع) تو وہ جمع تکسیر ہوگی، نہ کہ جمع مؤنث سالم۔ (التحفة السنية)

میں سے دو سبب پائے جائیں، یا ایک ایسا سبب پایا جائے جو دو کے قائم مقام ہو اور اُس کے آخر میں الف مقصورہ نہ ہو۔

اسبابِ منع صرف نو (۹) ہیں [1] (۱) عدل جیسے: **عُمَرُ۔** (۲) وصف جیسے: **أَحْمَرُ۔** (۳) تانیث جیسے: **طَلْحَةُ۔** (۴) معرفہ جیسے: **زَيْنَبُ۔** (۵) عجمہ جیسے: **إِبْرَاهِيمُ۔** (۶) جمع جیسے: **مَسَاجِدُ۔** (۷) ترکیب جیسے: **مَعْدِيْكَرِبُ۔** (۸) وزنِ فعل جیسے: **أَحْمَدُ۔** (۹) الف نون زائدتان جیسے: **عِمْرَانُ.**

اس کا اعراب حالتِ رفعی میں ضمہ کے ساتھ، اور حالتِ نصبی و جری میں فتحہ کے ساتھ ہوگا۔ جیسے: **جَآءَ عُمَرُ، رَأَيْتُ عُمَرَ، مَرَرْتُ بِعُمَرَ۔**

---

(۱) فائدہ: "**منع**" کے معنی ہیں روکنا، اور "**صرف**" کے معنی منصرف ہونا، "**منعِ صرف**" کے معنی منصرف ہونے سے روکنا، یعنی غیر منصرف ہونا۔

غیر منصرف کا حکم یہ ہے کہ اس پر تنوین اور کسرہ نہیں آتا۔ مگر جب غیر منصرف پر الف لام داخل ہو، یا غیر منصرف مضاف ہو تو اس پر کسرہ آ سکتا ہے۔ جیسے: **مَرَرْتُ بِالْمَسَاجِدِ** اور **مَرَرْتُ بِمَسَاجِدِ تَرْكِيْسَرَ۔**

فائدہ: اسبابِ منع صرف نو (۹) ہیں۔ عدل، وصف، تانیث، معرفہ، عجمہ، جمع، ترکیب، وزنِ فعل اور الف نون زائدتان۔

(۱) عدل: اسم کا کسی صرفی قاعدہ کے بغیر اپنے اصلی صیغہ سے دوسرے صیغہ کی طرف اس طرح نکلنا کہ مادہ کے حروف باقی رہیں۔

عدل کی دو قسمیں ہیں: عدلِ تحقیقی اور عدلِ تقدیری۔

عدلِ تحقیقی: وہ عدل ہے جس میں اسم کے معدول ہونے پر اس کے غیر منصرف ہونے کے علاوہ کوئی اور دلیل موجود ہو۔ جیسے: **ثُلَاثُ:** بمعنی تین، تین۔ **مَثْلَثُ:** بمعنی تین، تین، ان میں عدلِ تحقیقی اس طرح ہے کہ "**ثُلَاثُ**" کے معنی تین تین ہیں اور معنی کا تکرار لفظ کے تکرار پر دلالت کرتا ہے، معلوم ہوا کہ **ثُلَاثُ** دراصل **ثَلَاثَةٌ ثَلَاثَةٌ** تھا، اس سے **ثُلَاثُ** بنالیا گیا۔ اسی طرح **مَثْلَثُ** دراصل **ثَلَاثَةٌ ثَلَاثَةٌ** تھا،

اس سے **مَثْلَثُ** بنالیا گیا۔ **ثُلَاثُ** اور **مَثْلَثُ** میں دوسرا سبب وصف ہے۔

عدلِ تقدیری: وہ عدل ہے جس میں اسم کے معدول ہونے پر اس کے غیر منصرف ہونے کے علاوہ کوئی اور دلیل موجود نہ ہو۔ جیسے: **عُمَرُ** دراصل **عَامِرٌ** تھا اور **زُفَرُ زَافِرٌ** تھا، چونکہ عرب حضرات **عُمَرُ** اور **زُفَرُ** کو غیر منصرف استعمال کرتے ہیں، اور غیر منصرف کے لیے دو سبب ضروری ہیں، اور ان کلموں میں نو (۹) اسباب میں سے صرف ایک سبب معرفہ پایا جارہا ہے، اس لیے دوسرا سبب عدل مان لیا گیا کہ **عُمَرُ** دراصل **عَامِرٌ** تھا، اور **زُفَرُ** دراصل **زَافِرٌ** تھا۔

فائدہ: حضرات نحاۃ نے وہ کلمات (علم) جو **فُعَلُ** کے وزن پر ہیں اور غیر منصرف سنے گئے ہیں ان کی تعداد پندرہ بتائی ہے: **عُمَرُ، زُفَرُ، زُحَلُ، ثُعَلُ، جُشَمُ، جُمَحُ، قُزَحُ، دُلَفُ، عُصَمُ، جُحٰی، بُلَعُ، مُضَرُ، هُبَلُ، هُذَلُ، قُثَمُ** اور ان کے ساتھ **جُمَعُ، كُتَعُ، بُصَعُ، بُتَعُ** کو لاحق کیا گیا ہے، اور یہ وہ اسماء ہیں جن سے جمع مؤنث کی تاکید لائی جاتی ہے، یہ معرفہ اور عدل کی وجہ سے غیر منصرف ہیں۔ (جامع الدروس: ۲/۱۵۳)

(۲) وصف: اسم کا ایسی مبہم ذات پر دلالت کرنا جس میں کسی وصفی معنیٰ کا لحاظ کیا گیا ہو۔ جیسے: **أَحْمَرُ:** بمعنی سرخ۔ وصف کی دو قسمیں ہیں: وصفِ اصلی اور وصفِ عارضی۔

وصفِ اصلی: وہ وصف ہے جس میں کلمہ کے وضع کیے جانے کے وقت ہی وصفی معنی موجود ہوں، بعد میں باقی رہیں یا نہ رہیں۔ جیسے: **أَسْوَدُ:** بمعنی سیاہ، یہ ہر سیاہ چیز کے لیے وضع کیا گیا تھا، بعد میں یہ سیاہ سانپ کا اسم ہو گیا۔

وصفِ عارضی: وہ وصف ہے جس میں کلمہ کے وضع کیے جانے کے وقت تو وصفی معنی موجود نہ ہوں، لیکن استعمال کے وقت اس کے اندر وصفی معنی پیدا ہو جائیں۔ جیسے: **مَرَرْتُ بِنِسْوَةٍ أَرْبَعٍ** (میں چار عورتوں کے پاس سے گذرا) اس مثال میں "**أَرْبَعٌ**" کو تین اور پانچ کے درمیان والے عدد یعنی چار کے لیے وضع کیا گیا تھا، لیکن استعمال کے وقت اس کو "**نِسْوَةٍ**" کی صفت بنالیا گیا۔

وصف کی ان دونوں قسموں میں سے وصفِ اصلی غیر منصرف کا سبب ہوتا ہے، نہ کہ وصفِ عارضی۔

(۳) تانیث: یعنی اسم کا مؤنث ہونا۔ تانیث کے غیر منصرف کا سبب بننے کی چار صورتیں ہیں۔

(۱) کلمہ تائے لفظی کے ذریعہ مؤنث ہو، اس کی شرط یہ ہے کہ وہ علم ہو۔ جیسے: **طَلْحَةُ، عَائِشَةُ۔**

اگر کوئی کلمہ تائے لفظی کے ذریعہ مؤنث ہو اور علم نہ ہو تو یہ تانیث غیر منصرف کا سبب نہیں ہوگی۔ جیسے:
ضَارِبَةٌ، قَائِمَةٌ۔

(۲) کلمہ مؤنثِ معنوی یعنی مؤنثِ سماعی ہو، اس کی شرط یہ ہے کہ وہ کلمہ عَلَم ہو اور تین حرف سے زائد ہو۔ جیسے: **زَيْنَبُ، مَرْيَمُ۔** یا اگر کلمہ تین حرفی ہو تو اس کا درمیانی حرف متحرک ہو۔ جیسے: **سَقَرُ:** بمعنی جہنم۔ یا اگر کلمہ تین حرفی ساکن الاوسط ہو تو عجمی ہو۔ جیسے: **مَاهُ، جُوْرُ، حِمْصُ، بَلْخُ۔** (شہروں کے نام) **مِصْرُ** (ایک ملک کا نام)۔

فائدہ: اگر کوئی کلمہ مؤنثِ معنوی ہو اور تین حرف سے زائد نہ ہو اور نہ اس کا درمیانی حرف متحرک ہو اور نہ وہ عجمی ہو تو اس کلمہ کو منصرف اور غیر منصرف دونوں طرح پڑھنا جائز ہے۔ جیسے: **هِنْدٌ** اور **هِنْدُ، دَعْدٌ** اور **دَعْدُ.** (ایک عورت کا نام)

(۳) کلمہ الفِ مقصورہ کے ذریعہ مؤنث ہو۔ جیسے: **صُغْرٰی، كُبْرٰی، حُبْلٰی۔** تانیث بالف مقصورہ دو سبب کے قائم مقام ہے۔

الفِ مقصورہ: وہ الف ہے جو تین حرفِ اصلی کے بعد ہو اور وہ الحاق کے لیے نہ ہو اور نہ محض زائد ہو۔

(۴) کلمہ الف ممدودہ کے ذریعہ مؤنث ہو۔ جیسے: **حَمْرَاءُ، بَيْضَاءُ، أَقْوِيَاءُ، عُلَمَاءُ۔** تانیث بالف ممدودہ بھی دو سبب کے قائم مقام ہے۔

الفِ ممدودہ: وہ الف ہے جو الفِ مقصورہ کے بعد ہو اور اس کو ہمزہ سے بدل دیا گیا ہو دو الف کا تلفظ دشوار ہونے کی وجہ سے۔ جیسے: **حَمْرَاءُ** کہ اصل میں **حَمْرَاا** تھا (دو الف کے ساتھ)۔

(النحوالوافی: ۴/۲۰۷)

(۴) **معرفہ:** یعنی اسم کا معین ذات پر دلالت کرنا۔ معرفہ کی شرط یہ ہے کہ وہ عَلَم ہو۔ جیسے: **زَيْنَبُ، مَرْيَمُ، طَلْحَةُ۔**

(۵) **عجمہ:** یعنی اسم کا عربی نہ ہونا۔ عجمہ کے لیے شرط یہ ہے کہ وہ اسم عربی زبان میں اوّلاً عَلَم ہو اور تین حرف سے زائد ہو۔ جیسے: **إِبْرَاهِيْمُ۔** اگر کوئی کلمہ عربی زبان میں اولاً علم نہ ہو تو وہ منصرف ہوگا، جیسے: **لِجَامٌ** (لگام) اگرچہ کسی کا علم ہو۔ اسی طرح کوئی عجمی کلمہ تین حرفی ہو تو وہ بھی منصرف ہوگا، جیسے: **نُوْحٌ، لُوْطٌ، لَمَكٌ.** (حضرت نوح علیہ السلام کے والد کا نام)

فائدہ: عجمہ کی معرفت کے طریقے:

(۱) اسم کا وزن اوزانِ عربیہ سے خالی ہو، جیسے: **إِبْرَاهِيْم، أَبْرِيْسَم۔**

(۲) اسم رُباعی یا خماسی ہو اور حروفِ مذلقہ "**مُرْبنفل**" سے خالی ہو۔

(۳) ائمۂ ثقات نے اس کے عجمی ہونے کی صراحت کی ہو۔ (النحو الوافی: ۲۴۵/ ۴)

(۶) جمع: یعنی اسم کا جمع ہونا، یہاں جمع سے مراد جمع **مُنْتَهی الجُمُوْع** ہے۔

جمع منتہی الجموع: وہ جمع تکسیر ہے جس میں الفِ جمع کے بعد دو حرف آئیں۔ جیسے: **مَسَاجِدُ**۔ یا ایک حرف مشدد آئے۔ جیسے: **دَوَابُّ دَابَّةٌ** کی جمع بمعنی چوپایہ۔ یا تین حرف آئیں اور درمیانی حرف ساکن ہو۔ جیسے: **مَصَابِيْحُ مِصْبَاحٌ** کی جمع بمعنی چراغ۔

الفِ جمع: وہ الف ہے جس سے پہلے دو حرف متحرک مفتوح ہوں۔

جمع منتہی الجموع کی شرط یہ ہے کہ وہ تائے مدوّرہ کو قبول نہ کرے، جیسے: **مَدَارِسُ۔**

اگر جمع منتہی الجموع کے آخر میں تا ہوگی تو وہ منصرف ہوگی۔ جیسے: **أَسَاتِذَةٌ أُسْتَاذٌ** کی جمع، اور **تَلَامِذَةٌ تِلْمِيْذٌ** کی جمع بمعنی شاگرد۔

جمع منتہی الجموع بھی دو سبب کے قائم مقام ہے۔

(۷) ترکیب: یعنی کسی اسم کا مرکّب ہونا، یہاں ترکیب سے مراد ترکیبِ امتزاجی ہے۔

ترکیبِ امتزاجی: وہ ترکیب ہے جس میں بلا نسبت دو یا دو سے زائد کلموں کو ایک بنالیا گیا ہو، اور کوئی کلمہ کسی حرف کو متضمن نہ ہو، اور اس کے اجزاء میں سے کوئی جز حرف نہ ہو۔ جیسے: **مَعْدِيْكَرِبُ، بَعْلَبَكُّ، حَضْرَمَوْتُ۔** ترکیبِ امتزاجی کی شرط یہ ہے کہ وہ علَم ہو۔

(۸) وزنِ فعل: یعنی اسم کا فعل کے وزن پر ہونا۔

اس کی شرط یہ ہے کہ وہ وزن، فعل کے ساتھ مخصوص ہو یعنی وہ وزن اسم میں فعل سے منقول ہو کر ہی استعمال ہو۔ جیسے: **شَمَّرَ** (حجّاج بن یوسف کے گھوڑے کا نام) **دُئِلَ** (ایک قبیلہ کا نام) اور اگر وہ وزن، فعل کے ساتھ مخصوص نہ ہو تو اس کی شرط یہ ہے کہ اس کے شروع میں حروفِ مضارع "**أَتَيْنَ**" میں سے کوئی حرف آئے اور وہ تاء کو قبول نہ کرے۔ جیسے: **أَحْمَدُ، تَغْلِبُ، يَشْكُرُ، نَرْجِسُ۔**

(۹) الف نون زائدتان: یعنی اسم کے آخر میں الف اور نون کا زائد ہونا۔ جیسے: **عُثْمَانُ۔**

فائدہ: اگر الف اور نون دونوں اصلی ہوں، جیسے: **أَنٌّ، شَأْنٌ**، یا صرف الف زائد ہو، جیسے: **أَوَانٌ،**

بَيَانٌ، حَسَّانٌ، تو وہ اسم ہمیشہ منصرف ہوگا۔

الف نون زائدتان کا استعمال دو طرح ہوتا ہے: (۱) اسمِ ذات میں (۲) اسمِ صفت میں۔

(۱) جب الف نون زائدتان کا استعمال اسمِ ذات میں ہو تو اس کی شرط یہ ہے کہ وہ علَم ہو۔ جیسے:

عُثْمَانُ، رِضْوَانُ، عِرْفَانُ۔

اسمِ ذات: وہ اسم ہے جو کسی ذات پر دلالت کرے اور اس میں اس کی کسی صفت کا لحاظ نہ کیا گیا ہو۔ جیسے: **صَفْوَانٌ** (چکنا پتھر)

(۲) الف نون زائدتان کا استعمال کبھی اسمِ صفت میں ہوتا ہے، اس کی شرط یہ ہے کہ اس کا مؤنث **فَعْلَانَةٌ** کے وزن پر نہ آئے۔ جیسے: **سَكْرَانُ** (بمعنی نشہ والا) غیر منصرف ہے، اس لیے کہ اس کا مؤنث **سَكْرٰی** آتا ہے، **سَكْرَانَةٌ** نہیں۔ اور **نَدْمَانٌ** (بمعنی ساتھی) منصرف ہے، اس لیے کہ اس کا مؤنث **نَدْمَانَةٌ** آتا ہے۔

اسمِ صفت: وہ اسم ہے جو کسی ذات پر دلالت کرے اور اس میں اس کی کسی صفت کا لحاظ کیا گیا ہو۔ جیسے: **كَسْلَانُ** (سست)

فائدہ: عام کتبِ لغت میں ہر **فَعْلَانُ** کا مؤنث **فَعْلَانَةٌ** موجود ہے، یہ بعض بنو اسد کی لغت ہے، جمہور عرب کی لغت نہیں ہے، جمہور عرب کے یہاں کچھ ہی کلمات (چودہ کلمات) کا مؤنث **فَعْلَانَةٌ** کے وزن پر آتا ہے، ان کے علاوہ تمام کلمات کا مؤنث **فَعْلٰی** کے وزن پر آتا ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیں: حواشی ہدایۃ النحو صفحہ: ۱۷، رضی بر کافیہ: ۱/ ۶۰ اور جامع الدروس العربية/الباب السابع : ۲ / ۱۵٤)

فائدہ: اگر کوئی اسم غیر منصرف ہو لیکن اس پر الف لام داخل ہو یا وہ اسم مضاف ہو تو اس پر پانچویں قسم (غیر منصرف) کے بجائے پہلی قسم (مفرد منصرف صحیح) یا تیسری قسم (جمع مکسّر منصرف صحیح) کا اعراب ہوگا۔

فائدہ: اگر کوئی اسم الفِ مقصورہ کی وجہ سے غیر منصرف ہو جیسے: **رُؤْيَا، حُبْلٰی**، تو اس کا اعراب حالتِ رفعی میں ضمۂ تقدیری کے ساتھ اور حالتِ نصبی و جری میں فتحۂ تقدیری کے ساتھ ہوگا۔ جیسے:

جَآءَتْ حُبْلٰی، رَأَيْتُ حُبْلٰی، مَرَرْتُ بِحُبْلٰی۔ (النحو الوافي / المسألة : ۱٤٥، ٤/۲۰۵)

(۶) اسماءِ ستہ مکبّرہ موحّدہ: جب کہ یائے متکلم کے علاوہ کی طرف مضاف ہوں۔ اسماءِ ستہ یہ ہیں: (۱) **أَبٌ:** باپ (۲) **أَخٌ:** بھائی (۳) **حَمٌ:** دیور (۴) **هَنٌ:** شرمگاہ (۵) **فَمٌ:** منہ (۶) **ذُوْمَالٍ:** مال والا[1]

جب یہ اسماء مکبّرہ ہوں یعنی ان کی تصغیر نہ لائی گئی ہو، واحد ہوں، تثنیہ اور جمع نہ ہوں اور وہ یائے متکلم کے علاوہ کسی اسم کی طرف مضاف ہوں تو ان کا اعراب حالتِ رفعی میں واو کے ساتھ، حالتِ نصبی میں الف کے ساتھ اور حالتِ جری میں یا کے ساتھ ہوگا۔ جیسے: **جَآءَ أَبُوْكَ، رَأَيْتُ أَبَاكَ، مَرَرْتُ بِأَبِيْكَ**[2]

(۷) تثنیہ: یعنی وہ اسم جو دو پر دلالت کرے اور اس کے مفرد کے آخر میں

---

[1] فائدہ: **أَبٌ:** دراصل **أَبَوٌ**، **أَخٌ:** دراصل **أَخَوٌ**، **حَمٌ:** دراصل **حَمَوٌ** اور **هَنٌ:** دراصل **هَنَوٌ** تھا۔ چاروں کے اخیر سے خلافِ قیاس واو حذف کر دیا، **أَبٌ، أَخٌ، حَمٌ** اور **هَنٌ** ہوگیا۔ **فَمٌ:** دراصل **فَوْهٌ** تھا، ہا کو خلافِ قیاس حذف کر دیا، اور واو کو قربِ مخرج کی وجہ سے میم سے بدل دیا، **فَمٌ** ہوگیا۔ اور **ذُوْ** دراصل **ذُوُوٌ** تھا، آخری واو کو خلافِ قیاس حذف کر دیا اور پہلے واو کو اعراب کا واو قرار دیا۔

فائدہ: ذو ہمیشہ اسم جنس کی طرف مضاف ہوتا ہے۔

اسم جنس: وہ اسم ہے جو ایسے کثیر اَفراد پر بولا جائے جو نوع میں مختلف ہوں، جیسے: مال، عقل، فضل وغیرہ۔ ("التعريفات" للجرجاني : ۷۸)

[2] فائدہ: جب اسماءِ ستہ مصغّر ہوں تو ان کا اعراب دوسری قسم (جاری مجرائے صحیح) یا پہلی قسم (مفرد منصرف صحیح) کی طرح ہوگا۔ یعنی رفع ضمہ کے ساتھ، نصب فتحہ کے ساتھ اور جر کسرہ کے ساتھ۔ جیسے: **جَآءَ أُبَيٌّ، رَأَيْتُ أُبَيًّا، مَرَرْتُ بِأُبَيٍّ** اور جیسے: **هٰذَا فُوَيْهٌ، رَأَيْتُ فُوَيْهًا، أَكَلَ الطِّفْلُ بِالْفُوَيْهِ۔**

فائدہ: جب اسماءِ ستہ مکبّرہ کسی اسم کی طرف مضاف نہ ہوں تو ان کا اعراب مفرد منصرف صحیح کی طرح ہوگا۔ جیسے: **جَآءَ أَبٌ، رَأَيْتُ أَبًا، مَرَرْتُ بِأَبٍ۔**

فائدہ: جب اسماءِ ستہ مکبرہ یائے متکلم کی طرف مضاف ہوں تو ان کا اعراب تینوں حالتوں میں تقدیری ہوگا۔ رفع ضمۂ تقدیری کے ساتھ، نصب فتحۂ تقدیری کے ساتھ اور جر کسرۂ تقدیری کے ساتھ ہوگا، جیسا کہ چودہویں قسم میں آرہا ہے۔ جیسے: **جَآءَ أَبِيْ، رَأَيْتُ أَبِيْ، مَرَرْتُ بِأَبِيْ۔**

الف یا یاء ما قبل مفتوح اور نونِ مکسور بڑھایا گیا ہو۔ جیسے: **رَجُلَانِ، رَجُلَيْنِ۔**

(۸) كِلَا وكِلْتَا: جب کہ دونوں ضمیر کی طرف مضاف ہوں۔ جیسے: **كِلَاهُمَا:** (وہ دونوں مذکر) **كِلَا كُمَا:** (تم دونوں مذکر) **كِلْتَاهُمَا:** (وہ دونوں مؤنث) **كِلْتَا كُمَا:** (تم دونوں مؤنث[1])

(۹) اِثْنَانِ اور **اِثْنَتَانِ:** بمعنی دو۔ پہلا مذکر کے لیے اور دوسرا مؤنث کے لیے ہے۔

ان تینوں قسموں کا رفع الف کے ساتھ اور نصب و جر یا ما قبل مفتوح کے ساتھ ہوگا۔ جیسے: **جَآءَ رَجُلَانِ وَكِلَا هُمَا وَاثْنَانِ، رَأَيْتُ رَجُلَيْنِ وَكِلَيْهِمَا وَاثْنَيْنِ، مَرَرْتُ بِرَجُلَيْنِ وَكِلَيْهِمَا وَاثْنَيْنِ۔**

(۱۰) جمع مذکر سالم: یعنی وہ اسم جو دو سے زیادہ پر دلالت کرے، اور اس کے واحد کے آخر میں واو ما قبل مضموم یا یاء ما قبل مکسور اور نونِ مفتوح ہو۔ جیسے: **مُسْلِمُوْنَ، مُسْلِمِيْنَ۔**

(۱۱) أُولُوْ: بمعنی والے۔ یہ "**ذُوْ**" کی جمع **ذَوُوْ** کے معنیٰ میں ہے، اس کا نہ مفرد ہے اور نہ تثنیہ، یہ ہمیشہ ذو کی طرح اسمِ جنس کی طرف مضاف ہوتا ہے۔ جیسے:

---

[1] فائدہ: **كِلَا** اور **كِلْتَا** کے لیے دو جہتیں ہیں: (۱) صورت کے اعتبار سے مفرد، (۲) معنیٰ کے اعتبار سے تثنیہ۔ جب وہ دونوں ضمیر کی جانب مضاف ہوں گے؛ تو جانبِ معنی کی رعایت کرتے ہوئے ان کا اعراب تثنیہ کی طرح اعراب بالحرف لفظی ہوگا، اور جب وہ دونوں اسمِ ظاہر کی طرف مضاف ہوں گے؛ تو جانبِ صورت کی رعایت کرتے ہوئے اُن کا اعراب مفرد کی طرح اعراب بالحرکت تقدیری ہوگا۔ (ہدایۃ النحو رص:۱۱ رحاشیہ: ۵)

فائدہ: جب **كِلَا** اور **كِلْتَا** اسمِ ظاہر کی طرف مضاف ہوں تو ان کا اعراب تینوں حالتوں میں تقدیری ہوگا۔ حالتِ رفعی میں ضمہ تقدیری، حالتِ نصبی میں فتحہ تقدیری اور حالتِ جری میں کسرہ تقدیری کے ساتھ ہوگا۔ جیسے: **جَآءَ كِلَا الرَّجُلَيْنِ، رَأَيْتُ كِلَا الرَّجُلَيْنِ، مَرَرْتُ بِكِلَا الرَّجُلَيْنِ۔**

أُولُوْ مَالٍ: مال والے، **أُولُوْ فَضْلٍ:** فضل والے۔

(۱۲) عِشْرُوْنَ سے تِسْعُوْنَ تک کی دہائیاں[1]

ان تینوں قسموں کا رفع واو ماقبل مضموم کے ساتھ اور نصب وجر یا ماقبل مکسور کے ساتھ ہوگا۔ جیسے: **جَآءَ مُسْلِمُوْنَ وَأُولُوْ مَالٍ وَعِشْرُوْنَ رَجُلًا۔ رَأَيْتُ مُسْلِمِيْنَ وَأُولِيْ مَالٍ وَعِشْرِيْنَ رَجُلًا، مَرَرْتُ بِمُسْلِمِيْنَ وَأُولِيْ مَالٍ وَعِشْرِيْنَ رَجُلًا۔**

(۱۳) اسمِ مقصور: یعنی وہ اسم جس کے آخر میں الفِ مقصورہ ہو۔ جیسے: **عَصًا** (لاٹھی)، **فَتیً** (نوجوان) **بُشْرٰى، أَرْطٰى، قَبَعْثَرٰى**[2]

(۱۴) غیر جمع مذکر سالم وتثنیہ مضاف بیاءِ متکلم: یعنی جمع مذکر سالم اور تثنیہ کے علاوہ ہر وہ اسم جو یاءِ متکلم کی طرف مضاف ہو۔ جیسے: **غُلَامِيْ، دَلْوِيْ، آبَائِيْ، مُسْلِمَاتِيْ، تَلَامِيْذِيْ، أَبِيْ.**

ان دو قسموں کا اعراب تینوں حالتوں میں تقدیری ہوگا۔ ان کا رفع ضمۂ تقدیری کے ساتھ، نصب فتحۂ تقدیری کے ساتھ اور جر کسرۂ تقدیری کے ساتھ ہوگا۔ ان دو قسموں میں تلفظ تینوں حالتوں میں یکساں رہے گا۔ جیسے: **جَآءَ مُوْسٰى وَغُلَامِيْ، رَأَيْتُ مُوْسٰى وَغُلَامِيْ، مَرَرْتُ بِمُوْسٰى وَغُلَامِيْ۔**

(۱۵) اسمِ منقوص: یعنی وہ اسم جس کے آخر میں یا ماقبل مکسور ہو۔ جیسے: **الْقَاضِيْ، قَاضٍ، اللَّيَالِيْ، لَيَالٍ۔** اس کا رفع ضمۂ تقدیری کے ساتھ، نصب فتحۂ

---

[1] فائدہ: دہائیاں یہ ہیں: **عِشْرُوْنَ:** (بیس) **ثَلَاثُوْنَ:** (تیس) **أَرْبَعُوْنَ:** (چالیس) **خَمْسُوْنَ:** (پچاس) **سِتُّوْنَ:** (ساٹھ) **سَبْعُوْنَ:** (ستر) **ثَمَانُوْنَ:** (اسّی) **تِسْعُوْنَ:** (نوے)

[2] فائدہ: یہاں الفِ مقصورہ سے مراد ہر وہ الف ہے جو کھینچ کر نہ پڑھا جائے، چاہے وہ زائد ہو، جیسے: **بُشْرٰى، أَرْطٰى، قَبَعْثَرٰى۔** یا حرفِ اصلی سے بدل کر آیا ہو۔ جیسے: **عَصًا، فَتیً۔**

لفظی کے ساتھ اور جر کسرۂ تقدیری کے ساتھ ہوگا۔ جیسے: جَآءَ الْقَاضِيْ، رَأَيْتُ الْقَاضِيَ، مَرَرْتُ بِالْقَاضِيْ۔ اور جیسے: جَآءَ قَاضٍ، رَأَيْتُ قَاضِيًا، مَرَرْتُ بِقَاضٍ[1]

(۱۶) جمع مذکر سالم جب کہ یاءِ متکلم کی طرف مضاف ہو: جیسے: مُسْلِمِيَّ (میرے مسلمان) طَالِبِيَّ۔ (میرے طالب) اس کی حالت رفعی واو تقدیری کے ساتھ اور حالت نصبی و جری یاء ماقبل مکسور لفظی کے ساتھ ہوگی۔ جیسے: هٰٓؤُلَآءِ مُسْلِمِيَّ یہ مُسْلِمِيَّ دراصل مُسْلِمُوْنَ يَ تھا، اضافت کی وجہ سے نون گر گیا، مُسْلِمُوْيَ ہوا، پھر واو اور یاء جمع ہوئے اور ان میں پہلا ساکن تھا، اس لیے واو کو یاء سے بدل دیا، اور یاء کا یاء میں ادغام کر دیا، مُسْلِمُيَّ ہوا، پھر یاء کی مناسبت سے میم کے ضمہ کو کسرہ سے بدل دیا، مُسْلِمِيَّ ہوگیا۔

اور جیسے: رَأَيْتُ مُسْلِمِيَّ، مَرَرْتُ بِمُسْلِمِيَّ۔ یہ مُسْلِمِيَّ دراصل مُسْلِمِيْنَ يَ تھا، اضافت کی وجہ سے نون گر گیا، مُسْلِمِيْيَ ہوا، اب دو یاء جمع ہوئیں جن میں سے پہلی یاء ساکن ہے اور دوسری متحرک ہے، اس لیے پہلی یاء کا دوسری میں ادغام کر دیا تو مُسْلِمِيَّ ہوگیا۔

---

[1] فائدہ: جب اسمِ منقوص معرّف باللام یا مضاف ہو تو اس کی یاء تینوں حالتوں میں باقی رہے گی۔ جیسے: جَآءَ الْقَاضِيْ، رَأَيْتُ الْقَاضِيَ، مَرَرْتُ بِالْقَاضِيْ۔ اور جیسے: جَآءَ قَاضِيْكُمْ، رَأَيْتُ قَاضِيَكُمْ، مَرَرْتُ بِقَاضِيْكُمْ۔ اور جب اسم منقوص معرّف باللام یا مضاف نہ ہو تو حالتِ رفعی اور جری میں اس کی یاء حذف ہو جائے گی، اور حالتِ نصبی میں یاء باقی رہے گی۔ جیسے: جَآءَ قَاضٍ، رَأَيْتُ قَاضِيًا، مَرَرْتُ بِقَاضٍ۔

سبق (۲۲)

فعل مضارع کی اقسام کا بیان

مضارع کے اعراب تین ہیں: رفع، نصب اور جزم[1]

اعراب کے طریقوں کے اعتبار سے فعلِ مضارع کی چار قسمیں ہیں:

(۱) فعلِ مضارع صحیح مجرّد از ضمائرِ بارزہ مرفوعہ: یعنی وہ فعلِ مضارع جس کے آخر میں کوئی حرفِ علّت نہ ہو اور تثنیہ، جمع مذکر اور واحد مؤنث حاضر کی ضمیرِ بارز مرفوع (الف، واو اور یاء) سے خالی ہو۔ جیسے: **يَضْرِبُ، يَعِدُ، يَخَافُ۔**

اس کا رفع ضمّہ کے ساتھ، نصب فتحہ کے ساتھ اور جزم سکون کے ساتھ ہوگا۔ جیسے: **هُوَ يَضْرِبُ:** (وہ مارتا ہے) **لَنْ يَضْرِبَ:** (وہ ہرگز نہیں مارے گا) **لَمْ يَضْرِبْ** (اس نے نہیں مارا)

(۲) فعلِ مضارع مفرد معتلّ واوی ویائی: یعنی وہ فعلِ مضارع جس کے آخر میں حرفِ علّت واو یا یاء ہو اور ضمیرِ بارز مرفوع (الف، واو اور یاء) سے خالی ہو۔ جیسے: **يَغْزُوْ:** (وہ حملہ کرتا ہے) اور **يَرْمِيْ:** (وہ پھینکتا ہے)

اس کا رفع ضمّۂ تقدیری کے ساتھ، نصب فتحۂ لفظی کے ساتھ اور جزم لام کلمہ (حرفِ علت واو یا یاء) کے حذف کے ساتھ ہوگا۔ جیسے: **هُوَ يَغْزُوْ وَيَرْمِيْ، لَنْ يَغْزُوَ وَلَنْ يَرْمِيَ، لَمْ يَغْزُ وَلَمْ يَرْمِ۔**

(۳) فعلِ مضارع مفرد معتلّ الفی: یعنی وہ فعلِ مضارع جس کے آخر میں

[1] فائدہ: جزم وہ تغیر ہے جس کی علامت سکون، حرفِ علت کا حذف اور نونِ اعرابی کا حذف ہو، جیسے: **لَمْ يَضْرِبْ، لَمْ يَدْعُ، لَمْ يَضْرِبَا۔**

حرفِ علّت الف ہو اور ضمیرِ بارز مرفوع الف، واو اور یاء سے خالی ہو۔ جیسے: **يَرْضٰى، يَخْشٰى**۔

اس کا رفع ضمۂ تقدیری کے ساتھ، نصب فتحۂ تقدیری کے ساتھ اور جزم لام کلمہ (حرفِ علت الف) کے حذف کے ساتھ ہوگا۔ جیسے: **هُوَ يَرْضٰى، وَلَنْ يَرْضٰى، وَلَمْ يَرْضَ**۔

(۴) فعلِ مضارع صحیح یا معتل با ضمائرِ بارزہ مرفوعہ ونونِ اعرابی: یعنی وہ فعلِ مضارع جس کے آخر میں تثنیہ، جمع مذکر اور واحد مؤنث حاضر کی ضمائرِ بارزہ اور نونِ اعرابی ہو، چاہے وہ صحیح ہو یا معتلّ۔

ان کا رفع نونِ اعرابی کے اثبات کے ساتھ ہوگا۔ جیسے تم تثنیہ میں کہو گے: **هُمَا يَضْرِبَانِ وَيَغْزُوَانِ وَيَرْمِيَانِ وَيَرْضَيَانِ**، اور جمع مذکر میں کہو گے: **هُمْ يَضْرِبُوْنَ وَيَغْزُوْنَ وَيَرْمُوْنَ وَيَرْضَوْنَ**، اور واحد مؤنث حاضر میں کہو گے: **أَنْتِ تَضْرِبِيْنَ وَتَغْزِيْنَ وَتَرْمِيْنَ وَتَرْضَيْنَ**۔

اور ان کا نصب و جزم نونِ اعرابی کے حذف کے ساتھ ہوگا۔ جیسا کہ تم تثنیہ میں کہو گے: **لَنْ يَضْرِبَا، لَنْ يَغْزُوَا، لَنْ يَرْمِيَا، لَنْ يَرْضَيَا**۔ اور **لَمْ يَضْرِبَا، لَمْ يَغْزُوَا، لَمْ يَرْمِيَا، لَمْ يَرْضَيَا**۔ اور جمع مذکر میں کہو گے: **لَنْ يَضْرِبُوْا، لَنْ يَغْزُوْا، لَنْ يَرْمُوْا، لَنْ يَرْضَوْا**، اور **لَمْ يَضْرِبُوْا، لَمْ يَغْزُوْا، لَمْ يَرْمُوْا، لَمْ يَرْضَوْا**۔ اور واحد مؤنث حاضر میں کہو گے: **لَنْ تَضْرِبِيْ، لَنْ تَغْزِيْ، لَنْ تَرْمِيْ، لَنْ تَرْضَيْ**، اور **لَمْ تَضْرِبِيْ، لَمْ تَغْزِيْ، لَمْ تَرْمِيْ، لَمْ تَرْضَيْ**۔

مشق (۴)

متعلّق بہ سبق (۲۱) وسبق (۲۲)

سوال: درجِ ذیل آیات کا ترجمہ وترکیب لکھو اور ہر آیت میں اسم متمکن کی سولہ اقسام اور فعل مضارع کی چار اقسام میں سے کونسی قسم ہے؟ اس کی شناخت کرو، نیز ہر ایک کے اعراب کا طریقہ بھی بیان کرو:

(۱) نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ (۲) كَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى (۳) هُمْ مُّقْتَرِفُوْنَ

(۴) هُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ (۵) اَلنَّارُ مَثْوٰكُمْ

(۶) غَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا (۷) ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ

(۸) حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا (۹) أُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰى طَآئِفَتَيْنِ

(۱۰) أَلَمْ يَعْلَمْ بِأَنَّ اللّٰهَ يَرٰى (۱۱) اَللّٰهُ يُحْيِيْكُمْ

(۱۲) كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (۱۳) أَنْتَ مَوْلٰنَا (۱۴) هِيَ أَشَدُّ قُوَّةً

(۱۵) جَآءَتْ رُسُلُنَآ إِبْرٰهِيْمَ (۱۶) هٰذَا بَعْلِيْ

(۱۷) وَوَهَبْنَا لِدَاوٗدَ سُلَيْمٰنَ (۱۸) هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِيْ

(۱۹) رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا (۲۰) لَهٗ تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ نَعْجَةً

(۲۱) لَا تَأْخُذْ بِلِحْيَتِيْ وَلَا بِرَأْسِيْ (۲۲) اِذْهَبْ أَنْتَ وَأَخُوْكَ بِاٰيٰتِيْ

(۲۳) يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا (۲۴) وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى

(۲۵) وَأَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ (۲۶) وَمَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِيْ فَقَدْ هَوٰى

(۲۷) وَلَقَدْ اَرَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا (۲۸) فَأَخْلَفْتُمْ مَّوْعِدِيْ

سبق (۲۳)

عوامل (جمع عامل) کا بیان

عامل: وہ چیز ہے جس کی وجہ سے معرب کا آخر بدلے۔

اعراب کے عامل دو قسم پر ہیں: لفظی اور معنوی۔

عاملِ لفظی: وہ عامل ہے جو لفظوں میں موجود ہو۔ جیسے: جَاءَ زَيْدٌ میں "جَاءَ" عاملِ لفظی ہے۔

عاملِ معنوی: وہ عامل ہے جو لفظوں میں موجود نہ ہو۔ (اس کا بیان آئندہ سبق (۴۷) میں آرہا ہے۔

عاملِ لفظی کی تین قسمیں ہیں: حروف، افعال اور اسماء۔

سبق (۲۴)

حروفِ عاملہ دراسم کا بیان

حروفِ عاملہ کی دو قسمیں ہیں: (۱) عاملہ دراسم (۲) عاملہ درفعلِ مضارع۔

حروفِ عاملہ دراسم کی پانچ قسمیں ہیں:

(۱) حروفِ جر (۲) حروفِ مشبہہ بالفعل (۳) مَا وَلَا مشابہ بلیس (۴) لائے نفی جنس (۵) حروفِ ندا۔

(۱) حروفِ جر: وہ حروف ہیں جو فعل یا شبہِ فعل یا معنیٔ فعل کا اپنے مابعد اسم کے ساتھ تعلق قائم کرنے کے لیے وضع کیے گئے ہوں۔

فعل کی مثال جیسے: **مَرَرْتُ بِزَيْدٍ۔**

شبہِ فعل کی مثال جیسے: **أَنَا مَارٌّ بِزَيْدٍ.** (میں زید کے پاس سے گزرنے والا ہوں)

معنیٔ فعل کی مثال جیسے: **هٰذَا فِيْ الدَّارِ أَبُوْكَ** (یہ گھر میں تمہارے والد ہیں)۔(**هٰذَا** بمعنیٰ **أُشِيْرُ** معنیٔ فعل ہے، میں اشارہ کرتا ہوں تمہارے والد کی طرف اس حال میں کہ وہ گھر میں ہیں)[1]

حروفِ جر سترہ/۱۷ ہیں:

باء، تاء، کاف، لام، واو، مُنْذُ، مُذْ، خَلَا، رُبَّ، حَاشَا، مِنْ، عَدَا، فِيْ، عَنْ، عَلٰى، حَتّٰى، إِلٰى۔

یہ حروف اسم پر داخل ہوتے ہیں اور اس کے آخر کو جر دیتے ہیں۔ جیسے: **اَلْمَالُ لِزَيْدٍ:** مال زید کا ہے۔

(۲) حروفِ مشبہ بالفعل: وہ حروف ہیں جو فعلِ متعدی سے لفظاً، معنیً اور عملاً مشابہت رکھتے ہیں۔اور وہ چھ ہیں:

إِنَّ: بمعنی بے شک۔**أَنَّ:** بمعنی بے شک کہ۔ **كَأَنَّ:** بمعنی گویا کہ۔ **لٰكِنَّ:** بمعنی لیکن۔ **لَيْتَ:** بمعنی کاش کہ۔ **لَعَلَّ:** بمعنی شاید کہ۔

یہ حروف جملہ اسمیہ یعنی مبتدا اور خبر پر داخل ہوتے ہیں۔ان کے داخل ہونے کے بعد مبتدا کو ان کا اسم اور خبر کو ان کی خبر کہتے ہیں۔ یہ اپنے اسم کو نصب اور خبر کو رفع

---

[1] فائدہ: معنیٔ فعل وہ کلمہ ہے جس سے فعل کے معنیٰ مستنبط ہوں اور وہ فعل کی ترکیب (مادّہ) سے نہ ہو، جیسے: ظرف، جار ومجرور، حروفِ ندا، حروفِ تنبیہ، اسماءِ اشارات، اسماءِ افعال وغیرہ۔

(ہدایۃ النحو، صفحہ: ۱۰۱/حاشیہ: ۳)

دیتے ہیں۔ جیسے: **إِنَّ زَيْدًا قَائِمٌ.** (بے شک زید کھڑا ہے[۱])

(۳) مَا ولَا المُشَبَّهَتَانِ بِلَيْسَ: یعنی وہ **مَا** اور **لَا** جو **لَيْسَ** کے مشابہ قرار دیے گئے ہیں اور **لَيْسَ** کی طرح اپنے اسم کو رفع اور اپنی خبر کو نصب دیتے ہیں، جیسے: **مَا زَيْدٌ قَائِمًا.** (زید کھڑا نہیں ہے)۔ "**زَيْدٌ**" **مَا** کا اسم ہے اور مرفوع ہے، اور "**قَائِمًا**" **مَا** کی خبر ہے اور منصوب ہے۔ اور جیسے: **لَا رَجُلٌ حَاضِرًا.** (ایک مرد حاضر نہیں ہے)۔ "**رَجُلٌ**" لا کا اسم ہے اور مرفوع ہے، اور "**حَاضِرًا**" لا کی خبر ہے اور منصوب ہے۔[۲]

(۴) لائے نفیِ جنس: وہ لا ہے جو جنس سے صفت کی نفی کے لیے وضع کیا گیا ہو۔

(۱) اِس "**لَا**" کا اسم اکثر مضاف منصوب ہوتا ہے اور اس کی خبر مرفوع۔ جیسے: **لَا غُلَامَ رَجُلٍ ظَرِيْفٌ فِيْ الدَّارِ.** (مرد کا کوئی خوش مزاج غلام گھر میں

---

[۱] **إِنَّ** اور **أَنَّ** حروفِ تحقیق ہیں۔ تحقیق کے معنی ہیں ثابت کرنا۔ یہ حروف جملہ کے مضمون کو ثابت کرتے ہیں۔ اور **كَأَنَّ** حرفِ تشبیہ ہے، یہ اپنے اسم کو خبر سے تشبیہ دینے کے لیے آتا ہے۔ جیسے: **كَأَنَّ زَيْدًا أَسَدٌ.** (گویا کہ زید شیر ہے) **لٰكِنَّ** حرفِ استدراک ہے، یہ اگلے کلام سے پیدا ہونے والے وہم کو دور کرنے کے لیے آتا ہے۔ جیسے: **زَيْدٌ حَاضِرٌ لٰكِنَّ عَمْرًا غَائِبٌ.** اور **لَيْتَ** حرفِ تمنّی ہے، کسی کام کی آرزو کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ جیسے: **لَيْتَ الصِّغَرَ يَعُوْدُ.** (کاش بچپن لوٹ آئے) اور **لَعَلَّ** حرفِ ترجّی ہے، کسی کام کی امید ظاہر کرنے کے لیے آتا ہے۔ جیسے: **لَعَلِّيْ فَائِزٌ** (امید ہے کہ میں کامیاب ہوجاؤں)۔

[۲] **فائدہ:** ما مشابہ بہ لیس کا اسم معرفہ اور نکرہ دونوں ہوتا ہے، جب کہ لا مشابہ بہ لیس کا اسم ہمیشہ نکرہ ہوتا ہے۔ اور **مَا** کی خبر پر کبھی باء زائدہ داخل کرتے ہیں۔ جیسے: **مَا زَيْدٌ بِقَائِمٍ.** (زید ہرگز کھڑا نہیں ہے)۔ لا کی خبر پر نہیں۔

فائدہ: لا مشابہ بہ لیس سے ایک فرد کی نفی بھی صحیح ہے اور پوری جنس کی نفی بھی صحیح ہے لیکن احتمال کے ساتھ، برخلاف لائے نفیِ جنس کے، کہ اس سے ایک فرد کی نفی صحیح نہیں، وہ جنس کی نفی میں نص ہے۔

(جامع الدروس: ۲/۲۳۸)

موجود نہیں ہے[1])

(٢) اگر لائے نفی جنس کا اسم نکرہ مفردہ ہو یعنی مضاف یا مشابہِ مضاف نہ ہو تو وہ مبنی بر فتح ہوگا۔ جیسے: **لَا رَجُلَ فِيْ الدَّارِ** (کوئی مرد گھر میں نہیں ہے[2])

(٣) اگر لا کے بعد معرفہ ہو تو دوسرے معرفہ کے ساتھ ''لا'' کا تکرار ضروری ہوگا، اور لا عمل نہیں کرے گا، اور وہ معرفہ ابتدا کی وجہ سے مرفوع ہوگا۔ جیسے: **لَا زَيْدٌ عِنْدِيْ وَلَا عَمْرٌو۔** (نہ زید میرے پاس ہے اور نہ عمرو)

(٤) اگر اس ''لا'' کے بعد نکرہ مفردہ ہو اور دوسرے نکرہ کے ساتھ ''لا'' مکرر ہو تو اس میں پانچ وجہیں جائز ہیں۔ جیسے:

(١) **لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ۔** دونوں جز مبنی بر فتح، دونوں جگہ لائے نفی جنس کا اسم مانتے ہوئے۔

(٢) **لَا حَوْلٌ وَلَا قُوَّةٌ إِلَّا بِاللّٰهِ۔** دونوں جز رفع کے ساتھ، دونوں جگہ لا کو مُلغیٰ مانتے ہوئے۔ اِس صورت میں دونوں اسم عاملِ معنوی ابتداء کی وجہ سے مرفوع ہوں گے۔

(٣) **لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةٌ إِلَّا بِاللّٰهِ۔** پہلا جز مبنی بر فتح لائے نفی جنس کا اسم مانتے ہوئے، اور دوسرا جز رفع کے ساتھ، لا اور اس کے اسم (**لَا حَوْلَ**) کے محل پر

---

[1] "**ظَرِيْفٌ**" **غُلَامَ رَجُلٍ** کی صفت ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے۔
"وكذا يمتنع البناء ويجوز الأمران الأخران إذا كان المنعوت غير مفرد، نحو: "لا غلامَ سفرٍ ماهرًا أو ماهرٌ فيها"۔ (شرح الأشموني علىٰ ألفية ابن مالك، الشعر: ٢٠٢ / المجلد:١ / الصفحة : ٣٢٠)

[2] مشابہِ مضاف وہ اسم ہے جو مضاف نہ ہو؛ لیکن مضاف کی طرح دوسرا کلمہ ملائے بغیر اس کے معنیٰ مکمّل نہ ہوں۔ جیسے: **طَالِعٌ جَبَلًا** (پہاڑ پر چڑھنے والا) **حَسَنٌ وَجْهُهٗ** (کوئی خوبصورت چہرہ والا) **عِشْرُوْنَ دِرْهَمًا** (بیس درہم)

عطف کرتے ہوئے۔

(۴) لَا حَوْلٌ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ۔ پہلا جز رفع کے ساتھ، لا مشابہ بلَیْسَ کا اسم مانتے ہوئے، اور دوسرا جز مبنی بر فتح لائے نفی جنس کا اسم مانتے ہوئے۔

(۵) لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةً إِلَّا بِاللّٰهِ۔ پہلا جز مبنی بر فتح لائے نفی جنس کا اسم مانتے ہوئے، اور دوسرا جز نصب کے ساتھ، لا کے اسم (حَوْلَ) کے محل پر عطف کرتے ہوئے۔

(۵) حروفِ ندا: وہ حروف ہیں جو کسی کو متوجہ کرنے کے لیے وضع کیے گئے ہوں۔ یہ حروف "أَدْعُوْ" (میں پکارتا ہوں) فعل کے قائم مقام ہوتے ہیں۔ اور وہ پانچ ہیں: يَا، أَيَا، هَيَا، أَيْ اور ہمزۂ مفتوحہ یعنی "أَ."

یہ حروف منادیٰ مضاف کو نصب دیتے ہیں جیسے: يَا عَبْدَ اللّٰهِ۔ اور اسی طرح منادیٰ مشابہِ مضاف کو بھی نصب دیتے ہیں۔ جیسے: يَا طَالِعًا جَبَلًا: (اے پہاڑ پر چڑھنے والے)۔ اور اسی طرح نکرۂ غیر معینہ کو نصب دیتے ہیں، جیسے کوئی نابینا کہے: يَا رَجُلًا خُذْ بِيَدِيْ: (اے کوئی شخص میرا ہاتھ پکڑ لے)[1]

یہ حروف منادیٰ مفرد معرفہ کو علامتِ رفع پر مبنی کرتے ہیں۔ علامتِ رفع تین ہیں: (۱) ضمہ، خواہ لفظی ہو، جیسے: يَا زَيْدُ، یا تقدیری، جیسے: يَا مُوْسٰى۔ (۲) الف، جیسے: يَازَيْدَانِ۔ (۳) واو، جیسے: يَا زَيْدُوْنَ۔

---

[1] فائدہ: منادیٰ وہ اسم ہے جس پر حرفِ ندا داخل ہو۔

فائدہ: مشابہِ مضاف: وہ اسم ہے جو مضاف نہ ہو؛ لیکن مضاف کی طرح دوسرا کلمہ ملائے بغیر اس کے معنی مکمّل نہ ہوں۔

فائدہ: نکرۂ غیر معینہ وہ نکرہ ہے جو حرفِ ندا داخل ہونے کے باوجود معرفہ نہ بن سکے۔ جیسے ڈوبنے والا یا نابینا یا اندھیرے میں کوئی شخص کہے: يَا رَجُلًا!

أَيْ اور ہمزۂ مفتوحہ قریب کے لیے ہیں، اور أَيَا اور هَيَا بعید کے لیے ہیں، اور يَا عام ہے، قریب اور بعید دونوں کے لیے آتی ہے۔

سبق (۲۵)

حروفِ عاملہ در فعل مضارع کا بیان

اور وہ دو قسم پر ہیں: (۱) حروفِ ناصبہ (۲) حروفِ جازمہ۔

(۱) حروفِ ناصبہ: وہ حروف ہیں جو فعلِ مضارع پر داخل ہو کر اس کو نصب دیتے ہیں۔ اور وہ چار ہیں: **أَنْ، لَنْ، كَيْ، إِذَنْ۔**

(۱) أَنْ: یہ فعلِ مضارع کو مصدر کے معنی میں کر دیتا ہے، اسی وجہ سے اس کو **أَنْ** مصدریہ کہتے ہیں۔ جیسے: **أُرِيْدُ أَنْ تَقُوْمَ** یعنی **أُرِيْدُ قِيَامَكَ:** (میں چاہتا ہوں کہ تم کھڑے ہو، یعنی میں تمہارا کھڑا ہونا چاہتا ہوں)

(۲) لَنْ: یہ فعلِ مضارع کو مستقبل کے معنی میں کر دیتا ہے، اور نفی کی تاکید کے لیے آتا ہے۔ جیسے: **لَنْ يَخْرُجَ زَيْدٌ:** (زید ہرگز نہیں نکلے گا)

(۳) كَيْ: بمعنی تاکہ۔ اس کا مابعد ماقبل کے لیے علت ہوتا ہے۔ جیسے: **أَسْلَمْتُ كَيْ أَدْخُلَ الْجَنَّةَ:** (میں اسلام لایا تاکہ جنت میں داخل ہو جاؤں) اس مثال میں اسلام کے لیے جنت میں داخل ہونے کا قصد علت ہے۔ اس کو **كَيْ** تعلیلیہ کہتے ہیں[۱]

(۴) إِذَنْ: بمعنی تب تو۔ یہ کسی شخص کے جواب میں بولا جاتا ہے۔ جیسے کوئی

---

[۱] اس کے مابعد کے حصول کے لیے اس کا ماقبل مقصود ہوتا ہے، جیسا کہ مثالِ مذکور میں دخولِ جنت کے لیے اسلام مقصود ہے۔ (جامع الدروس: ۱۱۸/ ۲)

آپ سے کہے کہ: أَنَا آتِيْكَ غَدًا: (میں کل تمہارے پاس آؤں گا) تو آپ اُس سے کہیں گے: إِذَنْ أُكْرِمَكَ: (تب تو میں آپ کا اکرام کروں گا) اس کو حرفِ جواب اور حرفِ جزاء کہتے ہیں۔

أَنْ چھ حروف کے بعد مقدّر ہوتا ہے اور فعلِ مضارع کو نصب دیتا ہے۔

(۱) حتّٰی حرفِ جر کے بعد، جیسے: سِرْتُ حَتّٰى أَدْخُلَ الْبَلَدَ: (میں چلا تا کہ شہر میں داخل ہو جاؤں) اور جیسے: لَأَسِيْرَنَّ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ: (میں ضرور بالضرور چلوں گا یہاں تک کہ سورج طلوع ہو)

(۲) لامِ جحد کے بعد: لامِ جحد وہ لام ہے جو كَانَ ناقصہ منفی کی تاکید کے لیے اس کی خبر پر آتا ہے۔ جیسے: مَاكَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ: (اللہ تعالیٰ ہرگز ان کو عذاب دینے والا نہیں ہے)

(۳) لامِ كَيْ کے بعد: لامِ کَیْ وہ لام ہے جس کا مابعد ماقبل کے لیے علت ہو۔ جیسے: أَسْلَمْتُ لِأَدْخُلَ الْجَنَّةَ: (میں اسلام لایا، تاکہ جنّت میں داخل ہو جاؤں[1])

(۴) اُس أَوْ کے بعد جو إِلٰى أَنْ یا إِلَّا أَنْ کے معنی میں ہو: جیسے: لَأَلْزَمَنَّكَ أَوْ تُعْطِيَنِيْ حَقِّيْ: (میں ضرور بالضرور تجھے لازم پکڑوں گا یہاں تک کہ تو مجھے میرا حق دے دے) اس مثال میں "أَوْ" إِلٰى أَنْ کے معنی میں ہے۔ اور جیسے: لَأَصِيْدَنَّ الطَّائِرَ أَوْ يَطِيْرَ: (میں ضرور بالضرور پرندے کا شکار کروں گا؛ مگر یہ کہ وہ اُڑ جائے)

---

[1] فائدہ: لامِ جحد اور لامِ کَیْ میں فرق یہ ہے کہ لامِ جحد ہمیشہ كَانَ منفی کے بعد آتا ہے، بخلاف لامِ کَیْ کے۔ اور دوسرا فرق یہ ہے کہ لامِ کَیْ معنیٔ تعلیل کے لیے آتا ہے، اگر لفظ سے ساقط ہو جائے تو معنی میں خلل واقع ہو۔ برخلاف لامِ جحد کے کہ وہ صرف نفی کی تاکید کے لیے آتا ہے، اور اگر لفظ سے ساقط ہو جائے تو معنی میں کوئی خلل نہیں ہوتا۔

اس مثال میں "أَوْ" إِلَّا أَنْ کے معنی میں ہے۔[1]

(۵) واوِصرف کے بعد: واوِصرف وہ واو ہے جس کا مدخول اس چیز کے لوٹانے کی صلاحیت نہ رکھے جو معطوف علیہ پر داخل ہو۔ اس کو واوِ معیت بھی کہتے ہیں۔ جیسے:

لَا تَنْهَ عَنْ خُلُقٍ وَتَأْتِيَ مِثْلَهُ ☆ عَارٌ عَلَيْكَ إِذَا فَعَلْتَ عَظِيْمٌ

ترجمہ: تو مت روک بُرے اخلاق سے ساتھ اس کے کہ تو ان کو کررہا ہے، تیرے لیے بڑی شرم کی بات ہے جب تو ایسا کرے۔

اس شعر میں "وَتَأْتِيَ" کا واو واوِصرف ہے، جو اپنے مدخول "تَأْتِيَ" پر لَا کے داخل ہونے کو روکتا ہے۔

(٦) اس ''ف'' کے بعد جو چھ چیزوں کے جواب میں ہو:

(۱) امر جیسے: **زُرْنِيْ فَأُكْرِمَكَ:** تم میری ملاقات کرو، کہ میں تمہارا اکرام کروں۔

(۲) نہی جیسے: **لَا تَشْتِمْنِيْ فَأُهِيْنَكَ:** تو مجھے گالی مت دے، کہ میں تجھے ذلیل کروں۔

(۳) نفی جیسے: **مَا تَأْتِيْنَا فَتُحَدِّثَنَا:** آپ ہمارے پاس نہیں آتے، کہ آپ ہم سے بات کریں۔

(۴) استفہام جیسے: **أَيْنَ بَيْتُكَ فَأَزُوْرَكَ:** آپ کا گھر کہاں ہے؟ کہ میں آپ کی زیارت کروں۔

(۵) تمنّی جیسے: **لَيْتَ لِيْ مَالًا فَأُنْفِقَ مِنْهُ:** کاش کہ میرے لیے کچھ مال

---

[1] **فائدہ:** جب أَوْ کے بعد والا فعل آہستہ آہستہ حاصل ہو تو "أَوْ" إِلٰی أَنْ کے معنی میں ہوگا، جیسے پہلی مثال میں حق دینا۔ اور جب "أَوْ" کے بعد والا فعل ایک دم سے حاصل ہو جائے تو "أَوْ" إِلَّا أَنْ کے معنی میں ہوگا، جیسے دوسری مثال میں اُڑ جانا۔

ہو، کہ میں اس میں سے خرچ کروں۔

(٦) عرض جیسے: **أَلَا تَنْزِلُ بِنَا فَتُصِيْبَ خَيْرًا:** آپ ہمارے پاس کیوں نہیں ٹھہرتے کہ آپ کوئی بھلائی پائیں۔

(۲) دوسری قسم حروفِ جازمہ: وہ حروف ہیں جو فعلِ مضارع کو جزم دیتے ہیں۔اور وہ پانچ ہیں: (۱) **لَمْ** (۲) **لَمَّا** (۳) لامِ امر (۴) لائے نہی (۵) **إِنْ** شرطیہ۔

(۱/۲) لَمْ اور **لَمَّا:** یہ دونوں فعلِ مضارع کو ماضی منفی کے معنی میں کر دیتے ہیں۔جیسے: **لَمْ يَنْصُرْ:** (اس نے مدد نہیں کی) **لَمَّا يَنْصُرْ:** (اس نے اب تک مدد نہیں کی)

(۳) لامِ امر: وہ لامِ مکسور ہے جو فعل میں طلب کے معنی پیدا کرنے کے لیے آتا ہے۔جیسے: **لِيَنْصُرْ:** (چاہیے کہ وہ مدد کرے)

(۴) لائے نہی: وہ لا ہے جو کسی فعل سے روکنے کو طلب کرنے کے لیے آتا ہے۔جیسے: **لَا تَنْصُرْ:** (تو مدد مت کر)

(۵) إِنْ شرطیہ: یہ دو جملوں پر داخل ہوتا ہے۔جیسے: **إِنْ تَضْرِبْ أَضْرِبْ** (اگر تو مارے گا تو میں ماروں گا) پہلے جملہ کو شرط اور دوسرے کو جزاء کہتے ہیں۔

إِنْ مستقبل کے لیے آتا ہے اگرچہ ماضی پر داخل ہو۔جیسے: **إِنْ ضَرَبْتَ ضَرَبْتُ** (اگر تو مارے گا تو میں ماروں گا) اور اس جگہ جزم تقدیری یعنی محلًا ہوگا، اس لیے کہ ماضی مبنی ہے، معرب نہیں ہے۔[1]

---

[1] جب شرط کی جزا جملۂ اسمیہ، امر، نہی یا دعاء ہو تو جزا پر ''فا'' داخل کرنا ضروری ہے۔جیسے تم کہو گے: **إِنْ تَأْتِنِيْ فَأَنْتَ مُكْرَمٌ:** (اگر تم میرے پاس آؤ گے تو تمہارا اکرام کیا جائے گا) اور **إِنْ رَأَيْتَ زَيْدًا فَأَكْرِمْهُ:** (اگر تم زید کو دیکھو تو اس کا اکرام کرو) اور **إِنْ أَتَاكَ عَمْرٌو فَلَا تُهِنْهُ:** (اگر عمرو تمہارے پاس آئے تو تم اس کی بے عزتی مت کرو) اور **إِنْ أَكْرَمْتَنِيْ فَجَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا:** (اگر تم میرا اکرام کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں اچھا بدلہ دے) ان تمام مثالوں میں جزا پر ''ف'' داخل ہے۔

مشق (۵)

متعلّق بہ سبق (۲۳) تا سبق (۲۵)

سوال:(۱) عامل، عامل لفظی، عامل معنوی، عاملہ دراسم اور عاملہ درفعل مضارع کی تعریفات مع امثلہ لکھیں، نیز حروف جر، حروفِ مشبہہ بالفعل، ماولا مشابہ بہ لیس، لائے نفی جنس، حروفِ ندا، حروفِ ناصبہ اور حروفِ جازمہ کی تعریفات، اُن کی تعداد اور عمل مع امثلہ لکھیں۔

سوال:(۲) درجِ ذیل آیات کا ترجمہ مع ترکیب لکھیں، نیز اُن میں حروفِ عاملہ کی اقسام پہچانیں اور بتائیں کہ اُنہوں نے کیا عمل کیا ہے؟

(۱) سَرَابِيْلُهُمْ مِّنْ قَطِرَانٍ (۲) رَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ

(۳) رَكِبَا فِي السَّفِيْنَةِ (۴) إِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ

(۵) وَأَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ (۶) وَلٰكِنَّ أَكْثَرَكُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ

(۷) مَا هٰذَا بَشَرًا (۸) مَا هُنَّ أُمَّهٰتِهِمْ (۹) اَللّٰهُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ

(۱۰) فَلَا عُدْوَانَ عَلَيَّ (۱۱) فَأَوْقِدْ لِيْ يٰهَامَانُ عَلَى الطِّيْنِ

(۱۲) لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُوْنُ قَرِيْبًا (۱۳) أَرَادُوْآ أَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا

(۱۴) رَبَّنَآ إِنَّآ أَطَعْنَا سَادَتَنَا (۱۵) إِعْمَلُوْآ اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا

(۱۶) إِنْ نَّشَأْ نَخْسِفْ بِهِمُ الْأَرْضَ (۱۷) لَمْ تُنْذِرْهُمْ

(۱۸) نَادَوْا يٰمٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ (۱۹) وَمَا نَحْنُ بِمُنْشَرِيْنَ

(۲۰) عَسٰى رَبُّكُمْ أَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ (۲۱) أَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ أَهْلَهَا

(۲۲) لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ عَلٰٓى إِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا

(۲۳) لَمْ أَكُنْ لِّأَسْجُدَ لِبَشَرٍ (۲۴) يٰلَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰيٰتِ رَبِّنَا

(۲۵) لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا (۲۶) وَمَآ أَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِيْدٍ

سبق (۲۶)

افعال کے عمل کا بیان

کوئی فعل غیر عامل نہیں ہے، فعل چاہے متصرف ہو یا غیر متصرف، تام ہو یا ناقص، بہر حال عمل کرتا ہے[1]

عمل کے اعتبار سے فعل دو قسم پر ہے: (۱) فعلِ معروف۔ (۲) فعلِ مجہول۔

(۱) فعلِ معروف: وہ فعل ہے جس کی نسبت فاعل کی طرف ہو، یعنی اس کا فاعل مذکور ہو۔ جیسے: **ضَرَبَ زَيْدٌ۔**

(۲) فعلِ مجہول: وہ فعل ہے جس کی نسبت مفعول کی طرف ہو، یعنی اس کا فاعل مذکور نہ ہو۔ جیسے: **ضُرِبَ زَيْدٌ۔**

فعلِ لازم: وہ فعل ہے جو صرف فاعل پر پورا ہو جائے، اپنے وجود میں مفعولِ بہ کا محتاج نہ ہو۔ جیسے: **ذَهَبَ زَيْدٌ، مَرِضَ زَيْدٌ** (زید بیمار ہوا۔)

فعلِ متعدی: وہ فعل ہے جو صرف فاعل پر پورا نہ ہو، بلکہ وہ اپنے وجود میں مفعولِ بہ کا بھی محتاج ہو۔ جیسے: **لَقِيَ إِبْرَاهِيْمُ إِسْمَاعِيْلَ۔** (حضرت ابراہیم علیہ السلام

---

[1] **فائدہ:** فعلِ متصرف وہ فعل ہے جس کے ماضی، مضارع اور امر کی تمام گردانیں آتی ہوں۔ جیسے: **ضَرَبَ، نَصَرَ۔**

فعلِ غیر متصرف: وہ فعل ہے جس کے ماضی، مضارع اور امر کی تمام گردانیں نہ آتی ہوں۔ جیسے: **عَسٰى، سَاءَ، بِئْسَ، نِعْمَ، لَيْسَ، كَادَ۔** اس کو فعلِ جامد بھی کہتے ہیں۔

فعلِ تام: وہ فعل ہے جو صرف فاعل پر پورا ہو جائے، فاعل کی خبر یعنی صفت بیان کرنے کی ضرورت نہ ہو۔ جیسے: **خَرَجَ زَيْدٌ، نَصَرَ زَيْدٌ۔**

فعلِ ناقص: وہ فعل ہے جو صرف فاعل پر پورا نہ ہو، بلکہ فاعل کی خبر یعنی صفت بیان کرنے کی ضرورت ہو۔ جیسے: **كَانَ زَيْدٌ غَنِيًّا، صَارَ زَيْدٌ فَقِيْرًا۔**

اسماعیل علیہ السلام سے ملے۔)

فعلِ معروف خواہ لازم ہو یا متعدی؛ فاعل کو رفع دیتا ہے۔ جیسے: **قَامَ زَيْدٌ وَضَرَبَ عَمْرٌو**۔ اور چھ اسم یعنی مفعولِ مطلق، مفعولِ فیہ، مفعولِ معہٗ، مفعولِ لہٗ، حال اور تمیز کو نصب دیتا ہے۔

(۱) مفعولِ مطلق کو جیسے: **قَامَ زَيْدٌ قِيَامًا:** (زید واقعۃً کھڑا ہوا۔) اور **ضَرَبَ زَيْدٌ ضَرْبًا:** (زید نے واقعۃً مارا)

(۲) مفعولِ فیہ کو جیسے: **صُمْتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ:** (میں نے جمعہ کے دن روزہ رکھا۔) اور **جَلَسْتُ فَوْقَكَ:** (میں تمہارے اوپر بیٹھا)

(۳) مفعولِ معہٗ کو جیسے: **جَآءَ الْبَرْدُ وَالْجُبَّاتِ أَيْ مَعَ الجُبَّاتِ:** (ٹھنڈی جبوں کے ساتھ آئی)

(۴) مفعولِ لہٗ کو جیسے: **قُمْتُ إِكْرَامًا لِزَيْدٍ:** (میں زید کے اکرام کے لیے کھڑا ہوا) اور **ضَرَبْتُهٗ تَادِيْبًا:** (میں نے اس کو ادب سکھانے کے لیے مارا)

(۵) حال کو جیسے: **جَآءَ زَيْدٌ رَاكِبًا:** (زید سوار ہو کر آیا۔)

(۶) تمیز کو جب کہ فاعل کی طرف فعل کی نسبت میں کوئی پوشیدگی ہو۔ جیسے: **طَابَ زَيْدٌ نَفْسًا:** (زید نفس کے اعتبار سے پاکیزہ ہوا۔) **زَادَكَ اللّٰهُ عِلْمًا** (اللہ تعالیٰ تمہیں علم کے اعتبار سے بڑھائے۔)

رہا فعلِ متعدی تو وہ مفعولِ بہ کو بھی نصب دیتا ہے۔ جیسے: **ضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرًا:** (زید نے عمرو کو مارا) اور یہ عمل فعلِ لازم کے لیے نہ ہوگا، اس لیے کہ فعلِ لازم کا مفعولِ بہ نہیں ہوتا۔

دوسری قسم فعلِ مجہول: فعلِ مجہول وہ فعل ہے جس کی نسبت مفعول کی طرف ہو اور اس کا فاعل معلوم نہ ہو۔ جیسے: **ضُرِبَ زَيْدٌ** (زید مارا گیا) **جُلِسَ أَمَامُكَ**

(تیرے سامنے بیٹھا گیا)

فعلِ مجہول فاعل کی جگہ مفعولِ بہ کو رفع دیتا ہے، اور بقیہ چھ اسم کو نصب دیتا ہے۔ جیسے: **ضُرِبَ زَيْدٌ مَشْدُوْدًا يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَمَامَ الْأَمِيْرِ ضَرْبًا شَدِيْدًا فِيْ دَارِهٖ تَادِيْبًا وَالْخَشَبَةَ:** (زید جمعہ کے دن امیر کے سامنے بندھا ہوا اس کے گھر میں ادب سکھانے کے لیے لکڑی کے ساتھ بہت مارا گیا)

فعلِ مجہول کو فعلِ مالم یُسَمَّ فاعلہٗ کہتے ہیں، یعنی ایسا فعل جس کے فاعل کا نام نہیں بتایا گیا۔ اور فعلِ مجہول کے مرفوع کو مفعول مالم یُسم فاعلہٗ کہتے ہیں، یعنی ایسا مفعول جس کے فاعل کا نام نہیں بتایا گیا۔ اور اس کو نائب فاعل بھی کہتے ہیں۔

سبق (۲۷)

فاعل اور نائب فاعل کا بیان

فاعل وہ اسم ہے جس سے پہلے کوئی ایسا فعل یا شبہِ فعل ہو کہ اس فعل یا شبہِ فعل کی اسناد اس اسم کی طرف کی گئی ہو فعل یا شبہِ فعل کے اس اسم کے سہارے قائم ہونے کے طور پر۔ جیسے: **ضَرَبَ زَيْدٌ** میں "**زَيْدٌ**" فاعل ہے[1]

[1] کسی اسم کے فاعل بننے کے لیے تین چیزیں ضروری ہیں: (۱) اس اسم سے پہلے فعل یا شبہِ فعل موجود ہو۔ (۲) اس اسم کی طرف فعل یا شبہِ فعل کی اسناد کی گئی ہو۔ (۳) فعل یا شبہِ فعل اس اسم کے سہارے قائم ہو۔ جب کسی اسم میں یہ تینوں باتیں پائی جائیں گی تو وہ فاعل کہلائے گا۔ جیسے: **ضَرَبَ زَيْدٌ** میں "**زَيْدٌ**" فاعل ہے، اس لیے کہ "**زَيْدٌ**" سے پہلے "**ضَرَبَ**" فعل موجود ہے، اور **ضَرَبَ** فعل کی اسناد **زَيْدٌ** کی طرف کی گئی ہے، اور **ضَرَبَ** فعل **زَيْدٌ** کے سہارے قائم بھی ہے۔

اس کے برخلاف **زَيْدٌ ضَرَبَ** میں "**زَيْدٌ**" فاعل نہیں، اس لیے کہ پہلی شرط نہیں پائی گئی۔ اور **ضَرَبْتُ زَيْدًا** میں "**زَيْدًا**" فاعل نہیں، اس لیے کہ دوسری شرط نہیں پائی گئی۔ اور **ضُرِبَ زَيْدٌ** میں "**زَيْدٌ**" فاعل نہیں، اس لیے کہ تیسری شرط نہیں پائی گئی۔

شبہِ فعل کی مثال: **زَيْدٌ ضَارِبٌ أَبُوْهٗ** (زید کہ اس کے والد مارنے والے ہیں)

نائب فاعل وہ اسم ہے جس سے پہلے کوئی ایسا فعل یا شبہِ فعل (اسم مفعول) ہو کہ اس فعل یا شبہِ فعل کی اسناد اس اسم کی طرف کی گئی ہو فعل یا شبہ فعل کے اس اسم پر واقع ہونے کے طور پر، جیسے: **ضُرِبَ زَيْدٌ، زَيْدٌ مَضْرُوْبٌ أَبُوْهُ۔**

سبق (۲۸)

مفاعیل خمسہ کا بیان

مفعولِ مطلق: وہ مصدر ہے جو کسی فعل کے بعد واقع ہو اور وہ مصدر اس فعل کے معنی میں ہو۔ جیسے: **ضَرَبْتُ ضَرْبًا** میں "**ضَرْبًا**"۔ اور **قُمْتُ قِيَامًا** میں "**قِيَامًا**"[1]

مفعولِ بہ: وہ اسم ہے جس پر فاعل کا فعل واقع ہو۔ جیسے: **ضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرًا** میں "**عَمْرًا**"۔

مفعولِ فیہ: وہ اسم ہے جس میں فعلِ مذکور واقع ہو۔ مفعولِ فیہ کو ظرف بھی کہتے ہیں۔

ظرف دو قسم پر ہے: ظرفِ زمان اور ظرفِ مکان۔

ظرفِ زمان: وہ ظرف ہے جو فعل کے واقع ہونے کا زمانہ بتائے۔ جیسے: **صُمْتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ** میں "**يَوْمَ الْجُمُعَةِ**"۔

---

[1] فائدہ: مفعولِ مطلق کی تین اغراض ہیں: (۱) تاکید پیدا کرنا۔ جیسے: **ضَرَبْتُ زَيْدًا ضَرْبًا:** (میں نے واقعی زید کو مارا) (۲) فعل کی نوعیت بیان کرنا۔ جیسے: **جَلَسْتُ جِلْسَةَ الْقَارِئِ:** (میں پڑھنے والے کی طرح بیٹھا) (۳) فعل کا عدد بیان کرنا۔ جیسے: **جَلَسْتُ جَلْسَةً:** (میں ایک مرتبہ بیٹھا)

ظرفِ مکان: وہ ظرف ہے جو فعل کے واقع ہونے کی جگہ بتائے۔ جیسے: **جَلَسْتُ عِنْدَكَ** میں "**عِنْدَكَ**"۔

مفعولِ معہٗ: وہ اسم ہے جو واو بمعنی مع کے بعد واقع ہو۔ جیسے: **جَآءَ الْبَرْدُ وَالْجُبَّاتِ، سِرْتُ وَالنِّيْلَ:** (میں دریائے نیل کے ساتھ چلا)

مفعولِ لہٗ: وہ مصدر ہے جو دلالت کرے اس چیز پر جو فعلِ مذکور کا سبب ہو۔ جیسے: **قُمْتُ إِكْرَامًا لِزَيْدٍ:** (میں زید کے اکرام کے لیے کھڑا ہوا)

سبق (۲۹)

حال اور تمیز کا بیان

حال: وہ اسم ہے جو فاعل یا مفعولِ بہ یا دونوں کی حالت بیان کرے۔ جیسے: **جَآءَ زَيْدٌ رَاكِبًا** میں "**رَاكِبًا**"۔ اور **ضَرَبْتُ زَيْدًا مَشْدُوْدًا** میں "**مَشْدُوْدًا**"۔ (میں نے زید کو باندھ کر مارا) **لَقِيْتُ زَيْدًا رَاكِبَيْنِ** میں "**رَاكِبَيْنِ**" (میں زید سے ملا اس حال میں کہ ہم دونوں سوار تھے[1])

تمیز: وہ اسم ہے جو عدد یا وزن یا پیمانہ یا پیمائش یا جملہ کی نسبت سے پوشیدگی دور کرے۔

عدد کی مثال، جیسے: **عِنْدِيْ أَحَدَ عَشَرَ دِرْهَمًا:** (میرے پاس گیارہ

---

[1] **ذوالحال:** وہ اسم ہے جس کی حالت بیان کی جائے۔ جیسے مذکورہ مثالوں میں "**زَيْدٌ**" ذوالحال ہے، اور ذوالحال اکثر معرفہ ہوتا ہے، جیسا کہ مذکورہ مثالوں میں "**زَيْدٌ**" معرفہ ہے۔ اور اگر ذوالحال نکرہ ہو تو حال کو ذوالحال پر مقدّم کرنا واجب ہے۔ جیسے: **جَآءَنِيْ رَاكِبًا رَجُلٌ:** (میرے پاس ایک شخص سوار ہو کر آیا) اور کبھی حال جملہ بھی ہوتا ہے۔ جیسے: **رَأَيْتُ الأَمِيْرَ وَهُوَ يَرْكَبُ:** (میں نے امیر کو دیکھا اس حال میں کہ وہ سوار تھا) اور **رَأَيْتُ الأَمِيْرَ يَرْكَبُ:** (میں نے امیر کو سوار ہوتے ہوئے دیکھا)۔

درہم ہیں)

وزن کی مثال جیسے: عِنْدِيْ رِطْلٌ زَيْتًا: (میرے پاس ایک رطل تیل ہے)

پیمانہ کی مثال جیسے: عِنْدِيْ قَفِيْزَانِ بُرًّا: (میرے پاس دو قفیز گیہوں ہیں)

پیمائش کی مثال جیسے: مَا فِيْ السَّمَاءِ قَدْرُ رَاحَةٍ سَحَابًا: (آسمان میں ہتھیلی کی مقدار بادل نہیں ہے)

نسبتِ جملہ کی مثال جیسے: طَابَ زَيْدٌ نَفْسًا اور زَادَكَ اللّٰهُ عِلْمًا: (اللہ تعالیٰ تمہیں علم کے اعتبار سے بڑھائے[1])

مشق (۶)

متعلّق بہ سبق (۲۶) تا سبق (۲۹)

سوال: (۱) فعل معروف، فعل مجہول، فعل لازم، فعل متعدی، اقسامِ فعل متعدی، فعل تام اور فعل ناقص کی تعریفات مع تین تین مثالیں لکھیں۔

سوال: (۲) فاعل، نائب فاعل، مفاعیل خمسہ، حال اور تمیز کی تعریفات مع تین تین امثلہ لکھیں۔

سوال: (۳) درجِ ذیل آیاتِ کریمہ کا ترجمہ وترکیب کرتے ہوئے فعل کی اقسام اور فعل کے معمولات کی شناخت فرمائیں:

(۱) فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ (۲) رَاَ الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ

---

[1] یہ تمام منصوبات یعنی مفاعیلِ خمسہ، حال اور تمیز جملہ کے تمام ہونے کے بعد ہوتے ہیں، اور جملہ فعل اور فاعل سے پورا ہوجاتا ہے۔ اسی سبب سے کہتے ہیں: "اَلْمَنْصُوْبُ فَضْلَةٌ" منصوب زائد چیز ہے نہ مسند بنتا ہے نہ مسند الیہ۔

(۳) قَدَّمَتْ يَدٰهُ (۴) أَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً

(۵) فَكَانَ أَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ (۶) وَوَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا

(۷) وَاشْتَعَلَ الرَّأْسُ شَيْبًا (۸) اٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا

(۹) وَكَانَ أَبُوْهُمَا صَالِحًا (۱۰) يَأْتِيْنَكَ سَعْيًا

(۱۱) فَتَرَكَهٗ صَلْدًا (۱۲) يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ

(۱۳) فَاَجْمِعُوْٓا اَمْرَكُمْ وَشُرَكَآءَكُمْ (۱۴) قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ

(۱۵) عَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِّلْكٰفِرِيْنَ عَرْضًا (۱۶) يَأْتُوْكَ رِجَالًا

(۱۷) يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ (۱۸) ضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا

(۱۹) يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِيْمُ (۲۰) خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ

(۲۱) وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ۝۳۰ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ (۲۲) تَمُوْرُ السَّمَآءُ مَوْرًا

(۲۳) وَيُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ (۲۴) تَسِيْرُ الْجِبَالُ سَيْرًا

سبق (۳۰)

فعل کو مذکر و مؤنث لانے کا بیان

فاعل دو قسم پر ہے: (۱) اسم ظاہر (۲) اسم ضمیر۔

(۱) اسم ظاہر: ہر وہ اسم ہے جو اسمِ ضمیر کے علاوہ ہو۔ جیسے: ضَرَبَ زَيْدٌ، ضَرَبَ هٰذَا۔

(۲) اسم ضمیر: وہ اسم ہے جو متکلم، مخاطب یا ایسے غائب پر دلالت کرنے کے لیے وضع کیا گیا ہو جس کا ذکر لفظاً، معنیً یا حکماً ہو چکا ہو۔

اسمِ ضمیر کی دو قسمیں ہیں: ضمیرِ بارز اور ضمیرِ مستتر[1]

ضمیرِ بارز: وہ ضمیرِ مرفوع متصل ہے جو لفظوں میں ظاہر ہو۔ جیسے: **ضَرَبْتُ** میں "تُ"۔

ضمیرِ مستتر: وہ ضمیرِ مرفوع متصل ہے جو لفظوں میں ظاہر نہ ہو بلکہ پوشیدہ ہو، جیسے: **زَیْدٌ ضَرَبَ** میں **ضَرَبَ** کا فاعل **ھُوَ** کی ضمیر ہے جو **ضَرَبَ** میں مستتر ہے۔

جب فاعل مؤنثِ حقیقی ہو یا مؤنث کی ضمیر ہو تو فعل میں علامتِ تانیث لازم ہوگی۔ جیسے: **قَامَتْ ھِنْدٌ** اور **ھِنْدٌ قَامَتْ**۔ اور جیسے: **تَقُوْمُ ھِنْدٌ** اور **ھِنْدٌ تَقُوْمُ.**

اور جب فاعل اسمِ ظاہر مؤنثِ غیر حقیقی ہو یا اسمِ ظاہر جمع تکسیر ہو تو فعل کو مذکر و مؤنث دونوں طرح لانا جائز ہوگا۔ جیسے: **طَلَعَ الشَّمْسُ** اور **طَلَعَتِ الشَّمْسُ**، **یَطْلُعُ الشَّمْسُ** اور **تَطْلُعُ الشَّمْسُ**۔ اور جیسے: **قَالَ الرِّجَالُ** اور **قَالَتِ الرِّجَالُ**۔ اور جیسے: **یَقُوْلُ الرِّجَالُ** اور **تَقُوْلُ الرِّجَالُ**۔

---

[1] فائدہ: بارز اور مستتر کی تقسیم صرف ضمیر مرفوع متصل میں جاری ہوگی، نہ کہ ضمیر کی دیگر اقسام میں، چنانچہ ضمیر مرفوع منفصل، ضمیر منصوب اور ضمیر مجرور میں یہ تقسیم جاری نہ ہوگی۔

فائدہ: فعلِ ماضی کے واحد مذکّر غائب اور واحد مؤنث غائب کے دو صیغوں میں ضمیر مستتر ہوتی ہے جب کہ ان کے بعد کوئی اسمِ ظاہر مسند الیہ نہ ہو۔ چنانچہ **زَیْدٌ ضَرَبَ** اور **ھِنْدٌ ضَرَبَتْ** میں **ھُوَ** اور **ھِيَ** مستتر ہیں، اور **ضَرَبَ زَیْدٌ** اور **ضَرَبَتْ ھِنْدٌ** میں کوئی ضمیر مستتر نہیں۔

اور فعلِ مضارع، امر اور نہی کے واحد مذکر غائب، واحد مؤنث غائب، واحد مذکّر حاضر، واحد متکلم اور جمع متکلم ان پانچ صیغوں میں ضمیر مستتر ہوتی ہے۔ پہلے میں **ھُوَ**، دوسرے میں **ھِيَ**، تیسرے میں **أَنْتَ**، چوتھے میں **أَنَا** اور پانچویں میں **نَحْنُ**۔

اور ماضی، مضارع، امر اور نہی کے مذکورہ صیغوں کے علاوہ ہر صیغہ میں کوئی نہ کوئی ضمیر بارز ہوگی۔ چنانچہ ماضی کے بارہ صیغوں میں اور مضارع وغیرہ کے نو۔نو صیغوں میں ضمیر بارز ہوگی۔

سبق (۳۱)

فعل متعدی کی اقسام کا بیان

فعلِ متعدی کی چار قسمیں ہیں:

(۱) فعلِ متعدی بیک مفعول: یعنی وہ فعل جس کو ایک مفعولِ بہ کی ضرورت ہو۔ جیسے: **ضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرًا۔**

(۲) فعلِ متعدی بدو مفعول ایک پر اکتفاء جائز: یعنی وہ فعل جس کو دو مفعولِ بہ کی ضرورت ہو اور ان میں سے ایک مفعولِ بہ پر اکتفاء جائز ہو۔ جیسے: **أَعْطٰى** اور وہ افعال جو اس کے معنی میں ہوں۔ جیسے: **مَنَحَ:** (اس نے دیا) **كَسَا:** (اس نے پہنایا) **سَقٰى:** (اس نے پلایا)۔ جیسے: **أَعْطَيْتُ زَيْدًا دِرْهَمًا:** (میں نے زید کو درہم دیا) اور یہاں **أَعْطَيْتُ زَيْدًا** اور **أَعْطَيْتُ دِرْهَمًا** بھی جائز ہے۔

(۳) متعدی بدو مفعول ایک مفعول پر اکتفاء ناجائز: یعنی وہ فعل جسے دو مفعولِ بہ کی ضرورت ہو اور ان میں سے ایک پر اکتفاء جائز نہ ہو اور یہ افعالِ قلوب میں ہوگا۔

افعالِ قلوب وہ افعال ہیں جن کا تعلق دل سے ہو۔ یہ افعال مبتدا اور خبر پر داخل ہوتے ہیں اور دونوں کو مفعولِ بہ ہونے کی وجہ سے نصب دیتے ہیں۔ یہ سات ہیں: (۱) **عَلِمْتُ** (۲) **رَأَيْتُ** (۳) **وَجَدْتُ** برائے یقین۔ (۴) **خِلْتُ** (۵) **حَسِبْتُ** (۶) **ظَنَنْتُ** برائے ظن۔ (۷) **زَعَمْتُ** برائے ظن و یقین۔ جیسے: **عَلِمْتُ زَيْدًا فَاضِلًا:** (میں نے زید کو فاضل یقین کیا) اور **ظَنَنْتُ زَيْدًا عَالِمًا:** (میں نے زید کو عالم گمان کیا)

(۴) متعدی بسہ مفعول: یعنی وہ فعل جس کو تین مفعولِ بہ کی ضرورت ہو۔ اور وہ

سات ہیں: **أَعْلَمَ، أَرٰی، أَنْبَأَ، أَخْبَرَ، خَبَّرَ، نَبَّأَ، حَدَّثَ**۔ جیسے: **أَعْلَمَ اللّٰهُ زَيْدًا عَمْرًا فَاضِلًا:** (اللہ نے زید کو عمرو کا فاضل ہونا بتایا[۱])

سبق (۳۲)

افعالِ ناقصہ کا بیان

افعالِ ناقصہ: وہ افعال ہیں جو اپنی صفت کے علاوہ فاعل کو ایک مخصوص صفت کے ساتھ ثابت کرنے کے لیے وضع کیے گئے ہوں۔ مشہور افعالِ ناقصہ سترہ ہیں: **كَانَ، صَارَ، ظَلَّ، بَاتَ، أَصْبَحَ، أَضْحٰی، أَمْسٰی، عَادَ، اٰضَ، غَدَا، رَاحَ، مَازَالَ، مَا انْفَكَّ، مَا بَرِحَ، مَا فَتِيَ، مَادَامَ، لَيْسَ**۔

یہ افعال صرف فاعل سے تمام نہیں ہوتے؛ بلکہ ایک خبر کے بھی محتاج ہوتے ہیں، اسی سبب سے ان کو ناقصہ کہتے ہیں۔ یہ افعال جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں اور مسند الیہ یعنی مبتدا کو رفع دیتے ہیں، اور مسند یعنی خبر کو نصب دیتے ہیں۔ جیسے: **كَانَ زَيْدٌ قَائِمًا:** (زید کھڑا تھا) مرفوع یعنی "**زَيْدٌ**" کو **كَانَ** کا اسم کہیں گے، اور منصوب یعنی "**قَائِمًا**" کو **كَانَ** کی خبر کہیں گے۔ اور باقی افعال کو اس پر قیاس کریں۔

---

[۱] یہ تمام مفعولات مفعولِ بہ ہیں، لیکن بابِ **عَلِمْتُ** کے دوسرے مفعول کو، بابِ **أَعْلَمْتُ** کے تیسرے مفعول کو، مفعولِ لہٗ اور مفعولِ معہٗ کو فاعل کی جگہ نہیں رکھ سکتے، یعنی نائب فاعل نہیں بنا سکتے۔ اور ان چار کے علاوہ دوسرے مفاعیل کو فاعل کی جگہ رکھ سکتے ہیں۔ جیسے: **عُلِمَ زَيْدٌ فَاضِلًا:** (زید فاضل یقین کیا گیا) اور **أُعْلِمَ زَيْدٌ عَمْرًا فَاضِلًا:** (زید کو عمرو کا فاضل ہونا بتایا گیا) اور **أُعْلِمَ عَمْرٌو فَاضِلًا:** (عمرو کا فاضل ہونا بتایا گیا) اسی طرح مفعولِ مطلق اور مفعولِ فیہ کو بھی نائب فاعل بنا سکتے ہیں۔ جیسے: **فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ:** (جب صور میں ایک مرتبہ پھونکا جائے گا) اور جیسے: **صِيْمَ رَمَضَانُ:** (رمضان کا روزہ رکھا گیا) اور بابِ **أَعْطَيْتُ** میں دوسرے مفعول کے مقابلہ میں پہلا مفعول نائب فاعل بنانے کے زیادہ لائق ہے۔ چنانچہ **أُعْطِيَ زَيْدٌ دِرْهَمًا** بہتر ہے **أُعْطِيَ دِرْهَمٌ زَيْدًا** سے۔

ان میں سے بعض افعال بعض احوال میں صرف فاعل سے تمام ہو جاتے ہیں۔ جیسے: **كَانَ مَطَرٌ:** (بارش ہوئی) یہاں "**كَانَ**" **حَصَلَ** کے معنی میں ہے، اور اس کو **كَانَ** تامہ کہیں گے۔[1]

سبق (۳۳)

افعالِ مقاربہ کا بیان

افعالِ مقاربہ: وہ افعال ہیں جو خبر کو فاعل سے قریب کرنے کے لیے وضع کیے گئے ہوں۔ مشہور افعالِ مقاربہ چار ہیں: **عَسٰى، كَادَ، كَرَبَ، أَوْشَكَ۔**

یہ افعال جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں اور **كَانَ** کی طرح اپنے اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں۔ مگر یہ کہ ان کی خبر ہمیشہ فعل مضارع ہوگی کبھی **أَنْ** مصدریہ کے ساتھ، جیسے: **عَسٰى زَيْدٌ أَنْ يَخْرُجَ:** (امید ہے کہ زید نکلے) اور کبھی بغیر **أَنْ** کے، جیسے: **عَسٰى زَيْدٌ يَخْرُجُ**۔[2]

کبھی فعلِ مضارع **أَنْ** کے ساتھ **عَسٰى** کا فاعل ہوتا ہے اور خبر کی ضرورت

---

[1] کبھی **كَانَ** زائدہ بھی ہوتا ہے۔ **كَانَ** زائدہ وہ **كَانَ** ہے کہ اگر اس کو لفظ سے حذف کر دیں تو معنی میں کوئی خلل واقع نہ ہو۔ جیسے: **مَا كَانَ أَصَحَّ عِلْمَ مَنْ تَقَدَّمَ:** (اگلے لوگوں کا علم کس قدر صحیح تھا) یہاں "**مَا**" تعجبیہ اور فعل کے درمیان **كَانَ** زائد ہے۔ بمعنی: **مَا أَصَحَّ عِلْمَ مَنْ تَقَدَّمَ۔**

[2] **فائدہ:** افعالِ مقاربہ تین معنی کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ (۱) امید کے لیے۔ یعنی یہ بتانے کے لیے کہ فاعل کے لیے خبر ثابت ہونے کی امید ہے۔ اس معنی کے لیے **عَسٰى، حَرٰى** اور **اِخْلَوْلَقَ** ہیں، اِن کو افعالِ رجاء بھی کہتے ہیں۔ جیسے: **عَسٰى زَيْدٌ أَنْ يَخْرُجَ:** (امید ہے کہ زید نکلے) (۲) قرب بتانے کے لیے، یعنی یہ بتانے کے لیے کہ خبر کا ثبوت اسم کے لیے قریب ہے۔ اس معنی کے لیے **كَادَ، كَرَبَ** اور **أَوْشَكَ** ہیں۔ جیسے: **كَادَ الْقِطَارُ يَتَأَخَّرُ:** (قریب ہے کہ گاڑی مؤخر ہو جائے) (۳) شروع فی الفعل کے لیے، یعنی یہ بتانے کے لیے کہ فاعل نے فعل شروع کر دیا۔ اس معنی کے لیے **جَعَلَ، بَدَأَ** اور **أَخَذَ** وغیرہ ہیں، ان کو افعالِ شروع بھی کہتے ہیں۔ جیسے: **جَعَلَ زَيْدٌ يَخْرُجُ،** (زید نکلنے لگا) **أَخَذَ زَيْدٌ يَخْرُجُ:** (زید نے نکلنا شروع کر دیا)۔

نہیں رہتی۔ جیسے: **عَسٰی أَنْ یَخْرُجَ زَیْدٌ،** اس کو **عَسٰی** تامّہ کہیں گے۔ اس مثال میں **أَنْ یَخْرُجَ زَیْدٌ** مصدر کے معنی میں ہے اور **عَسٰی** کا فاعل ہونے کی وجہ سے محلًا مرفوع ہے۔

سبق (۳۴)

افعالِ مدح وذم کا بیان

افعالِ مدح وذم: وہ افعال ہیں جو تعریف یا برائی ثابت کرنے کے لیے وضع کیے گئے ہوں۔ یہ چار ہیں: (۱) **نِعْمَ**۔ (۲) **حَبَّذَا**۔ یہ دونوں تعریف کے لیے۔ (۳) **بِئْسَ**۔ (۴) **سَاءَ**۔ یہ دونوں بُرائی کے لیے۔

ان افعال کے فاعل کے بعد جو اسم آتا ہے اس کو مخصوص بالمدح یا مخصوص بالذم کہتے ہیں۔ جیسے: **نِعْمَ الرَّجُلُ زَیْدٌ** (زید اچھّا آدمی ہے۔) اس مثال میں "**الرَّجُلُ**" فاعل، اور "**زَیْدٌ**" مخصوص بالمدح مبتدا موَخر ہے۔

نِعْمَ، بِئْسَ اور **سَاءَ** کے فاعل کے لیے تین شرطوں میں سے ایک شرط ضروری ہے۔

(۱) فاعل معرف باللام ہو۔ جیسے: **نِعْمَ الرَّجُلُ زَیْدٌ:** (زید اچھّا آدمی ہے) **بِئْسَ الرَّجُلُ زَیْدٌ** اور **سَاءَ الرَّجُلُ زَیْدٌ:** (زید برا آدمی ہے)

(۲) یا فاعل معرف باللام کی طرف مضاف ہو۔ جیسے: **نِعْمَ صَاحِبُ الْقَوْمِ زَیْدٌ:** (زید قوم کا اچھّا ساتھی ہے) **بِئْسَ صَاحِبُ الْقَوْمِ زَیْدٌ، سَاءَ صَاحِبُ الْقَوْمِ زَیْدٌ:** (زید قوم کا بُرا ساتھی ہے)

(۳) یا فاعل ایسی ضمیرِ مستتر ہو جس کی تمیز نکرۂ منصوبہ لائی گئی ہو۔ جیسے: **نِعْمَ**

رَجُلًا زَیْدٌ: (زید مرد ہونے کے اعتبار سے اچھّا ہے) اس مثال میں **نِعْمَ** کا فاعل **ھُوَ** کی ضمیر ہے جو **نِعْمَ** میں مستتر ہے اور **رَجُلًا** تمیز ہونے کی وجہ سے منصوب ہے، اس لیے کہ **ھُوَ** میں پوشیدگی ہے۔ اور **بِئْسَ رَجُلًا زَیْدٌ** اور **سَاءَ رَجُلًا زَیْدٌ:** (زید مرد ہونے کے اعتبار سے برا ہے)

اور رہا **حَبَّذَا** تو اس میں **حَبَّ** فعلِ مدح ہے اور اس کا فاعل ہمیشہ **"ذَا"** ہوگا۔ جیسے: **حَبَّذَا زَیْدٌ:** (زید اچھّا مرد ہے) اس میں **حَبَّ** فعلِ مدح، **ذَا** اس کا فاعل اور **زَیْدٌ** مخصوص بالمدح ہے۔[۱]

سبق (۳۵)

افعالِ تعجب کا بیان

افعالِ تعجب: وہ افعال ہیں جو تعجب ثابت کرنے کے لیے وضع کیے گئے ہوں، ہر مصدرِ ثلاثی مجرّد سے (جو کہ رنگ اور عیبِ ظاہری کے معنیٰ میں نہ ہو اُس سے) افعالِ تعجب کے دو صیغے آتے ہیں۔

(۱) مَا أَفْعَلَہٗ: جیسے: **مَا أَحْسَنَ زَیْدًا:** (زید کس قدر حسین ہے) اس

---

[۱] فائدہ: **حَبَّذَا** کے مخصوص بالمدح سے پہلے یا اس کے بعد ایسی تمیز یا حال واقع ہوتے ہیں جو واحد، تثنیہ، جمع، مذکر اور مؤنث ہونے میں مخصوص بالمدح کے مطابق ہوتے ہیں۔ جیسے: (۱) **حَبَّذَا رَجُلًا زَیْدٌ۔** (زید مرد ہونے کے اعتبار سے کتنا اچھّا ہے) (۲) **حَبَّذَا رَاکِبًا زَیْدٌ۔** (زید سوار ہونے کی حالت میں کتنا اچھّا ہے) (۳) **حَبَّذَا زَیْدٌ رَجُلًا۔** (۴) **حَبَّذَا زَیْدٌ رَاکِبًا۔** (۵) **حَبَّذَا رَجُلَیْنِ الزَّیْدَان۔** (۶) **حَبَّذَا رَاکِبَیْنِ الزَّیْدَانِ۔** (۷) **حَبَّذَا الزَّیْدَانِ رَجُلَیْنِ۔** (۸) **حَبَّذَا الزَّیْدَانِ رَاکِبَیْنِ۔** (۹) **حَبَّذَا رِجَالًا الزَّیْدُوْنَ۔** (۱۰) **حَبَّذَا رَاکِبِیْنَ الزَّیْدُوْنَ۔** (۱۱) **حَبَّذَا الزَّیْدُوْنَ رِجَالًا۔** (۱۲) **حَبَّذَا الزَّیْدُوْنَ رَاکِبِیْنَ۔** اور اسی طرح مؤنث کی بارہ مثالیں۔

کی تقدیر أَيُّ شَيْءٍ أَحْسَنَ زَيْدًا ہے۔ (کس چیز نے زید کو حسین بنا دیا)

اس میں "مَا" بمعنی أَيُّ شَيْءٍ مبتدا ہونے کی وجہ سے محلًا مرفوع ہے، اور "أَحْسَنَ زَيْدًا" پورا جملہ مبتدا کی خبر ہونے کی وجہ سے محلًا مرفوع ہے، اور أَحْسَنَ کا فاعل هُوَ کی ضمیر ہے جو أَحْسَنَ میں مستتر ہے اور مَا کی طرف لوٹ رہی ہے، اور "زَيْدًا" مفعولِ بہ ہے۔

(۲) أَفْعِل بِهٖ: جیسے: أَحْسِنْ بِزَيْدٍ: (زید کس قدر حسین ہے) اس کی تقدیر أَحْسَنَ زَيْدٌ یعنی صَارَ زَيْدٌ ذَا حُسْنٍ ہے۔ (زید حسن والا ہوا)

اس میں "أَحْسِنْ" صیغۂ امر بمعنی خبر فعل ماضی ہے، اور "ب" زائدہ ہے، "زَيْدٌ" أَحْسِنْ بمعنی أَحْسَنَ کا فاعل ہے جو لفظًا مجرور، معنًی مرفوع ہے۔

مشق (۷)

متعلّق بہ سبق (۳۰) تا سبق (۳۵)

سوال: درجِ ذیل آیات کا ترجمہ وترکیب کرتے ہوئے فعل کی اقسام، فعل متعدی کی اقسام اور فعل کے معمولات کی شناخت کریں:

(۱) تَحْسَبُهُمْ أَيْقَاظًا (۲) وَيَلْبَسُوْنَ ثِيَابًا خُضْرًا

(۳) اٰتَتْ أُكُلَهَا (۴) نِعْمَ الثَّوَابُ (۵) اٰتِنَا غَدَآءَنَا

(۶) أَسْمِعْ بِهِمْ (۷) مَآ أَكْفَرَهٗ (۸) طَفِقَا يَخْصِفَانِ

(۹) وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا (۱۰) يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ (۱۱) بِئْسَ الشَّرَابُ

(۱۲) لَنْ نَّبْرَحَ عَلَيْهِ عٰكِفِيْنَ (۱۳) سَتَجِدُنِيْٓ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا

(۱۴) لَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا (۱۵) يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ أَبْصَارَهُمْ

(۱۶) قَدْ عَلِمَ كُلُّ أُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ (۱۷) فَجَعَلْنٰهَا نَكَالًا

(۱۸) قَدِ اقْتَرَبَ أَجَلُهُمْ (۱۹) اٰتِهِمَا صَالِحًا (۲۰) يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ
(۲۱) بِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ

سبق (۳۶)

اسماءِ عاملہ کا بیان

اسماءِ عاملہ کی گیارہ اقسام ہیں:

(۱) اسماءِ شرطیہ بمعنیٰ إِنْ (۲) اسماءِ افعال بہ معنیٰ ماضی (۳) اسماءِ افعال بہ معنیٰ امر حاضر (۴) اسم فاعل (۵) اسم مفعول (۶) صفت مشبہہ (۷) اسم تفضیل (۸) مصدر (۹) اسم مضاف (۱۰) اسم تام (۱۱) اسم کنایہ۔

سبق (۳۷)

اسماءِ شرطیہ بہ معنیٰ إِنْ کا بیان

اسماءِ شرطیہ بمعنیٰ إِنْ نو ہیں: (۱) مَنْ (۲) مَا (۳) أَيْنَ (۴) مَتٰى (۵) أَيٌّ (۶) أَنّٰى (۷) إِذْمَا (۸) حَيْثُمَا (۹) مَهْمَا۔

یہ اسماء دو فعلِ مضارع کو جزم دیتے ہیں۔ جیسے: **مَنْ تَضْرِبْ أَضْرِبْ۔** (جسے تو مارے گا اُسے میں ماروں گا)

(۱) **مَنْ:** یہ اکثر ذوی العقول کے لیے آتا ہے۔ جیسے: **مَنْ تَضْرِبْ أَضْرِبْ:** (جسے تو مارے گا اُسے میں ماروں گا)

(۲) **مَا:** یہ اکثر غیر ذوی العقول کے لیے آتا ہے۔ جیسے: **مَا تَفْعَلْ أَفْعَلْ۔** (جو کچھ تو کرے گا وہ میں کروں گا)

(۳) **أَيْنَ:** یہ مکان پر دلالت کرتا ہے۔ جیسے: **أَيْنَ تَجْلِسْ أَجْلِسْ:** (جہاں تو بیٹھے گا وہاں میں بیٹھوں گا)

(۴) **مَتٰى:** یہ زمانہ پر دلالت کرتا ہے۔ جیسے: **مَتٰى تَقُمْ أَقُمْ:** (جب تو کھڑا ہوگا تب میں کھڑا ہوں گا)

(۵) **أَيٌّ:** یہ اپنے مضاف الیہ کے اعتبار سے ذوی العقول، غیر ذوی العقول، مکان اور زمان پر دلالت کرتا ہے۔ **أَيَّ رَجُلٍ تَضْرِبْ أَضْرِبْ، أَيَّ شَيْءٍ تَاكُلْ اٰكُلْ، أَيَّ مَكَانٍ تَجْلِسْ أَجْلِسْ، أَيَّ وَقْتٍ تَقُمْ أَقُمْ۔**

(۶) **أَنّٰى:** یہ مکان پر دلالت کرتا ہے۔ جیسے: **أَنّٰى تَكْتُبْ أَكْتُبْ:** (جہاں تو لکھے گا وہاں میں لکھوں گا)

(۷) **إِذْمَا:** یہ وقت پر دلالت کرتا ہے۔ جیسے: **إِذْمَا تُسَافِرْ أُسَافِرْ:** (جب تو سفر کرے گا تب میں سفر کروں گا[۱])

(۸) **حَيْثُمَا:** یہ جگہ پر دلالت کرتا ہے۔ جیسے: **حَيْثُمَا تَجْلِسْ أَجْلِسْ:** (جہاں تو بیٹھے گا وہاں میں بیٹھوں گا)

(۹) **مَهْمَا:** یہ غیر ذوی العقول کے لیے آتا ہے۔ جیسے: **مَهْمَا تَفْعَلْ أَفْعَلْ:** (تو جو کچھ کرے گا وہ میں کروں گا) اور کبھی زمانہ پر دلالت کرتا ہے۔ جیسے: **مَهْمَا**

---

[۱] فائدہ: "**إِذْمَا**" راجح قول پر حرف ہے، بمعنی (**إِنْ**) جیسے: **إِذْمَا تُسَافِرْ أُسَافِرْ:** (اگر تو سفر کرے گا تو میں کروں گا) اور "**إِذْمَا**" مرجوح قول کے مطابق ظرف ہے، بمعنی (**مَتٰى**) جیسے: **إِذْمَا تُسَافِرْ أُسَافِرْ:** (جب تو سفر کرے گا تو میں کروں گا) اس قول کے مطابق ہمارے مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے "**إِذْمَا**" کو اسماءِ شرطیہ میں ذکر فرمایا ہے۔

تَقْعُدْ أَقْعُدْ: (جب تو بیٹھے گا تب میں بیٹھوں گا[1])

سبق (۳۸)

اسماءِ افعال بہ معنیٰ ماضی وامر حاضر کا بیان

اسماءِ افعال بمعنی ماضی: وہ اسماء ہیں جو ماضی کے معنی میں ہوں۔ جیسے:
هَيْهَاتَ: (وہ بہت دور ہوا) **شَتَّانَ:** (وہ بہت جدا ہوا) **سَرْعَانَ:** (اس نے بہت جلدی کی)

یہ اسماء اسم کو فاعل ہونے کی بنا پر رفع دیتے ہیں۔ جیسے: **هَيْهَاتَ يَوْمُ الْعِيدِ، أَيْ: بَعُدَ:** (عید کا دن بہت دور ہوا)

اسماءِ افعال بمعنی امر حاضر: وہ اسماء ہیں جو امر حاضر کے معنی میں ہوں۔ جیسے:
رُوَيْدَ: (تو مہلت دے) **بَلْهَ:** (تو چھوڑ دے) **حَيَّهَلَ:** (تو آ) **عَلَيْكَ:** (تو لازم پکڑ) **دُوْنَكَ:** (پکڑ) **هَا:** (پکڑ)

یہ اسماء اسم کو مفعولِ بہ ہونے کی بنا پر نصب دیتے ہیں۔ جیسے: **رُوَيْدَ زَيْدًا، أَيْ: أَمْهِلْهُ:** (تو زید کو مہلت دے)

---

[1] فائدہ: ان میں سے **مَنْ، مَا، مَتٰى، أَيْنَ، أَيُّ، أَنّٰى،** اور **مَهْمَا** استفہام کے لیے بھی آتے ہیں، اس وقت یہ صرف ایک جملہ پر داخل ہوں گے اور عمل نہیں کریں گے۔ جیسے: **مَنْ يَقْرَأُ؟** کون پڑھتا ہے؟ **مَا تَأْكُلُ؟** تو کیا کھاتا ہے؟ **أَيْنَ تَمْشِيْ؟** تو کہاں چلتا ہے؟ **مَتٰى تُسَافِرُ؟** تو کب سفر کرے گا؟ **أَيَّ شَيْءٍ تُرِيْدُ؟** تو کیا چیز چاہتا ہے؟ **أَنّٰى لَكِ هٰذَا؟** یہ تیرے لیے کہاں سے ہے؟ **مَهْمَا لِيْ؟** مجھے کیا ہو گیا؟

سبق (۳۹)

اسم فاعل کا بیان

اسمِ فاعل: وہ اسم ہے جو مصدر سے نکلا ہو اور ایسی ذات پر دلالت کرے جس کے ساتھ معنیٔ مصدری بطورِ حدوث (تینوں زمانوں میں سے ایک زمانہ میں) قائم ہوں۔ جیسے: **ضَارِبٌ**۔ مارنے والا۔

اسمِ فاعل دو شرطوں کے ساتھ فعلِ معروف کا عمل کرتا ہے۔ یعنی لازم ہونے کی صورت میں فاعل کو رفع اور چھ اسم مفعولِ مطلق، مفعولِ فیہ، مفعولِ لہٗ، مفعولِ معہٗ، حال اور تمیز کو نصب دیتا ہے، اور متعدی ہونے کی صورت میں فاعل کو رفع اور سات اسموں کو نصب دیتا ہے۔

شرط(۱): اسمِ فاعل حال یا استقبال کے معنی میں ہو، ماضی کے معنیٰ میں نہ ہو۔

شرط(۲): اسمِ فاعل نے چھ لفظوں میں سے کسی ایک لفظ پر اعتماد کیا ہو، یعنی اسمِ فاعل کا اس سے تعلق ہو۔

یا تو وہ لفظ مبتدا ہو۔ جیسے لازم میں اس کی مثال: **زَيْدٌ قَائِمٌ أَبُوْهُ:** (زید کہ اس کے والد کھڑے ہیں) اور متعدی میں اس کی مثال: **زَيْدٌ ضَارِبٌ أَبُوْهُ عَمْرًا:** (زید کہ اس کے والد عمرو کو مار رہے ہیں)

یا وہ لفظ موصوف ہو، جیسے: **مَرَرْتُ بِرَجُلٍ ضَارِبٍ أَبُوْهُ بَكْرًا:** (میں اس شخص کے پاس سے گذرا جس کے والد بکر کو مار رہے ہیں)

یا وہ لفظ اسمِ موصول ہو۔ جیسے: **جَاءَنِيْ الْقَائِمُ أَبُوْهُ:** (میرے پاس وہ شخص آیا جس کے والد کھڑے ہیں)

یا وہ لفظ ذوالحال ہو، جیسے: جَآءَنِيْ زَيْدٌ رَاكِبًا غُلَامُهٗ فَرَسًا: (میرے پاس زید آیا اس حال میں کہ اس کا غلام گھوڑے پر سوار ہو رہا ہے)

یا وہ لفظ حرفِ استفہام ہو۔ جیسے: أَضَارِبٌ زَيْدٌ عَمْرًا؟ (کیا زید عمرو کو مار رہا ہے؟)

یا وہ لفظ حرفِ نفی ہو۔ جیسے: مَا ضَارِبٌ زَيْدٌ عَمْرًا. (زید عمرو کو مارنے والا نہیں ہے[1])

سبق (۴۰)

اسم مفعول کا بیان

اسمِ مفعول: وہ اسم ہے جو مصدر سے نکلا ہو اور اس ذات پر دلالت کرے جس پر فعل واقع ہوا ہو۔ جیسے: **مَضْرُوْبٌ:** (مارا ہوا) **مُعْطًى:** (دیا ہوا) **مَعْلُوْمٌ:** (جانا ہوا) **مُخْبَرٌ:** (خبر دیا ہوا)

اسمِ مفعول فعلِ مجہول کا عمل کرتا ہے یعنی نائب فاعل کو رفع اور بقیہ چھ اسموں کو نصب دیتا ہے۔

---

[1] جو عمل کہ قَامَ اور ضَرَبَ کرتے تھے وہی عمل قَائِمٌ اور ضَارِبٌ کرتے ہیں۔ جیسے: زَيْدٌ قَائِمٌ أَخُوْهُ غَدًا قِيَامَ الْجُنْدِيِّ نَشِيْطًا وَصَدِيْقَهٗ إِكْرَامًا لِزَيْدٍ: (زید کہ اس کا بھائی آئندہ کل سپاہی کی طرح چست ہونے کی حالت میں اپنے دوست کے ساتھ زید کے اکرام کے لیے کھڑا ہوگا) اور جیسے: زَيْدٌ ضَارِبٌ أَخُوْهُ عَمْرًا غَدًا ضَرْبًا شَدِيْدًا مَشْدُوْدًا تَأْدِيْبًا وَالْخَشَبَةَ: (زید کہ اس کا بھائی عمرو کو آئندہ کل باندھ کر ادب سکھانے کے لیے لکڑی سے بہت مارے گا)

فائدہ: یہ دونوں شرطیں فاعلِ ظاہر اور مفعولِ بہ منصوب میں اسمِ فاعل کے عمل کے لیے ہیں؛ ورنہ فاعلِ مضمر خواہ بارز ہو یا مستتر اور دیگر معمولات میں عمل کرنے کے لیے کوئی شرط نہیں ہے۔

(النحو الوافي/ المسألة: ۱۰۲، ۳/۲٤۷)

اسمِ مفعول کے عمل کے لیے بھی دو شرطیں ہیں:

شرط(۱)......: اسمِ مفعول حال یا استقبال کے معنی میں ہو۔

شرط(۲)......: اس نے مذکورہ چھ لفظوں میں سے کسی ایک پر اعتماد کیا ہو، یعنی اسمِ مفعول کا اس لفظ سے تعلق ہو۔

مبتدا کی چار مثالیں:

(۱)**زَيْدٌ مَضْرُوْبٌ أَبُوْهُ:** (زید کہ اس کے والد مارے جائیں گے)

(۲)**عَمْرٌو مُعْطًى غُلَامُهُ دِرْهَمًا:** (عمرو کہ اس کے غلام کو ایک درہم دیا جائے گا)۔

(۳)**بَكْرٌ مَعْلُوْمٌ نِ ابْنُهُ فَاضِلًا:** (بکر کہ اس کے بیٹے کو فاضل یقین کیا جائے گا)

(۴)**خَالِدٌ مُخْبَرُنِ ابْنُهُ عَمْرًا فَاضِلًا:** (خالد کہ اس کے بیٹے کو عمرو کے فاضل ہونے کی خبر دی جائے گی[۱])

جو عمل کہ **ضُرِبَ، أُعْطِيَ، عُلِمَ** اور **أُخْبِرَ** کرتے تھے وہی عمل **مَضْرُوْبٌ، مُعْطًى، مَعْلُوْمٌ** اور **مُخْبَرٌ** کرتے ہیں۔

مشق(۸)

متعلّق بہ سبق (۳۶) تا سبق (۴۰)

سوال:(۱) اسماءِ شرطیہ بہ معنی "إِنْ"، اسماءِ افعال بمعنی فعل ماضی، اسماءِ افعال بمعنی امر حاضر، اسم فاعل اور اسم مفعول کی تعریفات مع تین تین امثلہ تحریر فرمائیں۔

---

[۱] اسی طرز پر موصوف، اسم موصول، ذو الحال، حرفِ استفہام اور حرفِ نفی پر اعتماد کی مثالیں بنائی جاسکتی ہیں۔

سوال: (۲) درج ذیل آیات کا ترجمہ و ترکیب کرتے ہوئے اسماءِ شرطیہ، اسماءِ افعال اور اسم فاعل و اسم مفعول کو پہچانیں، نیز بتائیں کہ انہوں نے کیا عمل کیا ہے؟

(۱) اَیْنَ مَا تَکُوْنُوْا یُدْرِکْکُّمُ الْمَوْتُ (۲) عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ

(۳) اِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَآءُ ۙ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا (۴) هَیْهَاتَ هَیْهَاتَ لِمَا تُوْعَدُوْنَ

(۵) وَمَا نُنَزِّلُهٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ (۶) هَلُمَّ شُهَدَآءَ کُمْ

(۷) وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَآبِّ وَالْاَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ (۸) هَآؤُمُ

(۹) مَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ یَّعْلَمْهُ اللّٰهُ (۱۰) اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ مُتَبَّرٌ مَّا هُمْ فِیْهِ

(۱۱) اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِیْنٍ (۱۲) مَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِیْلًا

(۱۳) اِنِّیْ ظَنَنْتُ اَنِّیْ مُلٰقٍ حِسَابِیَهْ (۱۴) کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ

(۱۵) هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَآئِغٌ شَرَابُهٗ (۱۶) ذٰلِكَ یَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ ۙ لَّهُ النَّاسُ

(۱۷) وَاِنَّا لَمُوَفُّوْهُمْ نَصِیْبَهُمْ غَیْرَ مَنْقُوْصٍ

سبق (۴۱)

صفتِ مشبہ کا بیان

صفتِ مشبہ: وہ اسم ہے جو فعلِ لازم سے مشتق ہو اور ایسی ذات کے لیے موضوع ہو جس کے ساتھ معنیٔ مصدری بطورِ ثبوت (تینوں زمانوں سے قطع نظر کرتے ہوئے) قائم ہوں۔ جیسے: حَسَنٌ: (اچھا، خوبصورت)

صفتِ مشبہ اپنے فعل کا عمل کرتی ہے بشرطیکہ مذکورہ چھ الفاظ میں سے پانچ پر اعتماد کرے۔

اعتماد بر مبتدا کی مثال جیسے: زَیْدٌ حَسَنٌ غُلَامُهٗ: (زید کہ اس کا غلام حسین ہے)

اعتماد بر موصوف کی مثال: **جَاءَنِي رَجُلٌ حَسَنٌ غُلَامُهٗ۔**

اعتماد بر ذوالحال کی مثال: **جآءَنِيْ زَيْدٌ حَسَنًا غُلَامُهٗ۔**

اعتماد بر ہمزۂ استفہام کی مثال: **أَحَسَنٌ زَيْدٌ؟** (کیا زید حسین ہے)

اعتماد بر حرفِ نفی کی مثال: **مَا حَسَنٌ زَيْدٌ:** (زید حسین نہیں ہے)

جو عمل کہ **حَسُنَ** فعلِ لازم کرتا تھا یعنی ایک اسم کو رفع اور چھ اسماء کو نصب، وہی عمل **حَسَنٌ** کرتا ہے[1])

سبق (۴۲)

اسم تفضیل کا بیان

اسمِ تفضیل: وہ اسم ہے جو مصدر سے نکلے اور ایسی ذات پر دلالت کرے جس میں معنیٔ مصدری دوسرے کے مقابلہ میں زیادتی کے ساتھ پائے جائیں۔ جیسے: **أَضْرَبُ:** (زیادہ مارنے والا دوسرے کے مقابلہ میں) **أَكْبَرُ:** (زیادہ بڑا دوسرے کے مقابلہ میں)

اسمِ تفضیل کا استعمال تین طرح ہوتا ہے۔ (۱) **مِنْ** کے ساتھ۔ جیسے: **زَيْدٌ أَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو:** (زید عمرو سے بہتر ہے) (۲) الف لام کے ساتھ۔ جیسے: **جآءَنِيْ**

---

[1] فائدہ: صفتِ مشبہہ اپنے فعل کی بہ نسبت ایک عمل زائد کرتی ہے اور وہ ہے مشابہ بالمفعول بہ کو نصب دینا۔ جیسے: **زَيْدٌ حَسَنٌ وَجْهَهٗ۔**

صفتِ مشبہہ چونکہ دوام پر دلالت کرتی ہے اِس لیے اُس کے عمل کے لیے حال یا استقبال کے معنی میں ہونا شرط نہیں ہے۔ نیز چونکہ صفتِ مشبہہ کے شروع میں الف لام بمعنی **الَّذِيْ** نہیں ہوتا اس لیے اس میں اعتماد بر موصول کی مثال بھی نہیں بن سکتی۔

زَيْدٌ الأَفْضَلُ۔ (میرے پاس بہتر زید آیا) (۳) اضافت کے ساتھ۔ جیسے: **زَيْدٌ أَفْضَلُ الْقَوْمِ**: (زید قوم میں سب سے بہتر ہے۔[۱])

سبق (۴۳)

مصدر کا بیان

مصدر: وہ اسم ہے جو معنیٰ حدثی (معنیٰ قائم بالغیر) پر دلالت کرے اور اس سے افعال وغیرہ نکلیں۔ جیسے: **ضَرْبٌ**: (مارنا) **نَصْرٌ**: (مدد کرنا)

مصدر اپنے فعل کا عمل کرتا ہے بشرطیکہ وہ مفعولِ مطلق نہ ہو۔ جیسے: **أَعْجَبَنِيْ ضَرْبُ زَيْدٌ عَمْرًا**: (زید کے عمرو کو مارنے نے مجھے تعجب میں ڈالا)

فائدہ: مصدر اکثر اپنے فاعل یا مفعول کی طرف مضاف ہوتا ہے۔ جیسے مذکورہ مثال میں: **أَعْجَبَنِيْ ضَرْبُ زَيْدٍ عَمْرًا** بھی کہہ سکتے ہیں۔ اور جیسے: **إِقَامَةُ الصَّلٰوةِ فَرْضٌ**: (نماز قائم کرنا فرض ہے)۔

---

[۱] اسمِ تفضیل اپنے فاعل میں عمل کرتا ہے اور وہ اکثر **هُوَ** کی ضمیر ہوتی ہے جو اسمِ تفضیل میں مستتر ہوتی ہے۔ اسی طرح اسمِ تفضیل مفعولِ فیہ، حال، تمیز اور جار مجرور میں بھی عمل کرتا ہے۔ جیسے: **زَيْدٌ أَفْضَلُ الْقَوْمِ الْيَوْمَ**: (زید آج قوم میں سب سے بہتر ہے) اور جیسے: **زَيْدٌ أَحْسَنُ رَاكِبًا مِنْ عَمْرٍو**: (زید سوار ہونے کی حالت میں عمرو سے زیادہ حسین ہے) اور جیسے: **زَيْدٌ أَطْيَبُ نَفْسًا مِنْ عَمْرٍو**: (زید نفس کے اعتبار سے عمرو سے زیادہ پاک ہے) اور جیسے: **زَيْدٌ أَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو**: (زید عمرو سے بہتر ہے)
اسمِ تفضیل مفعولِ مطلق، مفعولِ بہٖ، مفعولِ لہٗ اور مفعولِ معہٗ میں عمل نہیں کرتا۔

سبق (۴۴)

مضاف کا بیان

اسمِ مضاف : وہ اسم ہے جس کی اضافت دوسرے اسم کی طرف کی گئی ہو۔
جیسے: **جَآءَ غُلَامُ زَيْدٍ** میں "**غُلَامُ**"۔

اسمِ مضاف اپنے مضاف الیہ کو جر دیتا ہے۔ جیسے: **جَآءَنِيْ غُلَامُ زَيْدٍ**۔

یہاں در حقیقت لام مقدّر ہے، اس لیے کہ **غُلَامُ زَيْدٍ** کی تقدیر: **غُلَامٌ لِزَيْدٍ** ہے۔ اس کو اضافتِ لامیہ کہتے ہیں۔ کبھی حرفِ جر "**مِن**" مقدّر ہوتا ہے، جب کہ مضاف الیہ مضاف کے لیے جنس ہو۔ جیسے: **خَاتَمُ فِضَّةٍ** اس کی تقدیر: **خَاتَمٌ مِنْ فِضَّةٍ** ہے۔ اس کو اضافتِ بیانیہ کہتے ہیں۔ اور کبھی حرفِ جر **فِيْ** مقدّر ہوتا ہے۔ جب کہ مضاف الیہ مضاف کے لیے ظرف ہو۔ جیسے: **صَوْمُ النَّهَارِ** اس کی تقدیر: **صَوْمٌ فِيْ النَّهَارِ** ہے۔ اس کو اضافتِ ظرفیہ کہتے ہیں۔

سبق (۴۵)

اسم تام کا بیان

اسمِ تام: وہ اسم ہے جو ایسی حالت میں ہو کہ اس حالت میں باقی رکھتے ہوئے دوسرے اسم کی طرف اس کی اضافت جائز نہ ہو۔ یہ تمیز کو نصب دیتا ہے۔

اسم کی تمامی چھ چیزوں سے ہوتی ہے:

(۱) تنوینِ لفظی سے، جیسے: **عِنْدِيْ رِطْلٌ زَيْتًا** (میرے پاس ایک رطل تیل ہے)

(۲) تنوینِ مقدّر سے، جیسے: **عِنْدِيْ أَحَدَ عَشَرَ رَجُلًا** (میرے پاس گیارہ مرد ہیں) اور جیسے: **زَيْدٌ أَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا** (زید تجھ سے مال کے اعتبار سے زیادہ ہے)

(۳) نونِ تثنیہ سے، جیسے: **عِنْدِيْ قَفِيْزَانِ بُرًّا** (میرے پاس دو قفیز گیہوں ہیں)

(۴) نونِ جمع سے، جیسے: **هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِيْنَ أَعْمَالًا** (کیا ہم تم کو بتائیں ان لوگوں کے بارے میں جو اعمال کے اعتبار سے نقصان والے ہیں[1]

(۵) مشابہ نونِ جمع سے، جیسے: **عِنْدِيْ عِشْرُوْنَ دِرْهَمًا** (میرے پاس بیس درہم ہیں[2])

(٦) اضافت سے، جیسے: **عِنْدِيْ مِلْؤُهٗ عَسَلًا**: (میرے پاس وہ بھر کر شہد ہے) اور جیسے: **مَا فِيْ السَّمَاءِ قَدْرُ رَاحَةٍ سَحَابًا**: (آسمان میں ہتھیلی کے بقدر بادل نہیں ہے)

سبق (۴٦)

اسم کنایہ کا بیان

اسمِ کنایہ: وہ اسم ہے جو مبہم عدد پر دلالت کرنے کے لیے وضع کیا گیا ہو۔

اسماءِ کنایہ دو ہیں: **كَمْ** اور **كَذَا**۔ جیسے: **كَمْ دِرْهَمٍ عِنْدِيْ** (میرے پاس

---

[1] "**الْأَخْسَرِيْنَ**" اگرچہ نونِ جمع کے ذریعہ تام ہوا ہے، لیکن اس کا "**أَعْمَالًا**" تمیز کو نصب دینا شبہ فعل (اسم تفضیل) ہونے کی وجہ سے ہے، نہ کہ اسم تام ہونے کی وجہ سے، لہٰذا مصنف رحمۃ اللہ علیہ کا اس مثال کو یہاں ذکر کرنا تسامح سے خالی نہیں۔ (تفصیل کے لیے دیکھیں: نحو میر مع تمرین از مولانا محمد علی بجنوری صفحہ: ۱۷)

[2] **فائدہ:** تنوین مبنی اور غیر منصرف پر مقدّر ہوتی ہے، اور مشابہ نونِ جمع دہائیوں کے آخر میں ہوتا ہے۔

کتنے درہم ہیں، یعنی بہت ہیں) **كَذَا دِرْهَمًا عِنْدِيْ:** (میرے پاس اتنے درہم ہیں)

كَمْ کی دو قسمیں ہیں: **كَمْ** استفہامیہ اور **كَمْ** خبریہ۔

كَمْ استفہامیہ: وہ **كَمْ** ہے جو عدد کے بارے میں سوال کے لیے آئے۔

كَمْ استفہامیہ اپنی تمیز کو نصب دیتا ہے، اور وہ ہمیشہ مفرد ہوتی ہے۔ جیسے: **كَمْ دِرْهَمًا عِنْدَكَ؟** (تمہارے پاس کتنے درہم ہیں؟) اور اسی طرح **كَذَا** بھی۔ جیسے: **عِنْدِيْ كَذَا دِرْهَمًا۔** (میرے پاس اتنے درہم ہیں)

كَمْ خبریہ: وہ **كَمْ** ہے جو کثرت بتانے کے لیے آتا ہے۔

كَمْ خبریہ اپنی تمیز کو جر دیتا ہے، اور وہ کبھی مفرد اور کبھی جمع ہوتی ہے۔ جیسے: **كَمْ مَالٍ أَنْفَقْتُ** (میں نے کتنا مال خرچ کیا) یعنی (بہت کیا)۔ **كَمْ دَارٍ بَنَيْتُ:** (میں نے کتنے گھر تعمیر کیے)۔ کبھی کبھی **كَمْ** خبریہ کی تمیز پر **مِنْ** جارّہ داخل ہوتا ہے۔ جیسے: **كَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِيْ السَّمٰوٰتِ** (آسمانوں میں کتنے فرشتے ہیں)۔

كَمْ خبریہ ہمیشہ کثرت بتانے کے لیے آتا ہے۔ جب کہ **كَذَا** قلّت اور کثرت دونوں بتاتا ہے۔

مشق (۹)

متعلّق بہ سبق (۴۱) تا سبق (۴۶)

سوال: (۱) صفت مشبہہ، اسم تفضیل، مصدر، مضاف، اسم تام اور اسم کنایہ کی تعریفات مع تین تین امثلہ تحریر فرمائیں۔

سوال: (۲) درجِ ذیل آیاتِ کریمہ کا ترجمہ و ترکیب لکھیں، نیز صفتِ مشبہہ، اسم تفضیل، مصدر، مضاف، اسم تام اور اسم کنایہ کو پہچانتے ہوئے اُن کا عمل بتائیں:

(۱) رَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ (۲) أَحَدُهُمَا أَبْكَمُ

(۳) وَهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰىهُ (۴) إِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ

(۵) اُدْعُ إِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ

(۶) فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّيَارِ (۷) وَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ

(۸) وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ (۹) إِنَّ اللهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ

(۱۰) إِنِّيْ رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا (۱۱) هُوَ أَفْصَحُ مِنِّيْ لِسَانًا

(۱۲) وَوٰعَدْنَا مُوْسٰى ثَلٰثِيْنَ لَيْلَةً (۱۳) هُوَ صَالِ الْجَحِيْمِ

(۱۴) اَرَهْطِيْٓ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِّنَ اللهِ

سبق (۴۷)

عوامل معنویہ کا بیان

عاملِ معنوی: وہ عامل ہے جو لفظوں میں موجود نہ ہو۔

عاملِ معنوی کی دو قسمیں ہیں: (۱) ابتدا (۲) خلوِّ فعلِ مضارع از ناصب وجازم۔

(۱) ابتداء: یعنی اسم کا عواملِ لفظیہ سے خالی ہونا، یہ مبتدا اور خبر کو رفع دیتا ہے۔ جیسے: **زَيْدٌ قَائِمٌ:** (زید کھڑا ہے) یہاں کہیں گے کہ "**زَيْدٌ**" مبتدا ہے اور ابتدا کی وجہ سے مرفوع ہے۔ اور "**قَائِمٌ**" مبتدا کی خبر ہے اور ابتدا کی وجہ سے مرفوع ہے۔ یہ بصریین کا مذہب ہے۔[۱]

---

[۱] یہاں اس کے علاوہ دو مذہب اور بھی ہیں: پہلا مذہب یہ ہے کہ ابتدا مبتدا میں عامل ہے، اور مبتدا خبر میں عامل ہے۔ اور دوسرا مذہب یہ ہے کہ مبتدا اور خبر میں سے ہر ایک دوسرے میں عامل ہے، یعنی مبتدا خبر میں اور خبر مبتدا میں عامل ہے۔

مبتدا : وہ اسم ہے جو عاملِ لفظی سے خالی ہو اور مرفوع ہو، خواہ مسند الیہ واقع ہو، جیسے: **زَيْدٌ قَائِمٌ** میں "**زَيْدٌ**"، خواہ مسند الیہ واقع نہ ہو، جیسے : **أَقَائِمٌ نِ الزَّيْدَانِ** میں "**قَائِمٌ**".

خبر: وہ لفظ ہے جو عاملِ لفظی سے خالی ہو اور مسند واقع ہو اور مبتدا کے ساتھ ہو۔

(۲) عاملِ معنوی کی دوسری قسم: فعلِ مضارع کا ناصب و جازم سے خالی ہونا۔ یہ فعلِ مضارع کو رفع دیتا ہے۔ جیسے: **يَضْرِبُ زَيْدٌ**۔ یہاں "**يَضْرِبُ**" مرفوع ہے اس لیے کہ ناصب و جازم سے خالی ہے۔

سبق (۴۸)

توابع کا بیان

"**تَوَابع**" **تَابعٌ** کی جمع ہے۔

تابع: ہر وہ دوسرا لفظ ہے جو اعراب میں اپنے سے پہلے لفظ کے موافق ہو اور دونوں کا اعراب ایک وجہ سے ہو۔

متبوع: وہ پہلا لفظ ہے جس کے اعراب میں تابع اس کے موافق ہو۔

تابع کا حکم یہ ہے کہ وہ ہمیشہ اعراب میں متبوع کے موافق ہوتا ہے۔

تابع کی پانچ قسمیں ہیں:

(۱) صفت (۲) تاکید (۳) بدل (۴) عطف بحرف (۵) عطفِ بیان۔

* * *

سبق (۴۹)

صفت کا بیان

(۱) صفت: وہ تابع ہے جو دلالت کرے اس معنی پر جو متبوع (موصوف) میں ہو، اس کو صفت بحالِ متبوع کہتے ہیں، یا دلالت کرے اس معنی پر جو متبوع (موصوف) کے متعلّق میں ہو، اس کو صفت بحالِ متعلّقِ متبوع کہتے ہیں۔

پہلی قسم کی مثال جیسے: **جَآءَنِيْ رَجُلٌ عَالِمٌ.** (میرے پاس وہ شخص آیا جو عالم ہے)۔

دوسری قسم کی مثال جیسے: **جَآءَنِيْ رَجُلٌ حَسَنٌ غُلَامُهٗ.** (میرے پاس وہ شخص آیا جس کا غلام حسین ہے)۔

صفت کی پہلی قسم دس چیزوں میں متبوع (موصوف) کے موافق ہوگی: تعریف وتنکیر میں، تذکیر وتانیث میں، اِفراد، تثنیہ اور جمع میں، رفع، نصب اور جر میں۔

جیسے: **عِنْدِيْ رَجُلٌ عَالِمٌ وَرَجُلَانِ عَالِمَانِ وَرِجَالٌ عَالِمُوْنَ وَامْرَأَةٌ عَالِمَةٌ وَامْرَأَتَانِ عَالِمَتَانِ وَنِسْوَةٌ عَالِمَاتٌ۔**

صفت کی دوسری قسم پانچ چیزوں میں متبوع (موصوف) کے موافق ہوگی، تعریف وتنکیر میں اور رفع، نصب اور جر میں، جیسے: **جَاءَنِيْ رَجُلٌ عَالِمٌ أَبُوْهُ:** (میرے پاس وہ شخص آیا جس کے والد عالم ہیں[1])

---

[1] فائدہ: جملہ خبریہ سے نکرہ کی صفت لاسکتے ہیں؛ لیکن جملہ میں ایک ایسی ضمیر کا ہونا ضروری ہے جو نکرہ کی طرف لوٹے، خواہ لفظاً۔ جیسے: **جَاءَنِيْ رَجُلٌ أَبُوْهُ عَالِمٌ:** (میرے پاس وہ شخص آیا جس کے والد عالم ہیں)۔ اس مثال میں "**رَجُلٌ**" نکرہ موصوف ہے اور "**أَبُوْهُ عَالِمٌ**" جملہ خبریہ صفت ہے، جس میں "ہ" ضمیر مجرور متصل نکرہ موصوفہ کی طرف لوٹ رہی ہے۔ اور جیسے: **جَاءَنِيْ رَجُلٌ يَرْكَبُ، جَاءَنِيْ رَجُلَانِ يَرْكَبَانِ، جَاءَنِيْ رِجَالٌ يَرْكَبُوْنَ۔** خواہ تقدیراً، جیسے: **جَاءَنِيْ رَجُلٌ ضَرَبْتُ، أَيْ: ضَرَبْتُهٗ.**

سبق (۵۰)

تاکید کا بیان

(۲) تاکید: تاکید کے لغوی معنی ثابت کرنا۔ تاکید وہ تابع ہے جو نسبت یا شمول میں متبوع (موکد) کی حالت کو ثابت کرے تاکہ سننے والے کو کوئی شک نہ رہے۔

نسبت کی مثال جیسے: **جَاءَنِيْ زَيْدٌ زَيْدٌ:** (میرے پاس زید آیا زید) اس میں دوسرا "**زَيْدٌ**" تاکید ہے، اور پہلا "**زَيْدٌ**" متبوع ہے اس کو موکد بھی کہتے ہیں۔[1]

شمول کی مثال جیسے: **جَاءَنِيْ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ:** (میرے پاس پوری قوم آئی) اس میں "**كُلُّهُمْ**" تاکید اور "**الْقَوْمُ**" موَکَّد ہے۔ لفظ "**كُلُّهُمْ**" نے شمول کے بارے میں قوم کی حالت کو ثابت کیا، یعنی یہ بتایا کہ آنے کا حکم قوم کے تمام افراد کو شامل ہے۔

تاکید کی دو قسمیں ہیں: تاکیدِ لفظی اور تاکیدِ معنوی۔

(۱) تاکیدِ لفظی: تاکیدِ لفظی لفظ کے تکرار سے ہوتی ہے۔ جیسے: **زَيْدٌ زَيْدٌ قَائِمٌ:** (زید کھڑا ہے زید) **ضَرَبَ ضَرَبَ زَيْدٌ:** (زید نے مارا مارا) **إِنَّ إِنَّ زَيْدًا قَائِمٌ:** (بیشک بیشک زید کھڑا ہے) ان مثالوں میں پہلا لفظ موَکَّد ہے اور دوسرا لفظ تاکید ہے۔

(۲) تاکیدِ معنوی: تاکیدِ معنوی وہ تاکید ہے جو آٹھ الفاظ میں سے کسی کے

---

[1] دوسرے "**زَيْدٌ**" نے نسبت کے بارے میں پہلے "**زَيْدٌ**" کی حالت کو ثابت کیا۔ مطلب یہ ہے کہ زید کی طرف جو آنے کی نسبت ہو رہی ہے وہ بالکل درست ہے۔ زید یقیناً آیا ہے، اس میں کوئی شک نہیں۔

ذریعہ حاصل ہو۔ وہ آٹھ الفاظ یہ ہیں: (۱)**نَفْسٌ** (۲)**عَيْنٌ**، جیسے: **جَاءَنِيْ زَيْدٌ نَفْسُهٗ وَعَيْنُهٗ۔**[1] (۳)**كِلَا وكِلْتَا**، جیسے: **جَاءَنِيْ الرَّجُلَانِ كِلَاهُمَا۔**[2] (۴)**كُلٌّ** (۵)**أَجْمَعُ**[3] (۶)**أَكْتَعُ** (۷)**أَبْتَعُ** (۸)**أَبْصَعُ**۔ جیسے: **جَاءَنِيْ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُوْنَ أَكْتَعُوْنَ أَبْتَعُوْنَ أَبْصَعُوْنَ۔**[4]

---

[1] **نَفْسٌ** اور **عَيْنٌ** واحد تثنیہ اور جمع تینوں کی تاکید کے لیے مستعمل ہوتے ہیں، اور تینوں صورتوں میں مؤکّد کی ضمیر سے مطابقت شرط ہے، اور صیغہ کی مطابقت صرف واحد اور جمع میں شرط ہے، اور تثنیہ میں صیغہ، جمع، واحد اور تثنیہ تینوں طرح لا سکتے ہیں۔ جیسے: **جَاءَ زَيْدٌ نَفْسُهٗ وَعَيْنُهٗ، جَاءَ الزَّيْدُوْنَ أَنْفُسُهُمْ وَأَعْيُنُهُمْ، جَاءَ الزَّيْدَانِ أَنْفُسُهُمَا وَأَعْيُنُهُمَا، جَاءَ الزَّيْدَانِ نَفْسُهُمَا وَعَيْنُهُمَا، جَاءَ الزَّيْدَانِ نَفْسَاهُمَا وَعَيْنَاهُمَا۔**

[2] **كِلَا** تثنیہ مذکر اور **كِلْتَا** تثنیہ مؤنث کی تاکید کے لیے آتا ہے۔ جیسے: **جَاءَنِيْ الرَّجُلَانِ كِلَاهُمَا:** (میرے پاس دونوں مرد آئے) **جَاءَتْنِيْ الْمَرْأَتَانِ كِلْتَاهُمَا:** (میرے پاس دونوں عورتیں آئیں)

[3] **كُلٌّ** اور **أَجْمَعُ** واحد اور جمع کی تاکید کے لیے آتے ہیں۔ **كُلٌّ** صرف ضمیر کی مطابقت کے ساتھ تاکید کے لیے آتا ہے۔ جیسے: **اِشْتَرَيْتُ الْعَبْدَ كُلَّهٗ:** (میں نے پورا غلام خریدا) **اِشْتَرَيْتُ الْعَبِيْدَ كُلَّهُمْ:** (میں نے سب غلام خریدے) **اِشْتَرَيْتُ الأَمَةَ كُلَّهَا:** (میں نے پوری باندی خریدی) **اِشْتَرَيْتُ الإِمَاءَ كُلَّهُنَّ:** (میں نے سب باندیاں خریدیں) اور **أَجْمَعُ** صرف صیغہ کی مطابقت کے ساتھ تاکید کے لیے آتا ہے۔ جیسے: **اِشْتَرَيْتُ الْعَبْدَ أَجْمَعَ:** (میں نے پورا غلام خریدا) **اِشْتَرَيْتُ الْعَبِيْدَ أَجْمَعِيْنَ:** (میں نے سب غلام خریدے) **اِشْتَرَيْتُ الأَمَةَ جَمْعَاءَ:** (میں نے پوری باندی خریدی) **اِشْتَرَيْتُ الإِمَاءَ جُمَعَ:** (میں نے سب باندیاں خریدیں)

[4] **أَكْتَعُ، أَبْتَعُ** اور **أَبْصَعُ** بھی تاکید کے لیے آتے ہیں اور **كُلٌّ** کے معنی دیتے ہیں۔ مگر یہ تینوں **أَجْمَعُ** کے تابع ہیں، پس یہ **أَجْمَعُ** کے بغیر نہیں آئیں گے اور نہ **أَجْمَعُ** پر مقدّم ہوں گے۔ چنانچہ آپ کہیں گے: **جَآءَنِيْ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُوْنَ أَكْتَعُوْنَ أَبْتَعُوْنَ أَبْصَعُوْنَ۔**

سبق (۵۱)

بدل کا بیان

(۳) بدل: وہ تابع ہے جو نسبت سے مقصود ہو اور متبوع صرف تمہید کے لیے آئے۔ جیسے: **جَاءَ زَيْدٌ أَخُوْكَ:** (تمہارا بھائی زید آیا۔[1])

بدل کی چار قسمیں ہیں: (۱) بدل الکل (۲) بدل البعض (۳) بدل الاشتمال (۴) بدل الغلط۔

(۱) بدل الکل: وہ بدل ہے کہ اس کا مدلول مبدل منہ کا مدلول ہو، یعنی بدل جس چیز پر دلالت کرے مبدل منہ بھی اسی چیز پر دلالت کرے۔ جیسے: **جَاءَنِيْ زَيْدٌ أَخُوْكَ۔** (میرے پاس تمہارا بھائی زید آیا۔[2])

(۲) بدل البعض: وہ بدل ہے جس کا مدلول مبدل منہ کے مدلول کا جز ہو۔ جیسے: **ضُرِبَ زَيْدٌ رَأْسُهٗ:** (زید کہ اس کا سر مارا گیا)۔[3]

(۳) بدل الاشتمال: وہ بدل ہے جس کا مدلول مبدل منہ کا متعلّق ہو۔ جیسے: **سُرِقَ زَيْدٌ ثَوْبُهٗ:** (زید کہ اس کا کپڑا چرایا گیا۔[4])

---

[1] اس میں "**زَيْدٌ**" مبدل منہ ہے اور "**أَخُوْكَ**" اس سے بدل ہے اور "**أَخُوْكَ**" ہی مقصود بالنسبۃ ہے، "**زَيْدٌ**" کا ذکر تمہید کے طور پر ہے۔

[2] اس مثال میں "**أَخُوْكَ**" **زَيْدٌ** سے بدل الکل ہے، اس لیے کہ "**أَخُوْكَ**" جس ذات پر دلالت کرتا ہے "**زَيْدٌ**" بھی بعینہ اسی ذات پر دلالت کرتا ہے۔

[3] اس مثال میں "**رَأْسُهٗ**" **زَيْدٌ** سے بدل البعض ہے، اس لیے کہ "**رَأْسُهٗ** کا مدلول "**زَيْدٌ**" کے مدلول کا جز ہے۔

[4] اس مثال میں "**ثَوْبُهٗ**" **زَيْدٌ** سے بدل الاشتمال ہے، اس لیے کہ "**ثَوْبُهٗ**" **زَيْدٌ** مبدل منہ کا متعلّق ہے۔

(۴) **بدل الغلط:** وہ لفظ ہے جس کو غلطی کے بعد ذکر کیا گیا ہو۔ جیسے: **مَرَرْتُ بِرَجُلٍ حِمَارٍ:** (میں مرد کے پاس سے گذرا، نہیں؛ گدھے کے پاس سے۔[1])

سبق (۵۲)

عطف بحرف اور عطفِ بیان

(۴) **عطف بحرف:** وہ تابع ہے جو اپنے متبوع کے ساتھ نسبت سے مقصود ہو اور حرفِ عطف کے بعد ہو۔ جیسے **جَاءَنِيْ زَيْدٌ وَعَمْرٌو:** (میرے پاس زید اور عمرو آئے) اس میں "**زَيْدٌ**" معطوف علیہ اور "**عَمْرٌو**" عطف بحرف (معطوف) ہے۔ حروفِ عطف دس ہیں جن کو ہم (ان شاء اللہ) سبق (۶۰) میں یاد کریں گے۔ عطف بحرف کو عطفِ نسق بھی کہتے ہیں[2]

(۵) **عطفِ بیان:** وہ تابع ہے جو صفت نہیں ہوتا اور اپنے متبوع کو واضح کرتا ہے۔ جیسے: **أَقْسَمَ بِاللهِ أَبُوْحَفْصٍ عُمَرُ:** (ابو حفص یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اللہ کی قسم کھائی) جس وقت کہ علم سے زیادہ مشہور ہو۔ اور جیسے: **جَاءَنِيْ زَيْدٌ أَبُوْعَمْرٍو:** (میرے پاس زید یعنی ابوعمرو آیا) جس وقت کہ کنیت سے زیادہ مشہور ہو۔ اور جیسے: **قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ**[3]

---

[1] اس مثال میں "**حِمَارٍ**" بدلِ غلط ہے۔ متکلم "**مَرَرْتُ بِحِمَارٍ**" کہنا چاہتا تھا مگر غلطی سے "**بِرَجُلٍ**" نکل گیا، جب وہ اس پر آگاہ ہوا تو "**حِمَارٍ**" لا کر اس غلطی کو دور کیا۔

[2] فائدہ: "**نَسْقٌ**" کے معنی ہیں ترتیب دینا، چونکہ عطف بحرف کے چند مواقع میں معطوف علیہ کے بعد معطوف ترتیب کے ساتھ آتا ہے، اس لیے اس کو عطفِ نسق کہتے ہیں۔ جیسے: **جَاءَنِيْ زَيْدٌ فَعَمْرٌو ثُمَّ بَكْرٌ:** (میرے پاس زید آیا پھر عمرو اور اس کے کچھ دیر بعد بکر)۔

[3] فائدہ: بدل اور عطفِ بیان میں عموماً صرف نیت اور اِرادہ کے اعتبار سے فرق ہوتا ہے، اگر متکلم کا اِرادہ یہ ہو کہ پہلا لفظ مقصود نہیں ہے اور دوسرا مقصود ہے تو دوسرا لفظ بدل ہوگا، اور اگر متکلم کا اِرادہ یہ ہو کہ پہلا لفظ مقصود اور دوسرا لفظ وضاحت کے لیے ہے تو دوسرا لفظ عطفِ بیان ہوگا۔

مشق (۱۰)

متعلّق بہ سبق (۴۷) تا سبق (۵۲)

سوال: (۱) عامل معنوی، ابتداء، خُلُوّ از ناصب وجازم، تابع، صفت، صفت بحالِ متبوع، صفت بحالِ متعلّق متبوع، تاکید، تاکید لفظی، تاکید معنوی، بدل، عطف بیان اور عطف بہ حرف کی تعریفات مع تین تین امثلہ تحریر فرمائیں۔

سوال: (۲) درجِ ذیل آیاتِ کریمہ کا ترجمہ وترکیب لکھیں، نیز ان میں مذکورہ بالا اصطلاحات کی شناخت کریں:

(۱) هِيَ عَصَايَ (۲) لَا يَضِلُّ رَبِّيْ وَلَا يَنْسٰى

(۳) وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا مَنْ تَزَكّٰى (۴) بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ

(۵) فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ (۶) بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ

(۷) هٰذَا ذِكْرٌ مُّبَارَكٌ (۸) وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ تَّعْمَلُ الْخَبٰٓئِثَ

(۹) يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ (۱۰) هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ

(۱۱) لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ (۱۲) قَالَ لَهُمْ أَخُوْهُمْ نُوْحٌ

(۱۳) وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ

سبق (۵۳)

حروفِ غیر عاملہ کا بیان

حروفِ غیر عاملہ کی سولہ قسمیں ہیں: (۱) حروفِ تنبیہ (۲) حروفِ ایجاب (۳) حروفِ تفسیر (۴) حروفِ مصدریہ (۵) حروفِ تحضیض (۶) حرفِ توقع (۷) حروفِ

استفہام (۸) حرفِ ردع (۹) تنوین (۱۰) نونِ تاکید (۱۱) حروفِ زیادت (۱۲) حروفِ شرط (۱۳) لولا (۱۴) لامِ مفتوحہ (۱۵) ما بمعنی مادام (۱۶) حروفِ عطف۔

سبق (۵۴)

حروفِ تنبیہ، حروفِ ایجاب اور حروفِ تفسیر کا بیان

(۱) حروفِ تنبیہ: تین ہیں: (۱) **أَلَا** (۲) **أَمَا** (۳) **هَا**۔[۱]

جیسے: **أَلَا! زَيْدٌ قَائِمٌ:** (سنو! زید کھڑا ہے) **أَمَا! زَيْدٌ قَائِمٌ:** (خبردار! زید کھڑا ہے) اور جیسے: **هٰؤُلَاءِ، هٰذَا**۔

(۲) حروفِ ایجاب: چھ ہیں: (۱) **نَعَمْ** (۲) **بَلٰى** (۳) **أَجَلْ** (۴) **إِيْ** (۵) **جَيْرِ** (۶) **إِنَّ**۔[۲]

یہ حروف جملۂ محذوفہ پر دلالت کرنے کے لیے آتے ہیں اور اس کے قائم مقام ہوتے ہیں۔ مثلاً کہا جائے: **أَتَذْهَبُ؟** پس آپ کہیں: **نَعَمْ**، تو معنی ہوں گے: **نَعَمْ أَذْهَبُ**، یہاں "**نَعَمْ**" **أَذْهَبُ** کے قائم مقام ہے۔

(۳) حروفِ تفسیر: وہ حروفِ غیر عاملہ ہیں جو کلامِ سابق سے پوشیدگی دور

---

[۱] تنبیہ کے لغوی معنی ہیں بیدار کرنا اور کسی چیز پر واقف کرنا۔ یہ حروف مخاطب سے غفلت دور کرنے کے لیے مفرد یا جملہ پر داخل ہوتے ہیں۔

فائدہ: "**أَلَا**" اور "**أَمَا**" جملہ پر داخل ہوتے ہیں اور "**هَا**" صرف اسمِ اشارہ پر اَصالۃً داخل ہوتی ہے۔ ''اَصالۃً'' کی قید اس وجہ سے بڑھائی گئی کہ ہاءِ تنبیہ اسمِ اشارہ کی تبعیت میں اسمِ ضمیر پر داخل ہوتی ہے، جیسے: **هٰأَنْتُمْ هٰؤُلَاءِ**۔

[۲] "**إِيْجَاب**" کے لغوی معنی ہیں ثابت کرنا۔ چونکہ یہ حروف امرِ سابق کو ثابت کرنے کے لیے آتے ہیں اس لیے ان کو حروفِ ایجاب کہتے ہیں۔

کرنے کے لیے وضع کیے گئے ہوں۔ یہ دو ہیں: أَيْ اور أَنْ۔ جیسے: **جَاءَنِيْ زَيْدٌ أَيِ ابْنُ عَمْرٍو:** (میرے پاس زید آیا یعنی عمرو کا بیٹا) **وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰۤاِبْرٰهِيْمُ:** (ہم نے ان کو آواز دی کہ اے ابراہیم!)

سبق (۵۵)

حروفِ مصدریہ اور حروفِ تحضیض کا بیان

(۴) حروفِ مصدریہ: وہ حروف ہیں جو جملہ کو مصدر کے معنی میں کر دیتے ہیں۔ یہ تین ہیں: (۱) مَا (۲) أَنْ (۳) أَنَّ

اِن میں سے مَا اور أَنْ جملۂ فعلیہ پر داخل ہو کر اس کو مصدر کے معنی میں کر دیتے ہیں۔ جیسے: **ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ:** (ان پر زمین اپنی وسعت کے باوجود تنگ ہوگئی[۱]) اور جیسے: **أَعْجَبَنِيْ أَنْ ضَرَبْتَ:** (مجھے تعجب میں ڈالا اس بات نے کہ تو نے مارا[۲])

اور أَنَّ جملہ اسمیہ پر داخل ہو کر اس کو مصدر کے معنی میں کر دیتا ہے۔ جیسے: **بَلَغَنِيْ أَنَّكَ قَائِمٌ:** (مجھے خبر پہنچی کہ تو کھڑا ہے[۳])

(۵) حروفِ تحضیض: وہ حروف ہیں جو مخاطب کو سختی سے کسی کام پر آمادہ

---

[۱] اس آیتِ کریمہ میں "بِمَا رَحُبَتْ" "بِرُحْبِهَا" مصدر کے معنی میں ہے۔

[۲] اس مثال میں أَنْ ضَرَبْتَ "ضَرْبُكَ" مصدر کے معنی میں ہے۔

[۳] اس مثال میں أَنَّكَ قَائِمٌ "قِيَامُكَ" مصدر کے معنی میں ہے۔

فائدہ: مَا مصدریہ ہمیشہ غیر عامل ہوتا ہے، أَنْ مصدریہ جب ماضی پر داخل ہو تو غیر عامل؛ اور مضارع پر داخل ہو تو عامل ہوگا، اور أَنَّ جب مَا کافّہ کے ساتھ ہوگا تو غیر عامل ہوگا، جیسے: **يُوْحٰۤى إِلَيَّ أَنَّمَآ إِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَّاحِدٌ**۔ ورنہ عامل ہوگا۔

کرنے کے لیے وضع کیے گئے ہوں۔ اور وہ چار ہیں: أَلَّا، هَلَّا، لَوْلَا، لَوْمَا۔ جیسے: أَلَّا تَجْتَهِدُ: (کیا تم محنت نہیں کرتے ؟[1])

سبق (۵۶)

حرفِ توقع، حروفِ استفہام اور حرفِ ردع کا بیان

(۶) حرفِ توقع: وہ حرف ہے جس کے ذریعہ ایسی بات کی خبر دی جائے جس کی امید ہو۔ اور وہ حرف قَدْ ہے۔

قَدْ فعل ماضی میں تحقیق اور تقریب کے لیے آتا ہے۔ تحقیق کے معنی ہیں ثابت کرنا۔ جیسے: قَدْ جَعَلَهَا رَبِّيْ حَقًّا (تحقیق کہ اُس کو میرے رب نے سچ کر دیا) اور تقریب کے معنی ہیں ماضی کو حال سے قریب کرنا۔ جیسے: قَدْ جَاءَ الضُّيُوْفُ (مہمان آچکے ہیں) یہ ماضی مطلق کو ماضی قریب کے معنی میں کر دیتا ہے[2]

(۷) حروفِ استفہام: وہ حروف ہیں جو سوال کرنے کے لیے وضع کیے گئے ہوں۔ اور وہ دو ہیں: أَ، هَلْ۔ جیسے: هَلْ جَآءَ مُحَمَّدٌ؟ (کیا محمد آیا؟) أَ عَمْرٌو ذَاهِبٌ؟ (کیا عمرو جانے والا ہے؟)

(۸) حرفِ ردع: "رَدْعٌ" کے لغوی معنی ہیں جھڑکنا۔ حرفِ ردع وہ حرف

---

[1] جب یہ حروف فعلِ ماضی پر داخل ہوں تو یہ حروفِ تندیم کہلائیں گے۔ تَنْدِيْم: کے معنی ہیں پشیمان کرنا۔ چونکہ یہ حروف ماضی میں نہ کیے ہوئے کام پر پشیمان کرنے کے لیے آتے ہیں، اس لیے ان کو حروفِ تندیم کہتے ہیں۔ جیسے: أَلَّا اجْتَهَدْتَ: (کیا تم نے محنت نہیں کی؟)

[2] اور یہ مضارع میں تقلیل کے لیے آتا ہے۔ تقلیل کے معنی ہیں کسی چیز کو کم بتانا۔ جیسے: إِنَّ الْكَذُوْبَ قَدْ يَصْدُقُ: (بیشک جھوٹا کبھی سچ بولتا ہے) نیز یہ مضارع میں تحقیق کے لیے آتا ہے۔ جیسے: قَدْ يَعْلَمُ اللهُ الْمُعَوِّقِيْنَ: (تحقیق کہ اللہ تعالیٰ باز رکھنے والوں کو جانتا ہے)

ہے جو مخاطب کو ڈانٹنے یا کسی کام سے باز رکھنے کے لیے وضع کیا گیا ہو۔ اور یہ حرف **كَلَّا** ہے۔ جیسے آپ سے کہا جائے: **اِضْرِبْ زَيْدًا.** (زید کو مار) پس آپ کہیں: **كَلَّا.** (ہرگز نہیں [۱])

مشق (۱۱)

متعلّق بہ سبق (۵۳) تا سبق (۵۶)

سوال: درجِ ذیل آیاتِ کریمہ کا ترجمہ و ترکیب لکھیں، نیز حروفِ تنبیہ، حروفِ ایجاب، حروفِ تفسیر، حروفِ مصدریہ، حروفِ تحضیض، حرفِ توقع، حروفِ استفہام اور حرفِ ردع کو پہچانیں:

(۱) مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَّغُلَّ (۲) هٰٓأَنْتُمْ أُولَآءِ

(۳) إِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ (۴) لَوْلَآ أَرْسَلْتَ إِلَيْنَا رَسُوْلًا

(۵) قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ (۶) لَوْلَا اجْتَبَيْتَهَا

(۷) قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ (۸) كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ

(۹) هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ

(۱۰) وَنَادَيْنٰهُ أَنْ يّٰٓإِبْرٰهِيْمُ (۱۱) إِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ

(۱۲) أَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ أَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ (۱۳) ءَإِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ

(۱۴) يُوْحٰٓى إِلَيَّ أَنَّمَآ إِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَّاحِدٌ (۱۵) أَلَآ إِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ

(۱۶) أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى

---

[۱] کبھی "كَلَّا" حَقًّا کے معنی میں بھی آتا ہے۔ جیسے: **كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ:** (یقیناً تم لوگ جان لوگے) اس صورت میں یہ اسم ہوگا، اور **كَلَّا** حرفی کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے مبنی ہوگا۔

سبق (۵۷)

تنوین اور نونِ تاکید کا بیان

(۹) تنوین: وہ نون ساکن ہے جو کلمہ کے آخری حرف کی حرکت کے تابع ہو اور فعل کی تاکید کے لیے نہ ہو۔ جیسے: **رَجُلٌ، عَالِمٌ۔**

تنوین کی پانچ قسمیں ہیں: (۱) تنوین تمکن (۲) تنوین تنکیر (۳) تنوین عوض (۴) تنوین مقابلہ (۵) تنوین ترنم۔

(۱) تنوین تمکن: وہ تنوین ہے جو اسم کے زیادہ متمکن یعنی منصرف ہونے کو بتائے۔ جیسے: **زَيْدٌ، رَجُلٌ۔**

(۲) تنوین تنکیر: وہ تنوین ہے جو اسم کے نکرہ ہونے کو بتائے۔ جیسے: **صَهٍ، أَيْ: اُسْكُتْ سُكُوْتًا مَّا فِي وَقْتٍ مَّا** (توکسی نہ کسی وقت میں خاموش رہ!) اور رہا **صَهْ** بغیر تنوین کے تو اس کے معنی **"اُسْكُتِ السُّكُوْتَ الآنَ"** ہیں۔ (تو اس وقت خاموش رہ!)

(۳) تنوین عوض: وہ تنوین ہے جو مضاف الیہ کو حذف کرنے کے بعد مضاف پر مضاف الیہ کے بدلہ میں لائی جائے۔ جیسے: **يَوْمَئِذٍ:** یہ دراصل **يَوْمَ إِذْ كَانَ كَذَا** تھا، **كَانَ كَذَا** مضاف الیہ کو حذف کر کے **إِذْ** مضاف کے اخیر میں تنوین عوض لے آئے۔

(۴) تنوین مقابلہ: وہ تنوین ہے جو جمع مؤنث سالم میں جمع مذکر سالم کے نون کے مقابلہ میں آئے۔ جیسے: **مُسْلِمَاتٌ۔**

تنوین کی یہ چاروں قسمیں اسم کے ساتھ خاص ہیں۔

(۵) تنوین ترنّم: وہ تنوین ہے جو اشعار اور مصرعوں کے آخر میں خوبصورتی

پیدا کرنے کے لیے لائی جاتی ہے۔ یہ اسم، فعل اور حرف تینوں پر آتی ہے۔ جیسے شعر:

أَقِلِّيْ اللَّوْمَ عَاذِلَ والعِتَابَنْ ☆ وَقُوْلِيْ إِنْ أَصَبْتُ لَقَدْ أَصَابَنْ

ترجمہ: اے ملامت کرنے والی! ملامت اور عتاب کم کر! اور کہہ اگر میں درست کام کروں کہ تحقیق کہ اس نے درست کام کیا۔

اس شعر میں "اَلْعِتَابَنْ" اور "أَصَابَنْ" پر تنوینِ ترنّم ہے، پہلا کلمہ مصرعہ کے آخر میں ہے اور معرف باللام ہے، اور دوسرا کلمہ شعر کے آخر میں ہے اور فعلِ ماضی ہے۔

(۱۰) نونِ تاکید: وہ نونِ مشدّد اور نونِ ساکن ہے جو فعلِ مضارع، امر اور نہی کے آخر میں تاکید کے لیے آئے۔ جیسے: اِضْرِبَنَّ: (تو ضرور بالضرور مار)۔ یہ فعلِ مضارع کے آخر میں آکر فعلِ مضارع کو مستقبل کے معنی میں کر دیتا ہے، اور تاکید کے معنی پیدا کرتا ہے۔

سبق (۵۸)

حروفِ زیادت کا بیان

(۱۱) حروفِ زیادت: وہ حروف ہیں جن کے حذف کر دینے سے اصل معنی میں کوئی خلل نہ ہو[۱]

حروفِ زیادت آٹھ ہیں: إِنْ، مَا، أَنْ، لَا، مِنْ، کاف، با اور لام۔ ان میں سے آخری چار حروفِ جارّہ میں گزر چکے۔

(۱) إِنْ: جیسے: مَا إِنْ خَالِدٌ قَائِمٌ: (خالد کھڑا نہیں ہے)

---

[۱] ان کے زائد ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ یہ حروف بالکل بے فائدہ ہوتے ہیں، اس لیے کہ حروفِ زیادت کے کئی فائدے ہیں۔ جیسے کلام میں حسن پیدا کرنا، وزن درست کرنا، قافیہ درست کرنا، تاکید پیدا کرنا، وغیرہ۔

اور جیسے: **مَا إِنْ رَأَيْتُ مَحْمُوْدًا:** (میں نے محمود کو نہیں دیکھا)

اور جیسے: **اِنْتَظِرْ مَا إِنْ جَلَسَ الْقَاضِيْ:** (جب تک قاضی بیٹھے تو انتظار کر)

(۲) مَا: یہ **إِذَا، مَتٰى، أَيْنَ، أَيُّ** اور **إِنْ** (کلماتِ شرط) کے بعد زائد ہوتا ہے۔ جیسے: **إِذَامَا تَخْرُجُ أَخْرُجُ:** (جب تو نکلے گا تب میں نکلوں گا)

مَتٰى مَا تَخْرُجْ أَخْرُجْ: (جب تو نکلے گا تب میں نکلوں گا)

أَيْنَمَا تَجْلِسْ أَجْلِسْ: (جہاں تو بیٹھے گا وہاں میں بیٹھوں گا)

أَيًّامَّا تَأْكُلْ آكُلْ: (جو کچھ تو کھائے گا وہ میں کھاؤں گا)

إِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ أَحَدًا فَقُوْلِيْ: (اے مریم، اگر تو انسانوں میں سے کسی کو دیکھے تو تو کہہ![1]

مِنْ، عَنْ، با اور **کاف** (حروفِ جارّہ) کے بعد بھی **مَا** زائدہ ہوتا ہے۔

جیسے: **مِمَّا خَطِيْٓـٰٔتِهِمْ أُغْرِقُوْا۔** (اپنے گناہوں کی وجہ سے ہی وہ غرق کیے گئے)

عَمَّا قَلِيْلٍ لَيُصْبِحُنَّ نٰدِمِيْنَ۔ (عنقریب وہ ضرور شرمندہ ہوں گے)

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللهِ لِنْتَ لَهُمْ۔ (پس اللہ کی رحمت کے سبب ہی آپ ان کے لیے نرم ہو گئے)

زَيْدٌ صَدِيْقِيْ كَمَا أَنَّ عَمْرًا أَخِيْ۔ (زید میرا دوست ہے جیسا کہ عمرو میرا بھائی ہے)

(۳) أَنْ: یہ **لَمَّا** شرطیہ کے بعد، اسی طرح قسم اور **لَوْ** کے درمیان اور کبھی کاف

---

[1] اس آیتِ کریمہ میں "**إِمَّا**" دراصل **إِنْ مَا** تھا، "**إِنْ**" حرفِ شرط اور "**مَا**" زائدہ ہے۔ نون کا میم میں ادغام کر کے **إِمَّا** کر دیا۔

حرفِ جر کے بعد زائد ہوتا ہے۔

جیسے: **فَلَمَّآ أَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ۔** (جب خوش خبری دینے والا آیا)

وَاللهِ أَنْ لَوْ قَامَ زَيْدٌ قُمْتُ۔ (اللہ کی قسم! اگر زید کھڑا ہوتا تو میں کھڑا ہوتا)

اور جیسے مصرعہ:

كَأَنْ ظَبْيَةٍ تَعْطُوْ إِلٰى وَارِقِ السَّلَمِ

ترجمہ: جیسے کوئی ہرنی پتہ دار درختِ سَلَم کی طرف گردن دراز کر رہی ہو۔

(۴) لَا: یہ اس واوِ عاطفہ کے بعد زائد ہوتا ہے جو نفی کے بعد ہو۔

جیسے: **مَا جَاءَنِيْ زَيْدٌ وَلَا عَمْرٌو۔** (میرے پاس نہ زید آیا نہ عمرو)

کبھی **أَنْ** مصدریہ کے بعد **لَا** زائد ہوتا ہے۔

جیسے: **مَا مَنَعَكَ أَلَّا تَسْجُدَ:** (تجھے سجدہ کرنے سے کس نے روکا؟)

کبھی قسم سے پہلے **لَا** زائدہ ہوتا ہے۔

جیسے: **لَا أُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ:** (میں اس شہر کی قسم کھاتا ہوں)

(۵) مِنْ: جیسے **مَا جَاءَنِيْ مِنْ أَحَدٍ:** (میرے پاس کوئی نہیں آیا) یہاں **مِنْ** زائدہ ہے، اور **أَحَدٍ** لفظاً مجرور اور معنیً فاعل ہونے کی وجہ سے محلاً مرفوع ہے۔

(۶) کاف: جیسے **لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ:** (اس کے مثل کوئی چیز نہیں) یہاں کاف زائد ہے، اور "**مِثْلِهٖ**" لفظاً مجرور اور لیس کی خبر ہونے کی وجہ سے معنًی منصوب ہے۔

(۷) با: جیسے: **مَا زَيْدٌ بِقَائِمٍ.** (زید ہرگز کھڑا نہیں ہے) **بِحَسْبِكَ دِرْهَمٌ.** (تیرے لیے ایک درہم کافی ہے) **كَفٰى بِاللهِ شَهِيْدًا۔** (اللہ تعالیٰ کافی گواہ ہے)

(۸) لام: جیسے: **رَدِفَ لَكُمْ:** (وہ تمہارے پیچھے سوار ہوا[1])

سبق (۵۹)

حروفِ شرط غیر عاملہ کا بیان

(۱۲) حروفِ شرط: وہ حروفِ غیر عاملہ ہیں جو دو جملوں پر داخل ہو کر ایک جملہ کے شرط اور دوسرے جملہ کے جزا ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔ اور وہ تین ہیں: **أَمَّا، لَوْ، لَوْلَا۔**

(۱) أَمَّا: تفسیر اور تفصیل کے لیے آتا ہے، اور اس کے جواب میں فا لازم ہوتی ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان: **فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّسَعِيْدٌ فَأَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِيْ النَّارِ وَأَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِيْ الْجَنَّةِ.** (سو اُن میں سے بعض بد بخت ہیں اور بعض نیک بخت، سو جو لوگ بد بخت ہیں وہ جہنم میں ہوں گے اور جو لوگ نیک بخت ہیں وہ جنت میں ہوں گے[2])

(۲) لَوْ: یہ اوّل کے منتفی (نہ) ہونے کے سبب دوسرے کے انتفاء (نہ

---

[1] فائدہ: حروفِ جارّہ زائدہ کسی سے متعلّق نہیں ہوتے، یہ اپنے مدخول کو صرف لفظاً جر دیتے ہیں اور ان کا مدخول معنی کے اعتبار سے یا تو مرفوع ہوگا یا منصوب۔

فائدہ: حروفِ جارّہ زائدہ چوں کہ معنیٰ کے اعتبار سے عمل نہیں کرتے، بایں معنیٰ اُن کو حروفِ غیر عاملہ میں شمار کیا گیا۔

[2] اس میں **أَمَّا** حرفِ شرط ہے اور اس کی شرط محذوف ہے، اور وہ **"يَكُنْ مِنْ شَيْءٍ"** ہے، اور پہلی آیت میں: **"اَلَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِيْ النَّارِ"** جزا ہے، اور دوسری آیت میں: **"اَلَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِيْ الْجَنَّةِ"** جزا ہے۔

اس کی تقدیری عبارت: **"مَهْمَا يَكُنْ مِنْ شَيْءٍ فَالَّذِيْنَ شَقُوْا فِيْ النَّارِ وَمَهْمَا يَكُنْ مِنْ شَيْءٍ فَالَّذِيْنَ سُعِدُوْا فِيْ الْجَنَّةِ"** ہے۔

ہونے) کے لیے آتا ہے،یعنی **لَوْ** اس بات کو بتاتا ہے کہ پہلی چیز یعنی شرط نہ ہونے کی وجہ سے دوسری چیز یعنی جزا نہیں پائی گئی۔ جیسے: **لَوْ كَانَ فِيْهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللهُ لَفَسَدَتَا:** (اگر آسمان و زمین میں اللہ کے سوا چند معبود ہوتے تو دونوں فاسد ہو جاتے)اور جیسے: **لَوِ اجْتَهَدْتُ لَفُزْتُ:** (اگر میں محنت کرتا تو کامیاب ہوتا)

(۳) لَوْلَا: وہ حرفِ غیر عامل ہے جو دو جملوں پر داخل ہوتا ہے، اور پہلے جملہ کے پائے جانے کی وجہ سے دوسرے جملہ کی نفی کرتا ہے۔ جیسے: **لَوْلَا عَلِيٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ:** (اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا)۔یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے موجود ہونے کی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہلاک نہیں ہوئے۔

سبق (۶۰)

لامِ مفتوحہ، ما بمعنیٰ مادام اور حروفِ عطف کا بیان

(۱۳) لامِ مفتوحہ: وہ حرف ہے جو فعل اور اسم کے شروع میں تاکید کے معنی پیدا کرنے کے لیے آتا ہے۔جیسے: **وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُوْلٰى:** (اور یقیناً آخرت آپ کے لیے دنیا سے بہتر ہے)اور جیسے: **لَأُصَلِّبَنَّكُمْ أَجْمَعِيْنَ:** (میں ضرور بالضرور تم سب کو سولی دوں گا)

(۱۴) مَا بمعنی مَادَام: وہ ما مصدریہ ہے جو اپنے مابعد جملۂ فعلیہ کو مصدر کے معنی میں کر دے اور اس سے پہلے کوئی ظرف محذوف ہو۔جیسے: **أَقُوْمُ مَا جَلَسَ الْأَمِيْرُ:** (جب تک امیر بیٹھا ہے میں کھڑا رہوں گا)

(۱۵) حروفِ عطف: وہ حروف ہیں جو اپنے مابعد کو اپنے ماقبل سے جوڑنے کے لیے وضع کیے گئے ہوں۔ان کے ماقبل کو معطوف علیہ اور مابعد کو معطوف کہتے ہیں۔
حروفِ عطف دس ہیں: **واو، فا، ثُمَّ، حَتّٰی، إِمَّا، أَوْ، أَمْ، لَا، بَلْ، لٰكِنْ۔**[1]

---

[1] (۱) **واو:** جیسے: **جَاءَنِيْ زَيْدٌ وَعَمْرٌو:** (میرے پاس زید اور عمرو آئے) چاہے آنے میں زید مقدّم ہو یا عمرو۔
(۲) **فا:** جیسے: **جَاءَنِيْ زَيْدٌ فَعَمْرٌو:** (میرے پاس زید آیا پھر عمرو) جب کہ زید پہلے آیا ہو اور اس کے فوراً بعد عمرو آیا ہو۔
(۳) **ثُمَّ:** جیسے: **جَاءَنِيْ زَيْدٌ ثُمَّ عَمْرٌو:** (میرے پاس زید آیا اور پھر عمرو) جب کہ زید پہلے آیا ہو اور عمرو کچھ دیر کے بعد آیا ہو۔
(۴) **حَتّٰی:** جیسے: **مَاتَ النَّاسُ حَتَّى الْأَنْبِيَاءُ:** (لوگ مرے یہاں تک کہ انبیاء علیہم السلام) جب کہ اس کا معطوف معطوف علیہ میں داخل ہو، جیسے یہاں "**الْأَنْبِيَاءُ**" معطوف "**النَّاسُ**" معطوف علیہ میں داخل ہے۔
(۵) **إِمَّا:** جیسے **هٰذَا الرَّجُلُ إِمَّا عَالِمٌ وَإِمَّا جَاهِلٌ:** (یہ شخص یا تو عالم ہے یا جاہل) **إِمَّا** اسی وقت حرفِ عطف ہوگا جب اس سے پہلے دوسرا **إِمَّا** ہو۔
(۶) **أَوْ:** جیسے **مَرَرْتُ بِرَجُلٍ أَوِ امْرَأَةٍ:** (میں مرد کے پاس سے گذرا یا عورت کے پاس سے)
(۷) **أَمْ:** جیسے **أَزَيْدٌ عِنْدَكَ أَمْ عَمْرٌو:** (کیا زید آپ کے پاس ہے یا عمرو؟)
(۸) **لَا:** جیسے **جَاءَنِيْ زَيْدٌ لَا عَمْرٌو:** (میرے پاس زید آیا نہ کہ عمرو)
(۹) **بَلْ:** جیسے **جَاءَنِيْ زَيْدٌ بَلْ عَمْرٌو:** (میرے پاس زید آیا بلکہ عمرو) یعنی عمرو آیا، زید کے بارے میں ہم خاموش ہیں، ہوسکتا ہے کہ آیا ہو، اور ہوسکتا ہے کہ نہ آیا ہو۔
(۱۰) **لٰكِنْ:** جیسے: **مَا حَصَلَ لِيْ مَالٌ لٰكِنْ نَحْوٌ:** (مجھے مال حاصل نہیں ہوا لیکن نحو حاصل ہوا)

مشق (۱۲)

متعلّق بہ سبق (۵۷) تا سبق (۶۰)

سوال: درجِ ذیل آیاتِ کریمہ کا ترجمہ وترکیب لکھیں، نیز ان میں اقسامِ تنوین، حروفِ زیادت، حروفِ شرط غیر عامل، لامِ مفتوحہ، "مَا" بمعنی "مَا دَامَ" اور حرفِ عطف کی شناخت کریں:

(۱) فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ (۲) لَا تَأْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ

(۳) نَكْسُوْهَا لَحْمًا (۴) نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ

(۵) لَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ اِلَّا قَلِيْلًا

(۶) وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ (۷) لَوْ هَدٰىنَا اللّٰهُ لَهَدَيْنٰكُمْ

(۸) كُوْنُوْا حِجَارَةً أَوْ حَدِيْدًا (۹) لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ

(۱۰) إِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ

(۱۱) فَلَمَّآ أَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ أَلْقٰهُ عَلٰى وَجْهِهٖ

(۱۲) اَقَرِيْبٌ اَمْ بَعِيْدٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ (۱۳) وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ

(۱۴) وَاَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا

(۱۵) وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً

سبق (٦١)
مستثنیٰ کا بیان

مستثنیٰ: وہ لفظ ہے جو **إِلَّا** اور اس کے اخوات کے بعد مذکور ہو، تا کہ یہ بات ظاہر ہو کہ مستثنیٰ کی طرف وہ چیز منسوب نہیں ہے جو مستثنیٰ منہٗ یعنی اس کے ماقبل کی طرف منسوب ہے۔

إِلَّا کے اخوات (مشابہ کلمات) یہ ہیں: **غَيْرُ، سِوٰى، سِوَاءَ، حَاشَا، خَلَا، عَدَا، مَا خَلَا، مَا عَدَا، لَيْسَ** اور **لَا يَكُوْنُ**۔

مستثنیٰ منہ: وہ لفظ ہے جو کلماتِ استثناء سے پہلے مذکور ہو (حقیقۃً یا حکمًا) اور اُس سے کسی چیز (فرد) کو نکالا جائے۔ جیسے: **لَا تَعْبُدُوْا أَحَدًا إِلَّا اللهَ** (تم کسی کی عبادت مت کرو مگر اللہ کی) اِس مثال میں "**أَحَدًا**" مستثنیٰ منہ اور لفظ "**اللهَ**" مستثنیٰ ہے۔

مستثنیٰ کی دو قسمیں ہیں: مستثنیٰ متصل اور مستثنیٰ منقطع۔

مستثنیٰ متصل: وہ مستثنیٰ ہے جس کو لفظ **إِلَّا** یا اس کے اخوات کے ذریعے متعدد سے نکالا گیا ہو۔ جیسے: **جَاءَنِيْ الْقَوْمُ إِلَّا زَيْدًا:** (میرے پاس قوم آئی مگر زید[1])

مستثنیٰ منقطع: وہ مستثنیٰ ہے جو **إِلَّا** اور اس کے اخوات کے بعد مذکور ہو اور متعدد سے خارج نہ کیا جائے، اس سبب سے کہ وہ مستثنیٰ منہٗ یعنی متعدد میں داخل نہ ہو۔ جیسے: **جَاءَنِيْ الْقَوْمُ إِلَّا حِمَارًا:** (میرے پاس قوم آئی مگر گدھا[2])

---

[1] اس مثال میں "**زَيْدٌ**" مستثنیٰ متصل ہے جو کہ قوم میں داخل تھا اس لیے "**إِلَّا**" کے ذریعہ مجئ یعنی آنے کے حکم سے خارج کیا گیا۔

[2] اس مثال میں "**حِمَارًا**" مستثنیٰ منقطع ہے، جس کو قوم سے نہیں نکالا گیا، اس لیے کہ وہ قوم میں داخل نہیں تھا۔

فائدہ: کلامِ موجب وہ کلام ہے جس میں نفی، نہی اور استفہام نہ ہو، اور کلامِ تام وہ کلام ہے جس میں مستثنیٰ منہٗ مذکور ہو۔

مستثنیٰ کا اعراب چار قسم پر ہے۔

پہلی قسم: مستثنیٰ پانچ صورتوں میں منصوب ہوتا ہے:

(۱) مستثنیٰ متصل کلامِ موجب (تام) میں **إِلَّا** کے بعد ہو۔ جیسے: **جَاءَنِيْ الْقَوْمُ إِلَّا زَيْدًا۔**

(۲) کلامِ غیر موجب میں مستثنیٰ مستثنیٰ منہٗ پر مقدّم ہو۔ جیسے: **مَاجَاءَنِيْ إِلَّا زَيْدًا أَحَدٌ:** (میرے پاس زید کے علاوہ کوئی نہیں آیا)

(۳) مستثنیٰ منقطع ہو۔ جیسے: **جَاءَنِيْ الْقَوْمُ إِلَّا حِمَارًا۔** اور **مَا جَاءَنِيْ الْقَوْمُ إِلَّا حِمَارًا۔**

(۴) مستثنیٰ **خَلَا** اور **عَدَا** کے بعد ہو (اکثر علماء کے مذہب پر)۔ جیسے: **جَآءَنِيْ الْقَوْمُ خَلَا زَيْدًا، جَاءَنِيْ الْقَوْمُ عَدَا زَيْدًا۔**

(۵) مستثنیٰ **مَا خَلَا، مَا عَدَا، لَيْسَ** اور **لَا يَكُوْنُ** کے بعد ہو۔ جیسے: **جَاءَنِيْ الْقَوْمُ مَا خَلَا زَيْدًا، وَمَا عَدَا زَيْدًا، وَلَيْسَ زَيْدًا، وَلَا يَكُوْنُ زَيْدًا.**

دوسری قسم: یہ ہے کہ مستثنیٰ **إِلَّا** کے بعد کلامِ غیر موجب میں واقع ہو اور مستثنیٰ منہٗ بھی مذکور ہو، پس اس میں دو وجہیں جائز ہیں۔ اوّل یہ کہ مستثنیٰ استثناء کی بنا پر منصوب ہو۔ اور دوم یہ کہ مستثنیٰ اپنے ماقبل یعنی مستثنیٰ منہٗ سے بدل ہو، یعنی جو اعراب مستثنیٰ منہٗ پر ہو وہی اعراب مستثنیٰ پر ہو۔ جیسے: **مَاجَاءَنِيْ أَحَدٌ إِلَّا زَيْدًا وَإِلَّا زَيْدٌ، مَا ضَرَبْتُ أَحَدًا إِلَّا زَيْدًا** دونوں وجہوں پر، اور **مَا مَرَرْتُ بِأَحَدٍ إِلَّا زَيْدًا وَإِلَّا زَيْدٍ وَإِلَّا بِزَيْدٍ.**

تیسری قسم: یہ ہے کہ مستثنیٰ مفرّغ ہو، یعنی مستثنیٰ منہٗ مذکور نہ ہو، اور مستثنیٰ کلامِ غیر موجب میں واقع ہو۔ اس صورت میں مستثنیٰ **بِإِلَّا** کا اعراب عوامل کے اعتبار سے

بدلے گا۔ جیسے: مَا جَاءَنِيْ إِلَّا زَيْدٌ، وَمَا رَأَيْتُ إِلَّا زَيْدًا، وَمَا مَرَرْتُ إِلَّا بِزَيْدٍ[۱]

چوتھی قسم: یہ ہے کہ مستثنیٰ لفظ غَيْرُ، سِوٰی اور سِوَاءَ کے بعد واقع ہو۔ ان صورتوں میں مستثنیٰ کو مجرور پڑھیں گے۔ اور اکثر علماء کے مذہب پر حَاشَا کے بعد بھی مستثنیٰ مجرور ہوگا۔ اور بعض علماء نے حَاشَا کے بعد نصب بھی جائز رکھا ہے۔ جیسے: جَاءَنِي الْقَوْمُ غَيْرَ زَيْدٍ وَسِوٰی زَيْدٍ وَسِوَاءَ زَيْدٍ وَحَاشَا زَيْدٍ وَحَاشَا زَيْدًا[۲]

لفظ غَيْرُ صفت کے لیے وضع کیا گیا ہے، لیکن کبھی کبھی استثناء کے لیے آتا ہے۔ جیسے لفظ إِلَّا استثناء کے لیے وضع کیا گیا ہے اور کبھی کبھی صفت میں مستعمل ہوتا

---

[۱] مستثنیٰ مفرّغ کی وجہِ تسمیہ: یہاں مفرّغ بمعنی مفرّغ لہٗ ہے، یعنی جس کے لیے فارغ کیا گیا ہو، اس صورت میں چونکہ مستثنیٰ منہٗ کو حذف کر کے مستثنیٰ کے لیے عامل کو فارغ کیا جاتا ہے اس لیے اس کو مستثنیٰ مفرّغ کہتے ہیں۔

[۲] لفظِ غَيْرُ کا اعراب:

مذکورہ تمام صورتوں میں لفظ غَيْرُ کا اعراب مستثنیٰ بِإِلَّا کے اعراب کی طرح ہوگا:

(۱) جب لفظ غَيْرُ کلامِ موجب (تام) میں واقع ہو تو ہمیشہ منصوب ہوگا۔ جیسے: جَاءَنِي الْقَوْمُ غَيْرَ زَيْدٍ.

(۲) لفظ غَيْرُ کے بعد مستثنیٰ منقطع ہو تو لفظ غَيْرُ ہمیشہ منصوب ہوگا۔ جیسے: جَاءَنِي الْقَوْمُ غَيْرَ حِمَارٍ۔

(۳) جب لفظ غَيْرُ کلامِ غیر موجب میں مستثنیٰ منہٗ پر مقدّم ہو تو لفظ غَيْرُ منصوب ہوگا۔ جیسے: مَا جَاءَنِيْ غَيْرَ زَيْدٍ الْقَوْمُ، یا جیسے: مَا جَاءَنِيْ غَيْرَ زَيْدٍ أَحَدٌ۔

(۴) جب لفظ غَيْرُ کلامِ غیر موجب میں واقع ہو اور مستثنیٰ منہٗ بھی مذکور ہو تو لفظ غَيْرُ میں دو وجہیں جائز ہیں۔ اوّل یہ کہ وہ استثناء کی بنا پر منصوب ہو۔ دوسرے یہ کہ وہ اپنے ماقبل سے بدل ہو۔ جیسے: مَا جَاءَنِيْ أَحَدٌ غَيْرَ زَيْدٍ اور غَيْرُ زَيْدٍ۔

(۵) جب لفظ غَيْرُ کلامِ غیر موجب میں واقع ہو اور مستثنیٰ منہٗ مذکور نہ ہو تو لفظ غَيْرُ کا اعراب عوامل کے اعتبار سے بدلے گا۔ جیسے: مَا جَاءَنِيْ غَيْرُ زَيْدٍ وَمَا رَأَيْتُ غَيْرَ زَيْدٍ وَمَا مَرَرْتُ بِغَيْرِ زَيْدٍ۔

ہے۔ جیسے: اللہ تعالیٰ کے فرمان: "لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ آلِهَةٌ إِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا" میں إِلَّا اللّٰهُ بمعنی غَيْرُ اللّٰهِ صفت کے لیے مستعمل ہے نہ کہ استثناء کے لیے۔

اسی طرح کلمۂ طیبہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ میں بھی إِلَّا اللّٰهُ بمعنی غَيْرُ اللّٰهِ صفت کے لیے مستعمل ہے نہ کہ استثناء کے لیے۔

تَمَّتِ الرِّسَالَةُ، وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَ الْمِنَّةُ.